حضرت عیسیٰ سے نبی آخرالزمانؐ کے درمیان حجتوں کا سلسلہ

فترۃ

سید رضا حیدر رضوی

ناشر:
اکبر حسینؑ جیوانی ٹرسٹ کراچی

Presented by Ziaraat.com

زمانۂ فترت

(حضرت عیسیٰؑ سے نبی آخرالزمانؐ کے درمیان حجتِ خدا کا سلسلہ)

مؤلف

مولانا سید رضا حیدر رضوی

ناشر

اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ۔ کراچی

Presented by Ziaraat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... زمانۂ فترت
مصنف .... مولانا سید رضا حیدر رضوی
کمپوزنگ .... سید سجاد مہدی
پیج سیٹنگ .... قائم گرافکس۔ جامعہ علمیہ۔ ڈیفنس فیز ۴۔ کراچی
سالِ اشاعت ۱۴۳۵ھ ۲۰۱۴ء
ناشر .... اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ۔ کراچی

ملنے کا پتا

رحمت اللہ بک ایجنسی
کاغذی بازار میٹھادر
کراچی ۷۴۰۰۰
PH : (021) 32431577 Mob: 0341-7234330
Mob : 0314 - 2056416 - 0332 - 3670828

Presented by Ziaraat.com

عرض ناشر

حمد ساری کی ساری خالق کائنات کے لئے اور درود وسلام ہے محمد وآل محمد علیہم السلام پر۔

خالق کائنات نے زمین پر کوئی زمانہ ایسا نہیں رکھا جب اس کی کوئی حجت نہ ہو کیونکہ اس صورت میں کم از کم ایک اعتراض انسان کے ہاتھ یہ آجاتا کہ بروز قیامت وہ کہہ سکتا تھا کہ کوئی رہنمائی کرنے والا ہی نہ تھا کہ میں رہنمائی حاصل کرتا۔ اس حوالے سے چند احادیث عرض خدمت ہیں:

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْبَرْقِيِّ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام الْحُجَّةُ قَبْلَ الْخَلْقِ وَمَعَ الْخَلْقِ وَبَعْدَ الْخَلْقِ.

(الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج1/177)

اصول کافی میں ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا حجت سب پر خلقت سے پہلے، خلقت کے دوران اور خلقت کے بعد تک قائم ہے (تا کہ عذر باقی نہ رہے)۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام أَتَبْقَى الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ قَالَ لَوْ بَقِيَتِ الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ لَسَاخَتْ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۱/۱۷۹)

ابوحمزہ ثمالی کہتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے تو انہوں نے فرمایا جب بھی زمین ایک گھنٹہ حجت خدا سے خالی رہ جائے تو وہ سب کو نگل لے گی۔

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ رَبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُسْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْعَامِرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: مَا زَالَتِ الْأَرْضُ إِلَّا وَلِلَّهِ فِيهَا الْحُجَّةُ يُعَرِّفُ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَيَدْعُو النَّاسَ إِلَى سَبِيلِ اللهِ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج1/178)

اصول کافی میں عبد اللہ بن سلیمان عامری امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا زمین کبھی بھی امام کے بغیر نہیں رہ سکتی لہٰذا ضروری ہے کہ اس پر حجت خدا رہے تا کہ وہ لوگوں کو حلال وحرام کی شناخت کروائے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے۔

۴۔ وَعَنْ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ بَابَوَيْهِ يَرْفَعُهُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَحْمُودٍ قَالَ قَالَ الْإِمَامُ

Presented by Ziaraat.com

الثَّامِنُ الرِّضَا نَحْنُ حُجَجُ اللهِ فِي أَرْضِهِ وَ خُلَفَاؤُهُ عَلَى عِبَادِهِ وَ أُمَنَاؤُهُ عَلَى سِرِّهِ وَ نَحْنُ كَلِمَةُ التَّقْوَى وَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى وَ نَحْنُ شُهَدَاءُ اللهِ وَ أَعْلَامُهُ فِي بَرِيَّتِهِ بِنَا يُمْسِكُ اللهُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَبِنَا يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَنْشُرُ الرَّحْمَةَ وَلَا تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ قَائِمٍ مِنَّا ظَاهِراً وَ خَافِياً وَلَوْ خَلَتْ يَوماً بِغَيْرِ حُجَّةٍ لَمَاجَتْ بِأَهْلِهَا كَمَا يَمُوجُ الْبَحْرُ بِأَهْلِهِ.

(كمال الدين و تمام النعمة/ ج1/202)

ابراہیم بن ابی محمود کہتے ہیں کہ امام رضاؑ نے فرمایا: ہم اللہ تعالی کی مخلوق میں اس کی حجتیں ہیں اور اس کے بندوں میں اس کے جانشین اور اس کے اسرار پر امین ہیں ہم کلمہ تقویٰ ہیں اور محکم گرہ ہیں، ہم اس کے بندوں میں اس کے شہید اور اس کے اعلان ہیں، ہماری وجہ سے اللہ تعالی آسمانوں اور زمینوں کو گرنے سے بچائے ہوئے ہے اور ہمارے وسیلے سے بارش ہوتی ہے اور اس کی رحمت پھیلتی ہے، ہمارے قائم کے بغیر زمین خالی نہیں رہے گی، چاہے وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ، اگر زمین ایک روز حجت کے بغیر رہے تو موج کی مانند کروٹ لی گی اور دنیا یوں ہلاک ہوجائے گی جس طرح کہ سمندر کی موج سے لوگ ہلاک ہوجاتے ہیں۔

۵. مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ الطَّيَّارِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِؑ يَقُولُ لَوْ لَمْ يَبْقَ فِي الْأَرْضِ إِلَّا اثْنَانِ لَكَانَ أَحَدُهُمَا الْحُجَّةَ.

(الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج1/179)

حمزہ بن طیار روایت کرتے ہیں کہ امام صادقؑ سے میں نے سنا کہ وہ فرمار ہے تھے اگر زمین پر صرف دو شخص رہ جائیں تو ان میں سے ایک یقینا حجت خدا ہے۔

٦. مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَّابِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ كَرَّامٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِؑ لَوْ كَانَ النَّاسُ رَجُلَيْنِ لَكَانَ أَحَدُهُمَا الْإِمَامَ وَ قَالَ إِنَّ آخِرَ مَنْ يَمُوتُ الْإِمَامُ لِئَلَّا يَحْتَجَّ أَحَدٌ عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَنَّهُ تَرَكَهُ بِغَيْرِ حُجَّةٍ لِلّٰهِ عَلَيْهِ.

(الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج1/180)

کرام کہتا ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا اگر زمین پر دو شخص ہوتے تو ان میں یقینا ایک امام ہوتا اور فرمایا وہ جو سب سے آخر میں دار فانی کو وداع کرے گا وہ امام ہے تا کہ کوئی بھی بارگاہ الہی میں یہ احتجاج نہ کرے کہ اسے زمین پر بغیر حجت کے رکھا گیا ہے۔

ادارہ

Presented by Ziaraat.com

فہرست

	صفحہ
مقدمہ کتاب	۶
عصر فترت کے معنی	۱۱
کلمات کی تشریح	۱۲
گزشتہ آیات کی تفسیر	۱۳
فترت کے زمانے میں پیغمبر کے آباؤاجداد کے علاوہ انبیاء اور اُوصیا کا وجود	۱۵
فترت کے زمانے میں انبیاء اور اُوصیا	۱۵
قرآن کریم میں حضرت اسماعیلؑ کی نبوت کی خبر	۱۹
حضرت اسماعیلؑ کی نبوت/ دیگر منابع اور مصادر میں	۱۹
فترت کے زمانے میں پیغمبر اکرمؐ کے بعض اجداد کے حالات	۲۱
الیاس بن دخر بن فزار بن محمد بن عدنان	۲۱
کنانۃ بن خزعیہ بن مدرکہ ابن الیاس بن معنر	۲۲
کعب بن لوی بن غالب بن مخصر بن مالک بن نضر بن کنانۃ	۲۳
مکہ میں بت پرستی کا رواج اور اُسکے مقابلے میں پیغمبر اسلام کے آباؤاجداد کا موقف	۲۴
قُصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب	۲۷
قُصی اُور بیت اللہ الحرام اور حاجیوں سے متعلق ان کا اہتمام	۲۸

Presented by Ziaraat.com

قصی کی وفات	۳۲
عبد مناف بن قُصی	۳۲
جناب ہاشم بن عبد مناف	۳۲
اعتقا کے متعلق جناب ہاشمؑ کی چارہ جوئی اور راہِ حل	۳۶
خداوندِ عالم اس سے متعلق سورۂ قریش میں اس طرح فرماتا ہے	۳۹
جناب عبد المطلبؑ بن جناب ہاشمؑ	۴۱
چاہ زمزم کی کھدائی	۴۳
اشعار کی تشریح	۵۱
جناب عبد المطلبؑ اور پیغمبر اکرم کی ولادت	۵۸
بحث کا خلاصہ	۷۲
۱) مضر کے فرزند الیاس	۷۲
۲) الیاس کے پوتے خیرغہ بن مدرکہ	
۳) کعب بن لوی	
۴) جناب قُصی	
۵) جناب عبد مناف	
۶) جناب ہاشم	
۷) جناب عبد المطلب بن ہاشم	
رسولؐ خدا کے باپ جناب عبد اللہ اور چچا حضرت ابو طالبؑ	۷۶
۱) جناب عبد اللہ خاتم الانبیاءؐ کے والد	
۲) اسلام کے ناصر اور پیغمبر کے سرپرست، جناب ابو طالبؑ	
۱) ابو طالبؑ:	۷۲

Presented by Ziaraat.com

۲) جناب ابوطالبؑ کی سیرت اور روش	۷۸
۳) جناب ابوطالبؑ کا عقیدہ وایمان	۸۰
نتیجہ گیری	۸۰
کتاب کے مطالب کا خلاصہ اور نتیجہ	۹۳
حضرت آدمؑ کی اپنی فرزند شیثؑ سے وصیت	۹۳
شیثؑ کی اپنے بیٹے انوشؑ سے وصیت	۹۶
انوشؑ کی اپنے فرزند قینانؑ سے وصیت	۹۸
قینانؑ کی اپنے فرزند میلائیلؑ سے وصیت	۱۰۰
یورادؑ کی اپنے بیٹے اخنوخ (ادریسؑ) سے وصیت	۱۰۲
ادریسؑ کی اپنے بیٹے متوشلخؑ سے وصیت	۱۰۸
متوشلخؑ کی اپنے بیٹے لمکؑ سے وصیت	۱۰۹
لمکؑ کی اپنے بیٹے نوحؑ سے وصیت	۱۱۶
نوحؑ کی اپنے بیٹے سامؑ سے وصیت	۱۲۹
سامؑ کی اپنے بیٹے ارفخشدؑ سے وصیت	۱۴۱
ارفخشدؑ کی اپنے بیٹے شالحؑ سے وصیت	۱۴۲
شالحؑ کی اپنے بیٹے عابرؑ سے وصیت	۱۴۳
پیغمبر اکرمؐ کے بعد ان کے بارہ اوصیاء (جانشین)	۱۴۵
آیات کی تفسیر میں عبرت کے مقامات	۱۵۴
کتابیات	

Presented by Ziaraat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

خداوندِ حکیم نے بلند مرتبہ شخصیتوں کو بشر کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اپنے پیغام کے ساتھ بھیجا ہے۔ یہ وہی ہستیاں ہیں جو خدا کی طرف سے بندوں کے لئے فیض و ہدایت کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں انسان میں اس فیض و برکت سے استفادہ کی لیاقت پیدا ہونے کے ابتدائی ایام سے ہی خدا کی طرف سے یہ فضل وکرم نازل ہوتا رہا ہے اور یہ سلسلہ ختمی مرتبت پیغمبر اکرمؐ کے زمانے تک جاری رہا ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ ہر پیغمبر کا دین اس کے زمانہ اور اُمت کے مطابق مکمل ترین دین تھا اور اگر فیضِ الٰہی کا یہ سلسلہ جاری نہ رہتا تو انسان ہرگز اپنی ارتقائی منازل تک نہیں پہنچ سکتا۔

چونکہ انسان کی خلقت، خدائے حکیم کا فعل ہے، اس لئے فطری طور پر انسان کی تخلیق ایک ہدف اور مقصد کی حامل ہے اور انسان کے وجود میں خواہشات، جن میں وہ حیوانات کے ساتھ مشترک ہے، کے علاوہ عقل وفہم بھی ہے اس لئے اس کی خلقت کا ایک عاقلانہ مقصد ہونا ضروری ہے۔

دوسری طرف انسان کی عقل وفہم اس کے ارتقائی منازل طے کرنے میں موثر اور ضروری ہے۔ لیکن کافی نہیں ہے۔ اور اگر انسان کی ہدایت کے سلسلے میں صرف عقل وفہم پر اکتفا کیا جائے تو وہ ہرگز مکمل طور پر راہ کمال کو نہیں پہچان سکتا۔ مثال کے طور پر انسان کے اہم ترین فکری مسائل میں اس کا اپنے مبدأ و معاد کو جاننے کا مسئلہ ہے۔ انسان جاننا چاہتا ہے کہ کہاں سے آیا ہے؟ کیوں آیا ہے؟ اور کہاں جائے گا؟ لیکن ان سوالات کا خاطر خواہ جواب صرف عقل وفہم سے ممکن نہیں ہے۔ اس امر کی واضح دلیل یہ ہے کہ عصر جدید کے انسان کی علم و سائنس کے میدانوں میں نمایاں کامیابیاں و ترقی کے باوجود انسانوں کی بڑی تعداد ابھی بھی بت پرست ہے۔

Presented by Ziaraat.com

انسانی عقل وفہم کا نقص صرف مبدا و معاد کے موضوع تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ انسان اپنی زندگی کے بہت سے دیگر اہم مسائل میں بھی کوئی صحیح اور مستحکم طریقہ انتخاب نہ کر سکا۔ اقتصادی، اخلاقی اور خاندانی مسائل میں مختلف انسانوں کے درمیان اختلاف اور تناقض اس بات کی دلیل ہے کہ انسان ان مسائل کو صحیح درک نہیں کر سکتا ہے اور اسی وجہ سے مختلف اور ضد ونقیض مکاتب فکر وجود میں آئے ہیں۔

مذکورہ بالا نکات کے تناظر میں عقل فیصلہ دیتی ہے کہ حکمت الٰہی کے پیش نظر خدا کی طرف سے مربی ورہبر مبعوث ہونا ضروری ہے تا کہ بشر کو زندگی کی صحیح راہ کی طرف ہدایت وراہنمائی کریں۔

جو یہ تصور کرتے ہیں کہ عقل کی راہنمائی آسمانی ہدایت وراہنمائی کی نعم البدل بن سکتی ہے، ان کو چاہیے کہ ذیل میں درج دو نکات کی طرف توجہ کریں۔

۱۔ بشر کی عقل وفہم، انسان، اسرار ہستی اور اس کے وجود کے ماضی وحال کو مکمل طور پہچاننے میں ناقص ونارسا ہے۔ جبکہ انسان کو پیدا کرنے والا (خالق) اس اصول کے تحت، کہ ہر صانع اپنے مصنوع کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔ انسان اور اُس کے وجودی پہلوؤں کے بارے میں آگاہ ہیں۔ اس دلیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۔ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿۱۴﴾

''اور کیا پیدا کرنے والا (اپنی مخلوق کو) نہیں جانتا ہے جبکہ وہ لطیف بھی ہے اور خبیر بھی ہے؟'' (سورہ ملک آیت ۱۴)

۲۔ انسان فطری طور پر اپنی ذات سے محبت کے ناطے دانستہ یا نادانستہ طور پر ہمیشہ اپنے ذاتی منافع کی فکر میں رہتا ہے اور اپنی منصوبہ بندی میں اپنے ذاتی وگروہی منفعت سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا فطری طور پر بشر کی منصوبہ بندی ہر لحاظ سے کامل نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہر دور میں حجتوں کا منصوبہ اور پروگرام، چونکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے، اس لئے وہ نقص سے پاک اور منزہ ہوتا ہے۔

ان دو نکات کے پیشِ نظر یہ امر مُسلّم ہے کہ انسان کبھی بھی خدا کی ہدایت اور حجت خدا کے منصوبوں سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

پیش نظر کتاب میں اسی بات کی واضحات کی گئی ہے کہ جس دور کو ''دور فترت'' کہتے ہیں جو

Presented by Ziaraat.com

جناب عیسیٰؑ سے نبی مکرم سرکار احمد مختار تک ہے یہ وقفہ تقریباً ساڑھے چھ سو سال کا ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ عیسیٰؑ کے بعد اگر کوئی نبی آیا ہے تو وہ محمد مصطفیٰ نبی آخر الزمان ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں جناب عیسیٰؑ کی بشارت تحریر ہے کہ ''کہ تمہیں میں اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام ''احمد'' ہے۔

جب کہ یہ بات طے ہے کہ ہدایت کرنا اللہ کی ذمہ داری ہے جیسا کہ قرآن میں یہ فقرہ اس بات کی دلیل ہے کہ ''اِنَّا علینا لَلْهُدیٰ'' ''ہدایت ہم پہ فرض ہے'' بس ہدایت اللہ کی ذمہ داری ہے اور مالک فیاض مطلق ہے تو بس اس کا لطف و کرم ہر حال میں ہر دور میں جاری و ساری رہے گا۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنے طویل وقفہ میں کوئی بھی حجت نہ رہی ہو۔ پیش نظر کتاب میں انہیں مطالب کو واضح کیا ہے کہ اُس دور کی حجتیں کون تھیں۔

۱۔ قال امام الصادق علیہ السلام: اِنّ الارضَ لا تخلو اِلّا وَفِیها اِمامٌ کیما اِنْ زادَ المومنون شئیاً رَدّھُم وَاِن نَقَصُوا اشیاءً أَتمّهُ لَھُم۔ (اصولِ کافی)

حضرت امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی اس میں ایک حجت ضرور ہوتا ہے تا کہ اگر مومنین امر دین میں کوئی زیادتی کریں تو وہ رَد کردے اور اگر کمی کردیں تو اس کو ان کے لئے پورا کردے۔

۲۔ قال امام الصادق علیہ السلام: ما زالتِ الارض اِلّا وَ لِلّٰہ فیها الحُجّة یُعرف الحلال والحرام وَیَدْعُوا النّاسِ الی سبیل اللہ: (اصول کافی)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: کہ زمین میں کوئی نہ کوئی حجت خدا ضرور رہتا ہے وہ لوگوں کو حلال و حرام کی معرفت کراتا ہے اور ان کو راہ خدا کی طرف بلاتا ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ
سید رضا حیدر رضوی

۱۶ مارچ ۲۰۱۴ء ۱۴۳۵ھ

شب ظہور امام سجاد علیہ السلام

Presented by Ziaraat.com

فترت کا زمانہ

- عصر فترت کے معنی
- فترت کے زمانے میں، پیغمبرؐ کے آباء واجداد کے علاوہ انبیاء اور اوصیاء۔
- حضرت ابراہیمؑ کے وصی حضرت اسمعیلؑ کے پوتوں کے حالات۔
- پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کہ جو لوگ فترت کے زمانے میں تبلیغ پر مامور تھے۔

Presented by Ziaraat.com

Presented by Ziaraat.com

عصر فترت کے معنی

خداوند سبحان سورۂ مائدہ کی ۱۹ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾

۔۔۔تمہارے پاس ہمارا رسول آیا تا کہ تمہارے لئے ان دینی حقائق کو رسولوں کے ایک وقفہ کے بعد بیان کرے، تا کہ یہ نہ کہو کہ ہمارے لئے کوئی بشارت دینے اور ڈرانے والا نہیں آیا بیشک تمہاری طرف بشارت دینے والا، ڈرانے والا رسول آیا اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور سورۂ یٰسین کی ۱۱ور ۳اور ۶ /آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾

یٰسین (اے پیغمبروں کے سید و سردار) قرآن کریم کی قسم کہ تم رسولوں میں سے ہو۔۔۔ تا کہ ایسی قوموں کو ڈراؤ جن کے آباء واجداد کو (کسی پیغمبر کے ذریعہ) ڈرایا نہیں گیا ہے، کہ وہ لوگ غافل اور بے خبر ہیں۔

اسی کے مانند سورۂ قصص کی ۲۸ ویں آیت اور سورۂ سجدہ کی تیسری آیت اور سوۂ سبا کی ۴۳ ویں اور ۴۴ ویں آیات میں بھی مذکور ہے۔

اور سورۂ شوریٰ کی ۷ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ

Presented by Ziaraat.com

يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿۷﴾

اور اسی طرح قرآن کو (گویا اور فصیح) عربی میں ہم نے تم پر وحی کیا تاکہ مکہ کے رہنے والوں اور اس کے اطراف ونواحی میں رہنے والوں کو اندار کرو (خدا کے عذاب سے ڈراؤ)۔

سورۂ سبا کی ۲۸ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾

ہم نے تمہیں تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے؛ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔

کلمات کی تشریح

۱۔ فَتْرة:

فترت لغت میں دو محدود زمانوں کے فاصلہ کو کہتے ہیں۔ اور اسلامی اصطلاح میں زمانہ کو ایسا فاصلہ جو دو بشیر ونذیر رسول کے درمیان واقع ہوتا ہے۔

۲۔ اُمُّ القُریٰ:

شہر مکہ مکرمہ۔

۳۔ کافّۃ:

سب کے سب، سارے کے سارے اور تمام۔

حضرت امام علیؑ نے ارشاد فرمایا: خداوند عالم نے رسول اکرم کو پیغمبروں کے درمیان زمانے کے فاصلے میں اور اُس وقت مبعوث کیا جب امتیں خواب غفلت اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھیں اور وہ احکام خداوندی جو رسولوں کی زبانی محکم اور استوار ہوئے تھے ان کو پامال کر

Presented by Ziaraat.com

رہی تھیں۔ [1]

گزشتہ آیات کی تفسیر

۱۔ خاتم الانبیاء حضرت محمدؐ پیغمبروں کے درمیان فترت کے زمانے میں نہ کہ انبیاء کے درمیان فترت کے زمانے میں مبعوث بہ رسالت ہوئے۔

کیونکہ خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے بعد کوئی بشارت دینے والا، انداز کرنے والا (اللہ کے ثواب اور اس کی جزا اور پاداش کی بشارت دینے والا اور گناہ و نافرمانی کی بناء پر خدا کے عذاب سے ڈرانے والا) کہ جس کے ہمراہ اس کے رب کی طرف سے کوئی آیت یا معجزہ ہو کر پیغمبر مبعوث نہیں کیا۔

حالت اسی طرح تھی یہاں تک کہ خداوند عالم نے خاتم الانبیاءؐ کو بشیر و نذیر بنا کر اور قرآنی معجزوں کے ساتھ مبعوث کیا تا کہ مکہ اور اس کے اطراف و نواحی میں رہنے والوں کو بالخصوص اور عمومی طور پر دیگر لوگوں کو انذار کریں۔

اس نکتہ کی طرف توجہ ضروری ہے کہ پانچ سو سال سے زیادہ کے طولانی دور میں انبیاء اور اوصیاء کا وجود لوگوں سے منقطع نہیں تھا اور خداوند علم نے انسانوں کو اس طولانی مدت میں آزاد نہیں چھوڑا تھا بلکہ اپنے دین کی تبلیغ کرنے والوں اور حضرت عیسیٰؑ کی شریعت پر اور ابراہیم کے دین حنیف کی تبلیغ کے لئے اوصیاء کو آمادہ کر رکھا تھا کہ ہم انشاء اللہ ان اخبار کو تحقیق کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔

---

[1] شرح نہج البلاغہ، تالیف محمد عبدہ، طبع مطبع الاستقامۃ مصر، ج ۲، ص ۶۹، خطبہ ۵۶ اور اسی سے ملتا جلتا مطلب خطبہ نمبر ۱۳۱ میں بھی ذکر ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

پیغمبر اکرمؐ کے آباء و اجداد کے علاوہ فترت کے زمانے میں انبیاء اور اوصیاء

Presented by Ziaraat.com

فترت کے زمانے میں انبیاء اور اوصیاء

سیرۂ حلبیہ میں خلاصہ کے طور پر اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے:

حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد حضرت محمدؐ کے سوا عرب قوم کے درمیان کوئی پیغمبر مستقل شریعت کے ساتھ رسالت کے لئے مبعوث نہیں ہوا۔

لیکن "خالد ابن سنان" اور اس کے بعد "حنظلہ" ایک مستقل شریعت کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے، بلکہ حضرت عیسیٰ کی شریعت کا اقرار اور اس کی تثبیت کرتے ہوئے اس کی تبلیغ کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ اور حنظلہ کے درمیان زمانے کے لحاظ سے تین سو سال کا فاصلہ تھا۔ [۱]

حضرت عیسیٰ اور حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان فترت کے زمانے میں جن لوگوں کا نام مسعودی اور دیگر لوگوں نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک "خالد ابن سنان عبسی" ہے کہ رسولؐ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے:

"وہ ایک نبی تھے جن کی ان کی قوم نے قدر و قیمت نہیں جانی" اور تاریخ میں دوسرے لوگوں کا نام بھی نبی کے عنوان سے ذکر ہوا ہے جو کہ حضرت عیسیٰ اور رسول اکرمؐ کے درمیان گزرے ہیں۔ [۲]

---

[۱] سیرۂ جلسہ: ج ۱ ص ۱۲۱ اور تاریخ ابن اثیر طبع اوّل مصر، جلد ۱، ص ۱۳۱ اور تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۱۹۹۔

[۲] مروج الذہب مسعودی، ج ۱ ص ۷۸ اور تاریخ ابن کثیر ج ۲، ص ۲۷۱۔

Presented by Ziaraat.com

اسی طرح علامہ مجلسیؒ نے اپنی عظیم کتاب بحار الانوار میں کے حالات کو بسط و تفصیل سے حضرت عیسیٰ کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے بعد کے واقعات اور زمانۂ فترت کے واقعات کے باب میں ذکر کیا ہے۔[۱]

وہ انبیاء اور اوصیاء، جن کی خبریں قرآن کریم، تفاسیر اور تمام اسلامی منابع اور مصادر میں مذکور ہیں وہ لوگ ہیں جنہیں خداوند عالم نے لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے جزیرۃ العرب اور اس کے اطراف میں حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کے اوصیاء کے زمانے تک اور پاک و پاکیزہ اسلامی شریعت کے مطابق مبعوث کیا ہے اور آپ کے اوصیاء حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی شریعت کے پابند تھے۔

حضرت عیسیٰ کی شریعت کے جملہ اوصیاء میں سے ایک، جن سے اُن کے ماننے والوں نے علم و دانش سیکھا ہے بزرگ صحابی جناب سلمان فارسی محمدی ہیں کہ جو اس دین کے راہبوں میں شمار ہوتے تھے اور ان کی داستان ذیل میں بطور خلاصہ نقل کی جارہی ہے؛[۲]

احمد کی مسند، ابن ہشام کی سیرۃ اور ابو نعیم کی دلائل النبوہ میں سلمان فارسی سے متعلق ایک روایت کے ضمن میں اس صحابی کی داستان کو، حضرت عیسیٰ بن مریم کے اوصیاء کی آخری فرد کے ساتھ جو کہ عموریہ[۳] نامی جگہ پر مقیم تھے اور سلمان اُن کے ساتھ زندگی گذار رہے تھے اس طرح نقل کیا ہے:

میں عموریہ میں دیر کے راہب کی خدمت میں پہنچا اور اپنی داستان اُن کے سامنے

---

[۱] بحار الانوار، ج ۱۴، ص ۳۴۵

[۲] اُن کی خبروں سے متعلق سیرۂ ابن ہشام، ج ۱، ص ۲۲۷ پر رجوع کریں۔

[۳] (۲) حموی وفات ۶۲۶ھ قمری نے اپنی کتاب معجم البلدان میں عموریہ کے بارے میں تحریر کیا ہے: وہ روم کے شہروں میں سے ایک شہر ہے جسے معتصم عباسی وفات ۲۲۷ھ ق) نے ۲۲۳ میں اُس پر قبضہ کیا تھا۔

Presented by Ziaraat.com

بیان کی! انہوں نے کہا: میرے پاس رک جاؤ لہٰذا ایک ایسے انسان کے پاس جو اپنے چاہنے والوں کی ہدایت و سرپرستی کی ذمہ داری لئے ہوا تھا سکونت اختیار کی یہاں تک کہ اسے موت آ گئی اور جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو میں نے اُس سے کہا: میں فلاں کے پاس تھا مگر جب وہ مرنے لگا تو اُس نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی، اس دوسرے نے بھی مجھے حالت احتضار میں فلاں شخص کی وصیت کی اور تیسرے نے بھی تمہارے پاس جانے کی وصیت کی۔ اب تم مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو اور کیا دستور دیتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں بیٹا! خدا کی قسم میں اپنے زمانے کے لوگوں میں اپنے دین سے متعلق کسی کو سب سے زیادہ عالم اور عاقل نہیں جانتا کہ میں تمہیں حکم دوں کہ اُس کے پاس چلے جاؤ لیکن تم ایک ایسے پیغمبر کے زمانے میں ہو جو دین ابراہیم پر مبعوث ہوگا۔ وہ سرزمین عرب میں قیام کرے گا اور ایسے علاقے میں (جو دو سوختہ زمینوں کے درمیان واقع ہے اور ان کے درمیان نخلستان ہیں) ہجرت کرے گا۔ اس کی واضح اور آشکار علامتیں اور نشانیاں ہیں، ہدیہ تو کھاتا ہے لیکن صدقہ نہیں کھاتا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان نبوت کی مہر لگی ہوئی ہے۔

اگر خود کو ایسے علاقے میں پہنچا سکتے ہو تو ایسا ہی کرو اور پھر اس وقت اس کی آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہو گیا۔ [1]

یہ فترت کے زمانے میں حضرت عیسیٰ کے بعض اوصیاء کی خبریں ہیں لیکن حضرت ابراہیمؑ کے دین حنیف کے اوصیاء کے بارے میں آئندہ فصل میں تحقیق کریں گے۔ اس سے پہلے حضرت اسمٰعیلؑ کی سیرت کا کچھ اجمالی خاکہ پیش کریں گے جو کہ حضرت ابراہیمؑ کے اوصیاء کی پہلی شاخ ہیں۔ پھر جہاں تک ممکن ہوگا انشاء اللہ ان کے فرزندوں سے اوصیاء کی سیرت کی تشریح کریں گے۔

---

[1] مسند احمد، ج ۴، ص ۲۴۲۔ ۲۴۴؛ سیرہ ابن ہشام، وفات ۲۱۳ھ ج ۱، ص ۲۲۷؛ دلائل النبوہ، ابو نعیم، وفات ۴۳۰ھ

Presented by Ziaraat.com

- حنیفیہ شریعت پر آنحضرت کے وصی
حضرت اسمٰعیلؑ کی بعض خبریں
- مناسک حج ادا کرنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ
کی حضرت اسمٰعیلؑ کو وصیت
- حضرت اسمٰعیلؑ کی نبوت اور عمالیق، جرھم
اور یمنی قبائل کو خدا پرستی کی دعوت دینا۔

Presented by Ziaraat.com

قرآن کریم میں حضرت اسمٰعیلؑ کی نبوت کی خبر

خداوند سبحان سورۂ مریم کی ۵۴ ویں اور ۵۵ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝

اور اپنی کتاب میں حضرت اسمٰعیلؑ کے حالات زندگی کو یاد کرو کہ وہ وعدہ میں صادق اور رسول و نبی تھے۔ وہ اپنے اہل وعیال کو نماز (ادا کرنے) اور زکاۃ (دینے) کا حکم دیتے تھے اور اپنے رب کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ تھے۔

سورۂ نساء کی ۱۶۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝

ہم نے تمہاری طرف بھی تو اسی طرح وحی کی جس طرح نوحؑ اور ان کے بعد کے پیغمبروں پر وحی کی تھی اور ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ، اسباطؑ، عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ، سلیمانؑ اور داؤدؑ پر ہم نے وحی کی اور داؤدؑ کو زبور بھی دی۔

حضرت اسمٰعیلؑ کی نبوت، دیگر منابع اور مصادر میں:

حضرت اسمٰعیلؑ اپنے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے سے ہی مکہ میں زندگی

Presented by Ziaraat.com

گذار رہے تھے اور اپنے والد کی وصیت کے اجراء کرنے میں جو کہ حج کے شعائر کی ادائیگی سے متعلق تھی اور حضرت ابراہیمؑ کی حنیفیہ شریعت کا ستون ہے، کوشش کی اور انہوں نے رسالت کی تبلیغ بھی انجام دی ہے جس کے متعلق ہم ذیل میں بیان کرر ہے ہیں۔

۱۔ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

جب حضرت ابراہیمؑ نے فریضۂ حج انجام دیا اور واپسی کا ارادہ کیا تو اپنے فرزند اسمٰعیلؑ سے وصیت کی کہ بیت اللہ الحرام کے پاس سکونت اختیار کریں اور لوگوں کی حج اور مناسک حج کی ادائیگی میں رہنمائی کریں، اسمٰعیلؑ نے اپنے باپ کے بعد بیت اللہ الحرام کی تعمیر کی اور مناسک حج کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔ [۱]

۲۔ اخبار الزمان میں منقول ہے:

خدا نے حضرت اسمٰعیلؑ کو وحی کی اور آپ کو عمالیق، جرھم اور یمنی قبائل کی جانب بھیجا اسمٰعیلؑ نے انہیں بتوں کی پرستش کرنے سے منع کیا لیکن صرف معدودے چند افراد ان پر ایمان لائے اور ان کی اکثریت نے کفر و عناد کا راستہ اختیار کیا۔

یہ خبر کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ مرآۃ الزمان میں بھی مذکور ہوئی ہے۔ [۲]

اس طرح حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی پوری زندگی ان امور کی انجام دہی میں صرف کر دی جن کی ان کے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اُن سے وصیت کی تھی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی اور مکہ میں سپرد لحد کر دئے گئے۔

ان کے بعد ایسے فرائض کی انجام دہی کے لئے ان کی نسل سے نیک اور شائستہ فرزندوں نے قیام کیا ہم انشاء اللہ ان میں سے بعض کا تعارف کرائیں گے۔

---

[۱] تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۲۲۱،

[۲] اخبار الزمان، ص ۱۰۳؛ مرآۃ الزمان، ص ۳۰۹، ۳۱۰

Presented by Ziaraat.com

فترت کے زمانے میں پیغمبر اسلامؐ کے بعض اجداد کے حالات

''سبل الھدیٰ'' نامی کتاب میں ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا:
عدنان، مضر، قیس، عیلان، تیم، اسد، ضبّہ اور خزیمہ کے والد ''ادد'' مسلمان تھے اور ان کی رحلت بھی ملت ابراہیم پر ہوئی ہے۔ [۱]

ابن سعد کی طبقات میں بھی مذکور ہے کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا: مضر کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان تھے۔ [۲]

الیاس بن مضر بن نزار بن محمد بن عدنان

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

''مضر کے فرزند الیاس'' ایک شریف اور نجیب انسان تھے ان کی دوسروں پر فوقیت اور برتری واضح اور آشکار ہے: یہ وہ پہلے آدمی کہ ہیں جنہوں نے اسمعیلؑ کی اولاد پر نکتہ چینی کی اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی سنتوں میں تبدیلی کر دی تھی۔ انہوں نے بہت سے نیک افعال انجام دیئے لوگ آپ سے اس درجہ شاد و مسرور تھے کہ اسمعیلؑ کے فرزندوں میں ''ادد'' کے

---

[۱] سبل الھدیٰ والرشاد محمد بن یوسف شامی کی تالیف جو ۹۴۲ھ میں وفات کر گئے ہیں، طبع دار الکتب، بیروت، ۱۴۱۴ھ ق، ص ۲۹۱ اور فتح الباری، ج ۷، ص ۱۶۴ بھی ملاحظہ ہو۔

[۲] طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج ۱، ص ۳۰؛ اور تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۲۲۶؛ اور کنز العمال، ج ۱۲، ص ۵۹، باب الفضائل، چوتھا قبیلہ کے فضائل کے بارے میں حدیث نمبر ۳۳۹۷۸۔

Presented by Ziaraat.com

بعد کسی کے لئے ایسی شادمانی اور مسرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔

اُنہوں نے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد کو اپنے آباؤ اجداد کی سنت کی مراعات کرنے کی طرف لوٹایا اس طرح سے کہ تمام سنتیں اپنی پہلی حالت پر واپس آگئیں۔ وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے موٹے تازے اونٹوں کو خانہ خدا کی قربانی کے لئے مخصوص کیا اور وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے بعد رکن کی بنیاد رکھی؛ اسی وجہ سے عرب (الیاس) کو بزرگ اور محترم سمجھتے ہیں۔۔۔[۱]

ان تمام مطالب کے نقل کے بعد ''سبل الهدائی'' نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

عرب جس طرح سے لقمان کی عظمت اور بزرگی کے قائل تھے اسی طرح انہیں بھی محترم اور معزز شمار کرتے تھے۔[۲]

صاحبان شریعت پیغمبروں کے تمام اوصیاء ان صفات اور خصوصیات کے حامل تھے۔ اس لحاظ سے ''الیاس'' بھی حضرت ابراہیمؑ کے بعد ان کی حنیفیہ شریعت کے محافظ ونگہبان اوصیاء میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔

کنانۃ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر

''کنانۃ'' ایک عالی قدر، بلند مقام، نیک صفت اور باعظمت انسان تھے اور عرب ان کے علم وفضل اور ان کی فوقیت اور برتری کی بناء پر ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔

وہ کہا کرتے تھے: مکہ سے احمد نامی ایک پیغمبر کے ظہور کا وقت آچکا ہے جو لوگوں کو خدا، نیکی، جودو بخشش اور مکارم اخلاق کی دعوت دے گا۔ اس کی پیروی کرو تا کہ تمہاری عظمت و بزرگی میں اضافہ ہو اور اس کے ساتھ عداوت ودشمنی نہ کرنا اور جو کچھ بھی وہ پیش کرے اس کی تکذیب نہ

---

[۱] تاریخ یعقوبی، ج۱،ص ۲۲۷۔

[۲] سُبل الهدیٰ، ج۱،ص ۲۸۹۔

Presented by Ziaraat.com

کرنا۔ کیونکہ جو چیز بھی وہ پیش کرے گا وہ حق ہوگی۔ [1]

''کنانہ'' کی بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کے اوصیاء میں سے اپنے پہلے والے وصی سے علم دریافت کیا ہے۔

کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ

انساب الاشراف اور تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے (اور ہم انساب الاشراف کی باتوں کو نقل کر رہے ہیں):

''کعب'' عرب کے نزدیک بڑی قدر و قیمت اور عظیم منزلت و مرتبہ کے حامل تھے اور ان کے روز وفات کو ان کے احترام میں تاریخ کا مبداء قرار دیا تھا۔ یہاں تک کہ ''عام الفیل'' آگیا اور اسے تاریخ مبداء قرار دیا اس کے بعد ''جناب عبدالمطلب'' کی موت کو تاریخ کا مبداء قرار دیا۔

کعب حج کے موسم میں لوگوں کے لئے خطبہ پڑھتے اور کہتے تھے: ''اے لوگو''! سنو اور سمجھو اور جان لو کہ رات پرسکون اور خاموش ہے اور دن روشن اور آسمان کا شامیانہ لگا ہوا ہے اور زمین ہموار و برابر ہے اور ستارے ایسی نشانیاں ہیں جو بے کار اور لغو پیدا نہیں کئے گئے ہیں کہ تم لوگ اُن سے روگرداں ہو جاؤ۔ گزشتہ لوگ آئندہ کے مانند ہیں؛ اور گھر تمہارے سامنے ہے اور یقین تمہارے گمان کے علاوہ چیز ہے اپنے رشتہ داروں کی دیکھ بھال کرو رصلہ رحم قائم کرو اور ازدواجی رشتوں کو باقی رکھو اور اپنے عہد و پیمان کا پاس و لحاظ کرو اور اپنے اموال کو (تجارت اور معاملات کے ذریعہ) بارآور اور نفع بخش بناؤ جو کہ تمہاری جوانمردی اور جود و بخشش کی علامت ہے اور جہاں تم پر انفاق لازم ہو اُس سے صرف نظر نہ کرو اور اس حرم (خدا کے گھر) کی تعظیم کرو اور اس

---

[1] سیرۂ حلبیہ، ج۱ص۱۶؛ اور سبل الھدیٰ، ج۱، ص ۲۸۶، میں یہاں تک ہے۔۔۔ تا کہ تمہاری عظمت اور بزرگی میں اضافہ ہو۔

Presented by Ziaraat.com

سے متمسک ہو جاؤ کیونکہ یہ ایک پیغمبر کی مخصوص جگہ ہے اور یہیں سے خاتم الانبیاء اُس دین کے ساتھ جو موسیٰ اور عیسیٰ لائے تھے مبعوث ہوں گے پھر اس وقت اس طرح فرماتے تھے:

فترت کے بعد وہ محافظ ونگہبان نبی عالمانہ خبروں کے ساتھ آئے گا۔ اور یعقوبی کی عبارت میں اس طرح ہے:

اچانک وہ محمدؐ نبی آجائے گا اور سچی اور عالمانہ خبریں دے گا:

پھر کعب کہتے تھے: اے کاش ان کی دعوت اور بعثت کو ہم درک کرتے۔ [۱]

سبل الھدیٰ والرشاد نامی کتاب میں بطور خلاصہ اس طرح مذکور ہے:

جمعہ کے دن کو "عروبۃ" کا دن کہتے تھے اور کعب وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس کا نام جمعہ رکھا ہے۔ [۲]

پھر اس کے بعد لفظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ انہیں مذکورہ مطالب کو اُس نے ذکر کیا ہے۔

جو کچھ "کعب" کی تعریف میں مورخین نے ذکر کیا ہے وہ اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد "اوصیاء" میں سے ایک وصی تھے کعب اور الیاس حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے قبول ہونے کے دو نمایاں مصداق تھے؛ جب انہوں نے بارگاہ خداوندی میں اپنی ذرّیت کے حق میں دعا کی اور کہا: میری اولاد میں اپنے سامنے سراپا تسلیم ہونے والی امت قرار دے۔

مکہ میں بت پرستی کا رواج اور اس کے مقابلے میں پیغمبرؐ اسلام کے آباء و اجداد کا موقف

---

[۱] انساب الاشراف، بلاذری، طبع مصر، ۱۹۵۹۔ ج ۱، ص ۱۶ اور ۴۱؛ تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۲۳۶، طبع بیروت، ۱۳۷۹ھ؛ سیرۂ حلبیہ، ج ۱، ص ۹، ۱۵، ۱۶؛ سیرۂ نبویہ، حلبیہ کے حاشیہ پر، ج ۱، ص ۹۔

[۲] سبیل الھدیٰ والرشاد ج ۱، ص ۲۷۸۔

Presented by Ziaraat.com

''جرہم'' قبیلہ نے ''ہاجرہ'' سے ان کے پاس سکونت کرنے کی اجازت مانگی تا کہ آب زمزم سے بہرہ مند ہوں تو ہاجرہ نے بھی انہیں اجازت دے دی۔

پھر سالوں گزرنے کے بعد ان کے فرزند (اسمٰعیلؑ) ایک مکمل جوان ہو گئے تو ''مضاض جرہمی'' کی بیٹی سے شادی کر لی اور اس سے صاحب اولاد ہوئے۔

پھر حضرت اسمٰعیلؑ کی وفات کے بعد، ان کے فرزند ''ثابت'' مضاض جرہمی کے نواسے نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی۔ ان کی وفات کے بعد، جرہم مکہ کے امور پر قابض ہو گئے اور طغیانی اور سرکشی کی اور حق سے منحرف ہو گئے۔ ''خزاعہ قبیلہ'' نے اُن سے جنگ کی اور ان پر فاتح ہو گئے۔ [۱] اور مکہ کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی بیت اللہ الحرام کی تولیت کے ذمہ دار ہوئے اور رفتہ رفتہ اسمٰعیلؑ کی اولاد بھی کوچ کر گئی اور مختلف شہروں میں پھیل گئی جز معدود چند افراد کے کہ جنہوں نے خانہ خدا کا جوار ترک نہیں کیا۔ [۲]

خزاعہ قبیلہ کے سردار سالہا سال تک یکے بعد دیگرے مکہ کی حکومت اور بیت اللہ الحرام کی تولیت کے مالک ہوتے رہے یہاں تک کہ ''عمرو بن لحی'' کہ جو بڑا مالدار اور کثیر تعداد میں اونٹوں کا مالک تھا اور لوگ اس کے گھر پر کھانا کھاتے تھے جب تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا، تو اس کا کافی اثر و رسوخ تھا اس طرح سے کہ اس کی رفتار و گفتار لوگوں کے لئے قوانین شرعیہ کے مانند لازم الاجراء مانی جاتی تھی۔ [۳]

شام کے شہروں میں ایک سفر میں عمرو بن لحی نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ بت کی پوجا کرتے ہیں اور جب اُس نے ان کے بارے میں اُن سے سوال کیا تو اسے جواب دیا:

---

[۱] تاریخ ابن کثیر، طبع اوّل، ج ۲، ص ۱۸۴ و ۱۸۵ کو ملاحظہ کریں۔

[۲] تاریخ یعقوبی ج ۱، ص ۲۲۲۔۲۳۸۔

[۳] تاریخ ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۸۷۔

Presented by Ziaraat.com

یہ وہ بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں، ان سے بارش کی درخواست کرتے ہیں اور یہ لوگ ہمیں بارش سے نوازتے ہیں اور ان سے نصرت طلب کرتے ہیں وہ ہماری مدد کرتے ہیں۔

عمرو نے اُن سے کہا:

ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی بت ہمیں بھی دو تا کہ اسے اپنے ساتھ سرزمین عرب تک لے جائیں اور وہاں کے لوگ اس کی عبادت کریں؟

انہوں نے اسے "ہبل" نامی بت دے دیا، عمرو اس بت کو لے کر مکہ آیا اور حکم دیا کہ لوگ اس کو عظیم سمجھتے ہوئے اس کی عبادت کریں اس نے حد یہ کی کہ ان بتوں کو حج کے تلبیہ میں داخل کر دیا اور اس طرح سے کہہ رہا تھا:

(لبيك اللهم لبيك لا شريك لك، الا شريك هو لك تملكه وما ملك)

یعنی لبیک خدایا لبیک، تیرا کوئی شریک نہیں ہے جز اُس شریک کے کہ جو تیری ہی طرف سے ہے، اور جو کچھ اس کے پاس ہے تیری بدولت ہے۔

خدا کے شریک سے اس کی مراد بت تھے۔ اس سے خدا کی پناہ۔ اسی طرح اُس نے حضرت ابراہیمؑ کے حنفیہ آئین کو بدل ڈالا اور خود اس نے دیگر قوانین بنائے۔

"بحیرہ" اور "سائبہ" کے قوانین اسی کے ساختہ اور پرداختہ افعال میں سے ہیں (اسی کے کارناموں میں شمار ہوتے ہیں) بحیرہ وہ اونٹنی ہے کہ جو کچھ حالات کے تحت اس کا دودھ بتوں اور جعلی خداؤں کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ سائبہ بھی ایک اونٹ ہی تھی کہ اُسے بتوں سے مخصوص کر دیا تھا اس سے دودھ ڈھونے اور بار اُٹھانے کا کام نہیں لیا جاتا تھا اور اسے کسی کام میں استعمال نہیں کرتے تھے۔ [1]

---

[1] تاریخ ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۸۷۔۱۸۹؛ اور اس کا خلاصہ بلاذری کی انساب الاشراف کی پہلی جلد کے ۲۴ صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

Presented by Ziaraat.com

اس طرح سے توحید کی سرزمین پر بت پرستی عام ہوگئی، البتہ ان ناپسندیدہ انحرافات کا صرف ھبل پر انحصار نہیں ہے بلکہ ان بتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور انہیں کعبہ کی دیوار پر بھی آویزاں کردیا گیا۔

ان بتوں کی عبادت اور پرستش مکہ سے جزیرۃ العرب کی دیگر آباد سرزمینوں اور مختلف قبائل تک منتقل ہوگئی وہاں کے لوگوں کے درمیان سے توحید کی علامتیں غائب ہوکر فراموشی کا شکار ہوگئیں اور حضرت ابراہیمؑ کی حنفیہ شریعت میں تحریف واقع ہوگئی۔

پیغمبر اسلامؐ کے اجداد کی سیرت کی تحقیق کے بعد بت پرستی کے مقابلے میں ان کے موقف اور عکس العمل کو بیان کررہے ہیں۔

قُصیٰ بن کلاب بن مرّہ بن کعب

قُصیٰ کے جوان اور قوی ہونے تک مکہ کی حکومت اور خانہ خدا کا معاملہ خزاعہ قبیلہ کے ہاتھ میں رہا۔ انہوں نے اپنے پراگندہ اور بکھرے ہوئے خاندان کو جمع کیا اور اپنے مادری بھائی ''دراج بن ربیعہ عذری'' سے نصرت طلب کی درّاج بن ربیعہ عذری'' سے نصرت طلب کی درّاج قضاعہ کے ایسے گروہ کے ساتھ جسے وہ جمع کرسکتا تھا ان کی مدد کو آیا پھر وہ سب خزاعہ سے جنگ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں طرف سے کثیر تعداد میں لوگ مارے گئے، نتیجہ کے طور پر ''عمرو بن عوف کنانی'' کے فیصلے پر آمادہ ہوئے۔

عمرو بن عوف فیصلہ کے لئے بیٹھا اور اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ قُصیٰ مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کی تولیت کے لئے خزاعہ کے مقابل زیادہ سزاوار ہیں۔

قُصیٰ نے خزاعہ قبیلہ کو مکّہ سے نکال باہر کیا اور مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کی خدمت کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لے لی۔ اور قریش کے اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے قبائل کو جو کہ پہاڑوں اور درّوں میں زندگی گزار رہے تھے جمع کیا اور مکّہ کے درّوں اور اس کی دیگر زمینوں کو ان

Presented by Ziaraat.com

کے درمیان تقسیم کردیا، اسی لئے انہیں ''مجمع'' (جمع کرنے والا) کہتے ہیں شاعر نے اس سلسلے میں کیا خوب کہا ہے:

اَبُوْ کُمْ قُصیٌ کَانَ یُدْعَیٰ مُجَمِّعاً　　　　بِہٖ جَمَعَ اللّٰہُ الْقَبَائِلَ مِنْ فَہْرٖ

تمہارے باپ قُصیٰ ہیں جنہیں لوگ مجمع (جمع کرنے والا) کہتے تھے۔

خداوند عالم نے ان کے ذریعہ فہر کے قبیلوں کو ایک مرکز پر جمع کردیا۔

قصیٰ نے قریش کے قبیلوں کے لئے ''دارالندوۃ'' جیسی ایک جگہ تعمیر کی تاکہ وہاں اکٹھا ہوکر اپنے سے مربوط امور میں ایک دوسرے سے مشورہ کریں۔ اُنہوں نے اسی طرح خانہ کعبہ کو اس کی بنیاد سے ایسا تعمیر کیا کہ ویسی تعمیر ان سے پہلے کسی نے نہیں کی تھی۔ [1] قُصیٰ بتوں کی پرستش سے شدت کے ساتھ روکتے تھے۔

قُصیٰ اور بیت اللہ الحرام اور حاجیوں سے متعلق ان کا اہتمام

۱۔ ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:

قُصیٰ نے سقایت (سیراب کرنے) اور رفادت (حجاج کی مدد کرنے) کی ذمہ داری قریش کو دی اور کہا: اے جماعت قریش! تم لوگ خدا کے پڑوسی، اس کے گھر اور حرم کے ذمہ دار ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور اُس کے گھر کے زائر ہیں اور وہ لوگ تعظیم وتکریم کے زیادہ حق دار مہمان ہیں۔

لہٰذا حج کے ایام میں ان کے لئے کھانے اور پینے کی چیزیں فراہم کرو جب تک کہ وہ تمہارے علاقے سے اپنے گھروں کو نہ لوٹ جائیں۔

قریش نے بھی حکم کی تعمیل کی اور سالانہ ایک مبلغ حجاج پر صرف کرنے کے لئے الگ کر دیتے تھے اور اُسے قُصیٰ کی یہ یادگار اسی طرح ان کی قوم (قریش) کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں

[1] تاریخ یعقوبی۔ ج۱، ص ۲۳۸۔۲۴۰۔

Presented by Ziaraat.com

جاری رہی یہاں تک کہ اسلام کا ظہور ہوا اور یہ سنت آج تک اسی طرح اسلام میں باقی اور جاری ہے۔ [۱]

۲۔ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

قُصیٰ نے قریش قبیلے کے افراد کو خانہ خدا کے اردگرد جمع کر دیا اور جب حج کا زمانہ آیا تو قریش سے کہا:

حج کا زمانہ آگیا ہے اور میں کوئی بھی احترام و اکرام عرب کے نزدیک کھانا کھلانے سے بہتر نہیں جانتا ہوں لہٰذا تم میں سے ہر ایک اس کے لئے ایک مبلغ عطا کرے۔

ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور کافی مبلغ اکٹھا ہو گیا۔

جب حاجیوں کا سب سے پہلا گروہ پہونچا، تو آپ نے مکہ کے ہر چوراہے پر ایک اونٹ ذبح کیا اور مکہ میں بھی ایک اونٹ ذبح کیا اور ایک جگہ بنائی جس میں غذا، روٹی اور گوشت رکھا اور پیاسوں کو دودھ اور پانی سے سیراب کیا اور خانہ کعبہ کی طرف گئے تو اس کے لئے کنجی اور آستانہ کا انتظام کیا۔ [۲]

انساب الاشراف میں مذکور ہے:

قُصیٰ نے کہا: اگر میری دولت ان تمام چیزوں کے لئے کافی ہوتی تو تمہاری مدد کے بغیر انہیں انجام دیتا [۳]

۳۔ سیرۂ حلبیہ میں خلاصہ کے طور پر اس طرح مذکور ہے:

جب حج کا وقت نزدیک آیا تو قُصیٰ نے قریش سے کہا:

---

[۱] طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج۱، ص۴۱، ۴۲

[۲] تاریخ یعقوبی، ج۱، ص ۲۳۹۔ ۲۴۱ طبع بیروت، ۱۳۷۹ھ۔

[۳] انساب الاشراف۔ ۱، ص ۵۲۔

Presented by Ziaraat.com

حج کا موقع آچکا ہے اور جو کچھ تم نے انجام دیا ہے عرب نے سنا ہے اور وہ لوگ تمہارے احترام کے قائل ہیں اور میں کھانا کھلانے سے بہتر عرب کے نزدیک کوئی اور احترام و اکرام نہیں جانتا۔ لہٰذا تم میں سے ہر شخص اس کام کے لئے ایک مبلغ عنایت کرے۔

ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور کافی مبلغ اکٹھا ہوگیا۔ جب حاجیوں کا سب سے پہلا گروہ پہونچا تو انہوں نے مکہ کے ہر راستہ پر ایک اونٹ ذبح کیا اور مکہ کے اندر بھی ایک اونٹ ذبح کیا اور گوشت کا سالن تیار کیا اور میوے کے پانی سے ملا ہوا میٹھا پانی اور دودھ حجاج کو پلایا۔

قُصیٰ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ''مزدلفہ'' میں آگ روشن کی تا کہ شب میں لوگ عرفہ سے نکلتے وقت اندھیرے کا احساس نہ کرسکیں۔

اُنہوں نے مکہ کی تمام قابل اہمیت اور لائق افتخار چیزوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سقایت (سیرابی) حجاج کی مدد، کعبہ کی کلید برداری، مشاورتی اجلاس کی جگہ دارالندوہ، علمبرداری اور امارت وحکومت اپنے اختیار میں رکھی۔

''عبدالدار'' قُصیٰ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے اور ''عبدمناف'' اُن سب میں شریف ترین، اُنہوں نے شرافت کو اپنے باپ (قُصیٰ) کے زمانے ہی میں اپنے سے مخصوص کرلیا تھا اور ان کی شرافت کا شہرہ، آفاق میں گونج رہا تھا ان کے بھائی ''مطّلب'' کا مرتبہ بھی علومقام اور بلندی رتبہ کے لحاظ سے ان کے بعد ہی تھا اور لوگ ان دونوں بھائیوں کو بدران (دوچاند) کہتے تھے۔ قریش نے عبدمناف کو ان کی جود و بخشش کی وجہ سے فیاض کا لقب دیا تھا۔

قُصیٰ نے اپنے بیٹے عبدالدار سے کہا:

میرے بیٹے: خدا کی قسم تمہیں تمہارے بھائیوں عبدمناف اور جناب عبدالمطلب کے ہم پلہ دوں گا، اگرچہ وہ لوگ مرتبہ کی بلندی اور رفعت کے لحاظ سے تم پر فوقیت رکھتے ہیں۔

قرار کوئی مرد بھی کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوگا مگر یہ کہ تم اس کا دروازہ کھولو۔ تم کعبہ کے پردہ دار ہوگے قریشیوں کا کوئی پرچم جنگ کے لئے اس وقت تک سمیٹا نہیں جائے گا جب تک کہ تم

Presented by Ziaraat.com

اجازت نہیں دو گے تم قریش کے علمبردار ہو۔

مکہ میں کوئی آدمی بھی تمہاری اجازت کے بغیر سیراب نہیں ہوگا مگر یہ کہ تم پلاؤ کیونکہ سقایت کا منصب تم سے مخصوص ہے۔

کوئی بھی حج کے ایام میں کچھ نہیں کھائے گا مگر یہ کہ تم اسے کھلاؤ، تم حاجیوں کے میزبان ہو۔ قریش کا کوئی کام قطعی اور یقینی مرحلہ تک نہیں پہونچے گا مگر یہ کہ تمہارے گھر میں، تم دارالندوہ کے ذمہ دار ہو۔ کوئی اس قوم کی رہبری نہیں کرے گا تم اس قوم کے رہبر ہو۔ اور یہ سارے فخر و مباہات قُصیٰ کے عطا کردہ ہیں۔

جب قُصیٰ کی موت کا زمانہ قریب آیا تو انہوں نے اپنے فرزندوں سے کہا: شراب سے پرہیز کرو۔ [1]

گزشتہ مباحث میں ہم نے حضرت ابراہیمؑ کی سنت میں واضح اور آشکار خصوصیتوں کا درج ذیل عنوان کے ساتھ تحقیقی جائزہ لیا ہے:

۱۔ بیت اللہ الحرام کی تعمیر اور انجام حج کے لئے لوگوں کو دعوت دینا اور اس کے شعائر کا قائم کرنا۔

۲۔ مہمانوں کو کھانا کھلانے اور ان کی تعظیم و تکریم کی جانب ان کی توجہ۔

ان دو خصلتوں کو ہم حضرت ابراہیمؑ کی ذریت قُصیٰ اور ان لوگوں میں جن کی خبریں اس کے بعد آئیں گی واضح انداز میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ ان دو خصلتوں کے وہ لوگ مالک تھے۔

انبیاء اور مرسلین کے اوصیاء (اُس پیغمبر کی سنتوں کا احیاء کرنے میں جس کی شریعت کی حفاظت اور تبلیغ کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔) ایسے ہی ہوتے ہیں۔

لیکن یہ بات کہ قُصیٰ نے اپنے دو فرزندوں کا نام (عبد مناف) اور (عبدالعزیٰ) رکھا ایک ایسا مطلب ہے کہ انشاء اللہ جناب عبدالمطلب کی جہاں سیرت اور روش کے بارے میں گفتگو

---

[1] سیرۂ حلبیہ، ج۱، ص ۱۳۔ کہ اُن میں سے بعض کا ذکر اُس کے حاشیہ سیرۂ نبویہ زینی وحلان کی تالیف میں ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

کریں گے وہاں اس کے بارے میں بھی بیان کریں گے۔

قُصیٰ کی وفات

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

قُصیٰ انتقال کر گئے اور ''حجون'' میں سپرد لحد ہوئے ان کے بعد ان کے فرزند ''عبدمناف'' نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور ریاست حاصل کی اور ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور ان کے شرف و مرتبہ میں اضافہ ہوگیا۔[۱]

عبدمناف بن قُصیٰ

سیرۂ حلبیہ اور نبویہ میں مذکور ہے:

عبدمناف کا نام مغیرہ تھا اور پتھر پر لکھی ایک تحریر ہاتھ لگی جس میں تحریر تھا قُصیٰ کے فرزند مغیرہ نے تقویٰ الٰہی اختیار کرنے اور صلہ رحم کرنے کی وصیت کی ہے۔[۲]

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

(قُصیٰ کے بعد) ''عبدمناف بن قُصیٰ'' کو ریاست ملی انہوں نے بھی اپنی حیثیت اور قدر و منزلت بڑھالی اور اپنے شرف و مرتبہ میں اضافہ کیا۔

جناب ہاشم بن عبدمناف

عبدمناف کے فرزند ہاشم کا نام ''عمرو لعلیٰ'' تھا۔

---

[۱] تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۲۴۱ جو ہم نے جرہم، خزاعہ اور قُصیٰ کے بارے میں مفصل گفتگو کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا علم ہوجائے کہ جنہوں نے ابراہیمؑ کے دین حنیف کو بدلا ہے وہ حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی اولاد کے علاوہ تھے۔

[۲] سیرۂ حلبیہ، ج۱، ص۱۷ اور سیرۂ نبویہ، ج۱، ص۱۷، سبل الھدیٰ، ۱/۲۷۴۔

Presented by Ziaraat.com

۱۔ طبقات ابن سعد اور تاریخ یعقوبی میں خلاصہ کے طور پر مذکور ہے:

- اپنے باپ کے بعد جناب ہاشم نے مرتبت و منزلت حاصل کی اور ان کا نام اور چرچہ شہرہ آفاق ہوگیا اور قریش نے موافقت کی کہ سقایت (سیراب کرنا)، ریاست اور رفادت (حاجیوں کی مدد کرنا) جناب ہاشم بن عبد مناف کے اختیار میں ہوگی۔

جناب ہاشم مراسم حج کی انجام دہی کے موقع پر قریش کے درمیان کھڑے ہوکر فرماتے تھے:

اے قریش والو! تم لوگ خدا کے پڑوسی اور اس کے اہل خانہ ہو۔ اس موسم میں خدا کے زوّار تمہارے پاس آئیں گے تا کہ اُس کے گھر کی حرمت کی تعظیم کریں۔ وہ لوگ خدا کے مہمانوں میں سے ہیں لہٰذا احترام کے زیادہ حق دار ہیں۔

خدا نے تمہیں اس کام کے لئے منتخب کیا ہے اور تمہیں اسی وجہ سے بزرگ بنایا ہے خدا نے تمہاری ہمسائیگی کی رعایت و نگہداشت ہر ہمسایہ سے کہیں بہتر کی اور ہر پڑوسی سے بہتر اپنے پڑوسی کو محفوظ رکھا ہے اب تم لوگ اس کے مہمانوں اور زائرین کا اکرام کرو۔ کہ وہ لوگ الجھے ہوئے بالوں، غبار آلود صورتوں میں ہر شہر و علاقہ سے اونٹ پر سوار ہوکر جو کہ لاغر ہونے کے لحاظ سے تیرگی کی لکڑیوں کے مانند ہے راستہ سے پہنچنے ہی والے ہیں اس حال میں کہ وہ تھکے ماندے ہیں، بدبودار، کثیف، گرد میں اٹے اور نادار لوگ ہیں لہٰذا ان کی مہمانی کے لئے اُٹھ کھڑے ہو اور ان کے بے نوائی اور احتیاج کو دور کرو۔

- جناب ہاشم نے کافی مال اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ کھال سے حوض تیار کریں اور زمزم کے پاس رکھ دیں پھر پانی سے ان کنوؤں کو پُر کرتے تھے جو مکہ میں پائے جاتے تھے اور حاجیوں کو ان سے پلاتے تھے اور مکہ منیٰ، مشعر اور عرفات میں لوگوں کو غذا دیتے تھے، روٹی گوشت، گھی اور آٹا ان کے لئے فراہم کرتے تھے اور ان کے لئے منیٰ تک پانی اُٹھا کر لے جاتے تا کہ وہ پییں، یہاں

Presented by Ziaraat.com

تک کہ حاجی لوگ منیٰ سے پراگندہ ہو کر اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے جاتے تھے۔[۱]

۲۔ کتاب سیرۂ حلبیہ و نبویہ میں مذکور ہے:

جب ذی الحجہ کا چاند نمودار ہوتا تھا تو جناب ہاشم صبح کے وقت اُٹھتے اور در کی طرف سے دیوار کعبہ سے ٹیک لگاتے اور اپنے خطبہ میں کہتے:

اے قریش کی جماعت! تم لوگ عرب کے سردار ہو اور سب سے زیادہ نیک نام ہو اور سب سے زیادہ عقلمند اور تمام قبیلوں سے زیادہ شریف اور عربوں میں عرب سے رحم کے لحاظ سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

اے قریش کی جماعت! تم لوگ خداوند متعال کے گھر کے پڑوسی ہو، خداوند عالم نے تمہیں اپنی ولایت سے نوازا ہے اور تمہارے بعد اپنی ہمسائگی کو اسمٰعیلؑ کے فرزندوں میں تم سے مخصوص کیا ہے۔

اب خدا کے زائر جو اُس کے گھر کو عظیم سمجھتے ہیں تمہارے نزدیک آرہے ہیں وہ اس کے مہمان ہیں اور خدا کے مہمانوں کی قدردانی کے لئے سب سے زیادہ لائق تم ہو۔

لہٰذا اس کے زائروں اور مہمانوں کی قدردانی کرو، کہ وہ لوگ الجھے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ ہر شہر اور ہر علاقے سے ایسے اونٹوں پر سوار ہو کر جو کہ تیر کی لکڑیوں کے مانند لاغر اور دبلے پتلے ہیں پہنچنے ہی والے ہیں؛ لہٰذا اس کے گھر کے زائرین اور مہمانوں کی قدردانی اور ضیافت کرو۔ اس کعبہ کے رب کی قسم اگر ہمارے پاس اتنا مال ہوتا کہ ان تمام امور کے لئے کفایت کرتا تو تم سے مدد نہیں مانگتے۔ اب میں اپنے پاک و حلال مال سے کہ جس میں قطع رحم کا شائبہ تک نہیں اور نہ ہی کوئی مال ظلم و ستم سے حاصل کیا گیا ہے اور نہ اُس میں کسی حرام کی آمیزش

---

[۱] طبقات ابن سعد، ج۱، ص۴۶؛ تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۲۴۲، طبع بیروت ۱۳۷۹ھ ہم نے ان دونوں کی باتوں کو جمع کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

ہے (کچھ ان امور میں مصرف کے لئے) کنارے رکھتا ہوں (جدا کرتا ہوں) اور تم میں سے جو ایسا کرنا چاہتا ہے ایسا کرے۔

تم میں سے اس گھر کی حرمت کے ذریعہ چاہتا ہوں کہ تم سے کوئی مرد بیت اللہ کے زائروں کا اکرام کرنے اور انہیں تقویت پہنچانے کے لئے حلال اور پاک مال کے سوا جدا نہ کرے؛ اُس میں ایک دینار بھی ظلم و ستم کے ذریعہ نہ لیا گیا ہو اور کسی سے قطع رحم نہ ہوا ہو اور زور زبردستی سے نہ لیا گیا ہو۔

ان لوگوں نے بھی تعمیل حکم کرتے ہوئے وقت سے کام لیتے ہوئے اپنے مال میں سے حلال مال کو الگ کر کے دارالندوہ میں رکھ دیتے تھے۔ [۱]

۳۔ انساب الاشراف اور ابن ہشام کی سیرہ اور المحبّر میں مذکور ہے (اور ہم انساب الاشراف کی بات نقل کرتے ہیں):

ایک سال قریش کو قحط (خشک سالی) کا سامنا ہوا اور ان کے اموال تباہ ہو گئے اور بے چارگی و تنگدستی سب پر چھا گئی۔ یہ خبر جناب ہاشم کو جو کہ شام کے غزہ نامی [۲] علاقے میں تجارت کے لئے گئے ہوئے پہنچی تو جناب ہاشم نے حکم دیا کہ روغنی روٹی (کیک) اور سادہ روٹی فراہم کریں ان کے دستور کے اجراء کے ساتھ ہی اس سے کہیں زیادہ چیزیں فراہم ہو گئیں۔ پھر انہیں تھیلوں میں رکھ کر اونٹوں پر لاد کر مکّہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب مکہ پہونچے تو حکم دیا کہ انہیں توڑ توڑ کر سالن میں بھگو دیں اور جو اونٹ اپنے ہمراہ لائے تھے انہیں نحر کر ڈالا اور مکّہ کے رہنے والوں کو سیر کر کے انہیں گرسنگی اور بھوک سے نجات دی۔

عبداللہ ابن زبعریٰ نے اس قحط کے بارے میں جس نے مکّہ والوں کو زحمت و مشقت

---

[۱] سیرۂ حلبیہ ج۱ص۶، سیرۂ نبویہ ج۱ص۱۹۔

[۲] غزہ مصر کی سمت شام کی انتہا میں ایک شہر ہے؛ معجم البلدان۔

Presented by Ziaraat.com

میں مبتلا کر رکھا تھا اس طرح یاد کیا ہے۔ [1]

عمرو العلیٰ ھشم الثرید لقومہٖ ورجال مکۃ مسنتون عجاف

وھو الذی سن الرحیل لقومہٖ رحل الشتاء ورحلۃ الاصیاف

"عمرو علٰی" نے اپنی قوم کے لئے سالن دار گوشت تیار کیا جبکہ مکّہ والے قحط سے دو چار تھے۔

اُس نے اپنی قوم کے لئے کاروانی تجارت کی سنت قائم کی۔ جاڑے کے کاروان اور گرمی کے کاروان کے عنوان سے۔

اسی سال، تمام مکّہ والوں کو قحط نے اپنی گرفت میں لے لیا اور جناب ہاشم نے جو کچھ کیا اس سے تھوڑی ہی مدّت تک ان کی فریاد رسی ہوئی۔ لیکن اس تاریخ کے بعد مکّہ والوں کے درمیان کچھ ایسے بھی افراد تھے جو گرسنگی کے سامنے کوئی چارہ کار نہیں رکھتے تھے سوائے یہ کہ (اعتقاد) کریں اور "اعتقاد" یہ تھا کہ گھر اور خاندان کے تمام افراد صحرا کی طرف چلے جاتے تھے اور وہاں جا کر کسی سایہ میں موت کے انتظار میں بیٹھ جاتے تھے تا کہ یکے بعد دیگرے بھوک سے مر جائے اور خاندان کی کوئی فرد باقی نہ بچے۔

جناب ہاشم ابن عبد مناف نے اس ناموافق امر کے بارے میں چارہ جوئی کی کہ اس کے بعد مکّہ میں پھر کوئی پیدا نہیں ہوا کہ جو (اعتقاد) پر مجبور ہو۔ داستان اس طرح ہے:

"اعتقاد" سے متعلق جناب ہاشم کی چارہ جوئی اور راہ حل

قرطبی نے ابن عباس سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

قریش کی ایسی عادت تھی کہ اُن میں سے جب کوئی بھوک سے دو چار ہوتا اور کوئی راہ چارہ نہ ہوتی تو خود اور اپنے اہل و عیال کو مشہور و معروف جگہ پر لے جاتا اور خیمہ لگا کر وہاں قیام کرتا

[1] انساب الاشراف۔ ج ۱، ص ۵۸؛ اور سیرۂ ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۴۷؛ اور المحبر، تالیف ابن حبیب، ص ۱۳۶۔

Presented by Ziaraat.com

تا کہ سب مرجائیں۔

یہ حالت ''عمرو بن عبدمناف'' کے زمانے تک جو کہ اپنے زمانے کے سید و سردار تھے باقی رہی عمرو کا ''اسد'' نامی ایک فرزند تھا اور وہ بنی مخزوم قبیلہ کے ایک لڑکے کا دوست تھا کہ اس کے ساتھ کھیلتا کودتا تھا اور اسے بہت دوست رکھتا تھا۔

ایک دن اسد کے دوست نے اسد سے کہا: ہم لوگ کل ''اعتقاد'' کریں گے، اس دردناک بات کا مطلب یہ تھا کہ: ہم لوگ ایک ساتھ صحرا کی طرف جائیں گے اور ایک خیمہ کے نیچے جمع ہوجائیں گے تا کہ یکے بعد دیگرے بھوک کی شدت سے ہرایک مرتا رہے یہاں تک کہ سب کے سب مرجائیں۔

اسد یہ بات سن کر اپنی ماں کے پاس روتا ہوا آیا اور جو کچھ اس کے دوست نے کہا تھا اُس نے اپنی ماں سے کہہ سنایا، اسد کی ماں نے بھی ان کے لئے تھوڑا آٹا اور چربی بھیجی انہوں نے چند دن اس پر گذارے پھر چند روز بعد اسد کا دوست اس کے پاس آیا اور کہا: ہم لوگ کل اعتقاد کریں گے۔

اسد اس بار بھی روتا ہوا باپ کی خدمت میں پہونچا اور اپنے دوست کا واقعہ اُن سے بیان کیا یہ بات عمروابن عبدمناف پر گراں گذری لہٰذا انہوں نے قریش کے ان افراد کو جوان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے آواز دی اور ان کے درمیان خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور کہا:

تم لوگوں نے ایسا کام کیا ہے جس سے اپنی تعداد کم کردی ہے جب کہ قبائل عرب کی تعداد بڑھتی جارہی ہے اور وہ کام تمہاری ذلت وخواری اور دوسرے عرب کی عزت کا باعث ہو رہا ہے۔

تم لوگ آدم کی اولاد میں سب سے زیادہ محترم اور حرم الٰہی کے ساکن اور رہنے والے ہو اور لوگ تمہارے تابع فرمان ہیں اور تمہاری باتیں سنتے ہیں اور قریب ہے کہ یہ اعتقاد تمہیں ہلاک کرڈالے اور نابود کردے؛ قریش نے کہا: ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں؛ (یعنی جو آپ کا حکم

Presented by Ziaraat.com

ہوگا ہم ماننے کو تیار ہیں) جناب ہاشم نے کہا: سب سے پہلے اس مرد (اسد کے دوست کے باپ) کو کچھ دو اور انہیں اعتقاد سے بچاؤ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور ایسا ہی کیا۔ [1]

پھر جناب ہاشم نے قریش کے مختلف قبیلوں کو دو تجارتی سفر کے لئے تیار کیا؛ جاڑے میں یمن کی جانب اور گرمی میں شام کی جانب اور یہ طے کیا کہ دولت مند جو فائدہ حاصل کرے اسے فقیر پر تقسیم کرے، یہاں تک کہ وہ فقراء مالداروں کے ہم پلہ ہو گئے۔

یہ صورت حال اسی طرح باقی رہی یہاں تک اسلام کا ظہور ہوگا۔

اس طرح سے عرب میں کوئی قبیلہ ثروت وعزت کے لحاظ سے قریش کا ہم پلہ اور ہم شان نہ ہوسکا کہ ایک شاعر قریش نے کہا:

والخالطون فقیر هم بغنيهم   حتّیٰ یصیر فقیر هم لکافی

''فقیر اور دولت مند آپس میں اس طرح مخلوط ہو گئے کہ ان کے فقراء مالداروں کے مانند بے نیاز ہو گئے۔''

یہ صورت حال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کی طرف سے مبعوث بہ رسالت ہونے تک باقی رہی۔

بلاذری نے اپنی کتاب انساب الاشراف میں قریش کے ان دونوں تجارتی قافلوں کے جناب ہاشم کے ذریعہ متحرک ہونے کے بارے میں اس طرح ذکر کیا ہے:

جناب ہاشم بن عبد مناف قریش کے تجارتی سفر کے موجد اور اس کے بانی ہیں اور اس کی داستان اس طرح ہے:

جناب ہاشم نے ابتدا میں قریش کے تجارتی قافلہ کے روانہ ہونے کے لئے شام کے بادشاہوں سے امنیت اور حفاظت کی ضمانت لی کہ قریش کے تجار سالم، محفوظ اور مطمئن رہیں۔

---

[1] لسان العرب میں (عفد) کی لفظ کے بارے میں اور تفسیر قرطبی ج ۲۰، ص ۲۰۴ ملاحظہ ہو۔

Presented by Ziaraat.com

پھر ان کے بھائی ''عبد شمس'' نے حبشہ کے حاکم سے اپنے اُن تاجروں کی حفاظت کی ضمانت جو وہاں جنس لے کر جاتے تھے، دریافت کی اور ''مطلب ابن عبد مناف'' نے یمن کے بادشاہ سے اور ''نوفل بن عبد مناف'' نے عراق کے حاکم سے امنیت اور حفاظت کا عہد و پیمان لیا۔

اس طرح سے دو تجارتی سفر میں جاڑے کے موسم میں یمن، حبشہ اور عراق کی طرف اور گرمی کے موسم میں شام کی طرف روانہ ہوتے تھے۔ [1]

خداوند عالم اس سے متعلق سورۂ قریش میں اس طرح فرماتا ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ ہٰذَا الۡبَیۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ٪﴿۴﴾

قریش کے انس و الفت کی خاطر۔ ان کی الفت جاڑے اور گرمی کے سفر میں۔ لہٰذا (اس دوستی کے شکرانہ کے طور پر) اس گھر کے رب کی عبادت کریں۔ وہ جس نے انہیں شدید بھوک میں سیر کیا اور انہیں زبردست خوف سے مامون و محفوظ رکھا ہے۔

عرب عربی معاشرہ اور سماج میں افتخار اور نیک نامی حاصل کرنے کی خاطر مہمانوں کی دیکھ ریکھ، ان کے اکرام اور اطعام (کھانا کھلانے) میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تھے، خواہ جو مال وہ اس راہ میں خرچ کرتے وہ چاپلوسی، لوٹ کھسوٹ، غصب، ربا، جوے اور اس طرح کی چیزوں سے کیوں نہ حاصل ہوا ہو۔

لیکن جناب ہاشم نے اس مال سے اپنی رضایت کا اظہار نہیں کیا۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی خواہش تھی کہ انفاق خداوند سبحان کی خوشنودگی اور رضا کے لئے ہونا چاہئے اسی لئے وہ خشک سالی اور گرانی کی وجہ سے بھوکوں کو سیر کرتے اور تجارتی

---

[1] انساب الاشراف، بلاذری، ج ۱، ص ۵۹۔

Presented by Ziaraat.com

قافلوں کو غذا ڈھونے والے قافلوں سے بدل دیتے تھے، مکہ میں وہی اونٹ جو ان کے تجارتی سامان اور اجناس ڈھوتے تھے انہیں اونٹوں کو نحر کر کے اُن سے مکہ والوں کے لئے غذا کا بندوبست کرتے تھے۔

اس سے اہم یہ بات ہے کہ انہوں نے اعتقاد کے مسئلہ کو اپنی قوم کے درمیان سے ہمیشہ کے لئے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

اور اس سے بھی اہم یہ بات ہے کہ انہوں نے قریش کے لئے تجارتی قافلے تشکیل دیئے اور آباد اور مملو (جہاں آبادی زیادہ ہو) جگہوں کی طرف روانہ کیا۔

اور چونکہ تجارتی قافلوں کے لئے جزیرۃ العرب میں حرمت والے مہینوں کے علاوہ روانہ ہونا عرب کے مختلف قبائل کی غارت گری اور لوٹ مار کی وجہ سے ناممکن تھا۔ (کیونکہ ان کی عادت ہو چکی تھی کہ ہر مسافر اور مال پر حملہ کریں اور غارت گری اور لوٹ مچائیں) اس لئے جناب ہاشم اور ان کے بھائیوں نے شام، ایران، حبشہ اور ان عربی قبیلوں کے سرداروں سے عہد و پیمان لیا جن کی سرزمین سے قافلے گذرتے تھے۔

اس طرح سے وہ گرمی میں شام اور ایران کی طرف اور جاڑے میں یمن اور افریقا کی جانب تجارتی سفر کرتے ایسی چیز کی اختراع و ایجاد عرب اور غیر عرب کی تاریخ میں کبھی نہیں پائی گئی حتیٰ کہ حاتم جیسے جوانمرد، سخی و جواد انسان نے بھی ایسے کاموں کا اقدام نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور نے ایسا کیا کہ جس کی سخاوت اس سے کم یا زیادہ رہی ہو۔

جنابِ ہاشم بن عبد مناف اپنی قوم کے اقتصادی، معاشی اور اُخروی معاملہ میں اپنے ان کارناموں کی وجہ سے اپنی قوم کے پیشرو شمار ہوتے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ خداوند عالم پیغمبروں کو لوگوں کے معاش اور معاد سے متعلق امور کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے۔

انہوں نے اپنے دور اور اپنے بعد والے دور میں مکّہ والوں کو عرب کے لوگوں میں سب

Presented by Ziaraat.com

سے زیادہ مال دار بنا دیا۔

جناب عبدالمطلب بن جناب ہاشم

۱۔ سیرۂ ابن ہشام اور تاریخ طبری جیسی کتابوں میں بطور خلاصہ یوں نقل کیا گیا ہے:

''جناب عبدالمطلب'' کی ماں نے سر میں سفید بال کی وجہ سے ان کا ''شیبہ'' نام رکھا تھا۔ [۱]

لیکن جس وقت ان کے چچا (مطلب) مدینہ گئے اور انہیں ان کے ماں سے لے کر مکّہ واپس آئے، چونکہ آپ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا تو قریش نے انہیں دیکھ کر یہ خیال کیا کہ وہ بچہ جناب عبدالمطلب کا غلام ہے۔

اس وجہ سے ان کا نام ''عبدالمطلب'' رکھا اور یہی نام ان کے اصلی نام کی جگہ مشہور ہو گیا۔

یہیں سے یہ استنباط کیا جا سکتا ہے کہ پیغمبر اکرم اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض آباؤ اجداد کے نام گذاری اسی طرح سے ہوئی ہے۔

جیسے ''ہاشم'' چور کرنے والے کے معنی میں ہے کہ یہ نام انہیں مکّہ میں قحط سالی کے زمانے میں اپنی قوم کے بے نوا افراد کے لئے سالن دار گوشت میں روٹی چور چور کرنے کی وجہ سے دیا گیا ہے اور ان کا اصلی نام ''عمرو العلی'' تھا جو فراموشی کی نذر ہو گیا۔ [۲]

---

[۱] عبدالمطلب کی سوانح حیات جاننے کے لئے ابن ہشام کی سیرہ کی پہلی جلد، ص ۱۴۵۔ اور تاریخ طبری، ج ۲، ص ۳۳۵۔۳۳۶، طبع بیروت، دار الفکر، ملاحظہ ہو۔ اور ایک شاعر نے شعر کے جناب عبدالمطلب کو شبیۃ الحمد کہا ہے، جیسا کہ ص پر ملاحظہ کریں گے۔

[۲] اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حالات زندگی میں ملاحظہ ہو۔

Presented by Ziaraat.com

یا ''عبدمناف'' کا نام دراصل مغیرہ تھا کہ قریش نے انہیں عبدمناف کہا ہے [۱] یا قُصی کو مجمع کہتے تھے کیونکہ انہوں نے قریش کو مکہ میں جمع کیا تھا۔ [۲]

ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:

قریش میں جناب عبدالمطلب چہرہ کے اعتبار سے حسین ترین، جسم کے لحاظ سے بہترین، نہایت خوبصورت ڈیل ڈول کے مالک، حلم و بردباری کے اعتبار سے سب سے زیادہ صابر اور جود و بخشش کے اعتبار سے سب سے زیادہ کریم اور جواد انسان تھے۔

وہ لوگوں میں ایسے امور سے بہت دور تھے جو لوگوں میں بدنامی اور فساد کا باعث ہوتے ہیں وہ نہایت خدا پرست انسان تھے۔

ظلم اور ناپسندیدہ افعال کو ناپسند کرتے تھے۔ کوئی بادشاہ ایسا نہیں تھا جو انہیں دیکھے اور ان کا احترام نہ کرے اور ان کی خواہشوں کو پورا نہ کرے اور جب تک وہ زندہ رہے قریش کے آقا و مولا رہے۔ [۳]

۳۔ مروج الذہب میں مذکور ہے:

جناب عبدالمطلب بن ہاشم ایک خداشناس اور توحید کا اقرار کرنے والے اور وعدۂ روز جزا (قیامت) کے معترف انسان تھے اور انہوں نے سماج کے غلط رسم و رواج کو ترک کر دیا تھا، وہ سب پہلے انسان ہیں جنہوں نے مکہ میں لوگوں کو خوش ذائقہ پانی پلایا۔ [۴]

---

[۱] اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حالات زندگی میں ملاحظہ ہو۔

[۲] اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حالات زندگی میں ملاحظہ ہو۔

[۳] طبقات ابن سعد، ج ۱ ص ۵۰۔ ۵۱ طبع یورپ۔

[۴] مروج الذہب، مسعودی، ج ۲، ص ۱۰۳۔ ۱۰۴۔

Presented by Ziaraat.com

چاہ زمزم کی کھدائی

تاریخ طبری اور سیرۂ ابن ہشام میں (کہ ہم اس بات کو انہیں مصادر سے ذکر کر رہے ہیں) ابن اسحٰق سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت امام علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

جناب عبدالمطلب نے کہا: میں حجرِ اسماعیل میں سویا ہوا تھا کہ اس عالم میں کوئی شخص میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: طیبہ [۱] کی کھدائی کرو۔

میں نے سوال کیا طیبہ کیا ہے؟

پھر یہ موضوع میرے ذہن سے نکل گیا، دوسرے دن اسی جگہ میں سویا ہوا تھا کہ وہی شخص آکر کہتا ہے: کنواں کھود دو۔

میں نے پوچھا کون سا کنواں؟

پھر موضوع میرے ذہن سے نکل گیا۔ جب تیسرے دن پھر اسی جگہ پر سویا ہوا تھا کہ پھر وہی شخص آتا ہے اور کہتا ہے: مضنونہ [۲] کی کھدائی کرو!

میں نے سوال کیا مضنونہ کیا ہے؟

اور وہ چلا گیا اور جب میں چوتھے دن بھی اسی جگہ سویا ہوا تھا کہ وہی شخص آیا اور بولا: زمزم کی کھدائی کرو۔۔۔ میں نے پوچھا زمزم کیا ہے؟

اُس نے کہا: ایسا کنواں جس کا پانی کبھی تمام نہیں ہوگا اور انتہا کو نہیں پہونچے گا اور کبھی

---

[۱] طاب طیبۃ: پاکیزہ ہوگیا، اچھا ہوا، لذیز ہوگیا۔

[۲] الضن الضنۃ: اس چیز کو کہتے ہیں جس کے بارے میں بخل کیا جاتا ہو اور اُسے کسی کو نہ دیتے ہوں، زمزم کو مضنونہ کہتے ہیں اس لئے کہ اُس سے مومن افراد کے علاوہ کسی کو پلانے سے بخل کرتے ہیں اور منافق اس سے سیراب نہیں ہوتا، مضنونہ گرانبہا اور قیمتی شئ کو کہتے ہیں:

Presented by Ziaraat.com

سوکھے گا نہیں اور تم اس پانی سے حاجیوں کو سیراب کرو گے۔

اُس کی جگہ خون اور سرگین کے درمیان ہے [1] جہاں سرخ چونچ والا کوا زمین پر چونٹیوں کے آشیانوں کے نزدیک چونچ مارے گا۔

ابن اسحٰق سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب کوے کی ماموریت جناب عبدالمطلب پر واضح ہوئی اور کنویں کی جگہ کی جانب راہنمائی ہوئی اور اطمینان ہوگیا کہ بات صحیح ہے۔ دوسری صبح کدال اُٹھائی اور اپنے بیٹے حارث کو کہ اس وقت تک ان کے علاوہ ان کا کوئی اور بیٹا پیدا نہیں ہوا تھا، اپنے ہمراہ لے گئے اور کھدائی شروع کردی۔ جب کنویں کا حلقہ (دائرہ) نمایاں ہوگیا تو جناب عبدالمطلب نے تکبیر کہی اور قریش کو معلوم ہوگیا کہ وہ اپنی مراد کو پہنچ گئے ہیں۔

لہٰذا اُن کے پاس جا کر بولے: اے جناب عبدالمطلب! یہ کنواں ہمارے باپ اسمٰعیل کا ہے اور ہمارا بھی اس میں ایک حق ہے ہمیں بھی اس میں شریک قرار دو۔

جناب عبدالمطلب نے کہا: میں ایسا کام نہیں کرسکتا یہ کنواں صرف ہم سے مخصوص ہے اور تم لوگوں کے درمیان صرف ہمیں دیا گیا ہے۔

ان لوگوں نے کہا:

اُسے ہم سب میں تقسیم کرو ورنہ ہم تمہیں اُس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ تم سے ہم لوگ جنگ وجدال نہ کریں۔

جناب عبدالمطلب نے کہا: اگر ایسا ہے تو ہمارے اور اپنے درمیان اپنی مرضی کے

---

[1] خون اور سرگین (گوبر) کے درمیان ایک مقام تھا جہاں وہ لوگ اپنے خدا کے لئے قربانی ذبح کرتے تھے اور اسی سے قریب چیونٹیوں کا آشیانہ بھی تھا صبح کے وقت جناب عبدالمطلب خانہ خدا کی طرف گئے اسی وقت سرخ چونچ والا کوا زمین پر بیٹھا اور جہاں بیٹھا تھا اُسی جگہ چونچ ماری اس طرح سے جناب عبدالمطلب چاہ زمزم کی جگہ سے آشنا ہوئے۔

Presented by Ziaraat.com

مطابق کوئی حَکَم انتخاب کرو تا کہ وہ ہمارے درمیان قضاوت کرے۔

انہوں نے کہا: بنی سعد ھذیم کی کاہنہ [1]

آپ نے کہا: بہتر ہے۔

یہ کاھنہ شام کی بلندیوں کی طرف سکونت پذیر تھی۔

پھر اُس کے انتخاب کے بعد جناب عبد المطلب عبد مناف کی اولاد میں سے اپنے چند اہل خاندان کے ساتھ اور قریش کے دیگر قبائل سے چند افراد کے ساتھ سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے۔

راوی کہتا ہے: ان کا گذر بے آب وگیاہ اور شورہ زار زمینوں سے تھا ابھی حجاز اور شام کے درمیان کا کچھ حصہ ہی طے کیا تھا کہ جو پانی جناب عبد المطلب اور ان کے ساتھی لئے ہوئے تھے تمام ہو گیا اور سخت پیاس کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ موت کا یقین ہو گیا۔

ان لوگوں نے قریش کے قبیلوں سے پانی طلب کیا تا کہ پیاس بجھائیں لیکن انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا: ہم بیابان میں پھنسے ہوئے ہیں اور جو مصیبت تم پر پڑی ہے اس مصیبت کا خطرہ ہم لوگ اپنی جان کے لئے بھی محسوس کر رہے ہیں۔

جب جناب عبد المطلب نے اپنے قریشی ساتھیوں کی خست وپست ذہنی دیکھی، تو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کے لئے خوفزدہ ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا: تم لوگ کیا بہتر سمجھتے ہو؟

انہوں نے جواب دیا: ہم لوگ آپ کی رائے کے تابع ہیں جو آپ کا حکم ہوگا ہم انجام دیں گے۔ جناب عبد المطلب نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہم میں ابھی ہر ایک قوی اور بحال ہے اپنے لئے ایک گڑھا کھودے اور ہم میں سے جب کوئی مرجائے تو دوسرے لوگ اسے گڑھے میں

---

[1] اُس کاھنہ کا نام تاریخ طبری میں اسی طرح ہے، لیکن باقی دوسرے منابع وماٰخذ میں اس کا نام ''سعد بن ھذیم'' لکھا گیا ہے، یہ نام غلط اور تحریف شدہ ہے کیونکہ ھذیم کاھنہ کا باپ نہیں تھا بلکہ اس کے باپ کے بعد اس کی سرپرستی اس کے ذمہ تھی لہٰذا کاھنہ ھذیم کے نام کے ساتھ پہچانی جاتی ہے۔

Presented by Ziaraat.com

ڈال کر اس کے اوپر مٹی ڈال دیں یہاں تک کہ صرف ایک آدمی بچے گا ایسی صورت میں ایک آدمی کا ضایع ہونا سب کے ضایع ہونے سے بہتر ہے۔

جناب عبدالمطلب کے ساتھیوں نے کہا آپ کا فرمان اور دستور بہتر اور بجا ہے، پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے لئے ایک گڑھا کھودا اور اس کے کنارے بیٹھ گیا، سبھی پیاس سے مرنے کا انتظار کرنے لگے۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد جناب عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے خطاب کر کے کہا: خدا کی قسم ہم اپنے لئے جائز نہیں سمجھتے کہ عاجزی اور ناتوانی کے باعث اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاک کر ڈالیں۔

خدا سے بعید نہیں ہے کہ اس سرزمین میں کسی جگہ ہمارے لئے پانی کا انتظام کر دے اٹھو اور حرکت کرو۔

ساتھیوں نے حکم کی تعمل کی اور روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ سبھی، قبیلہ قریش کے افراد سے آگے ہو گئے اور قریشیوں نے ان کا نظارہ کرنا شروع کیا کہ دیکھیں کیا کرتے ہیں۔

جناب عبدالمطلب اپنے اونٹ کے قریب گئے اور سوار ہو گئے جیسے ہی اپنی سواری کو حرکت دی اس اونٹ کے قدم کے نیچے خوشگوار پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔

جناب عبدالمطلب نے تکبیر کہی اور ان کے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہی پھر اتر کر خود اور ان کے ساتھیوں نے اُس پانی سے اپنے آپ کو سیراب کیا اور اپنی مشکوں کو بھی پانی سے بھر لیا۔

جناب عبدالمطلب نے اس کے بعد قریش کے افراد کو آواز دی اور کہا: پانی کے نزدیک آؤ کہ خداوند عالم نے ہمیں سیراب کیا ہے۔

وہ لوگ آگئے اور پانی نوش کیا اور اپنے برتنوں کو بھی پانی سے بھر لیا اور اس وقت کہا: اے عبدالمطلب! خداوند عالم نے تمہارے فائدہ کی خاطر ہمارے برخلاف حکم کیا ہے، خدا کی قسم ہم زمزم کے معاملہ میں تم سے کبھی جھگڑا نہیں کریں گے جس ذات نے تمہیں اس چٹیل میدان میں پانی دیا ہے، اسی نے تمہیں زمزم بھی عنایت کیا ہے سرفراز اور کامیاب اس کی طرف لوٹ جاؤ۔

Presented by Ziaraat.com

جناب عبدالمطلب اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس ہو گئے اور اُس کا ہن عورت کے پاس نہیں گئے اور اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

ابن اسحق کہتا ہے: یہ ایک ایسی چیز ہے جو حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی گفتگو سے ہم تک زمزم کے بارے میں پہونچی ہے۔ [1]

یعقوبی نے تحریر فرمایا ہے:

جب حبشہ کا بادشاہ ابرھہ کعبہ کو ڈھانے کی غرض سے اپنے ہاتھی سواروں کے ساتھ مکہ آیا، قریش پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار ہو گئے جناب عبدالمطلب نے ان سے کہا: کاش ہم لوگ اکٹھا اور ایک قوت ہوتے اور اس فوج کو خانہ خدا سے بھگا دیتے۔

انہوں نے کہا: اس کے مقابل ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

اس لئے جناب عبدالمطلب حرم میں باقی رہے اور کہا: میں خدا کے گھر سے باہر نہیں جاؤں گا اور خدا کے علاوہ کسی سے پناہ نہیں مانگوں گا۔

ابرھہ کے سپاہیوں نے جناب عبدالمطلب کے اونٹوں کو پکڑ لیا۔ جناب عبدالمطلب ابرھہ کے پاس گئے جب انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی، تو ان لوگوں نے ابرھہ سے کہا عرب کے سید و سردار، قریش کے بزرگ، لوگوں میں معزز انسان تمہارے پاس آئے ہوئے ہیں۔

آپ اُس کے پاس گئے، ابرھہ نے ان کا احترام و اکرام کیا اور جمال و کمال اور ان میں پائی جانے والی شرافت کی بناء پر انہوں نے اُس کے دل میں جگہ بنالی، اس نے اپنے مترجم سے کہا: جناب عبدالمطلب سے کہو: تم جو چاہتے ہو درخواست کرو۔

جناب عبدالمطلب نے کہا: اپنے ان اونٹوں کو تم سے مانگتا ہوں جو تمہارے ساتھیوں نے پکڑ لیا ہے۔

---

[1] سیرۂ ابن ھشام، ج ۱، ص ۱۵۴۔۱۵۵ طبع مطبع حجازی، قاھرہ، ۱۳۵۶ھ۔

Presented by Ziaraat.com

ابرہہ نے کہا:

تم کو دیکھنے کے بعد میں نے، تمہیں ایک جلیل القدر، عظیم المرتبت انسان خیال کیا اور تم دیکھ رہے ہو کہ میں تمہاری عظمت و شرافت، شان و شوکت کو درہم برہم کرنے آیا ہوں اور تم مجھ سے میرے واپس جانے کا مطالبہ نہیں کرتے کہ واپس چلا جاؤں اور کعبہ کو اس کے حال پر چھوڑ دوں، ایسے میں تم مجھ سے اپنے اونٹوں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو؟!

جناب عبدالمطلب نے جواب دیا:

میں ان اونٹوں کا مالک ہوں اور اس گھر کا جس کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ منہدم کر دو گے اس کا بھی ایک مالک ہے کہ تم کو اس کام سے روک دے گا۔ ابرہہ نے جناب عبدالمطلب کے اونٹوں کو واپس کر دیا اور ان کی باتوں سے اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔

جب جناب عبدالمطلب ابرہہ کے پاس سے واپس آئے اپنے فرزندوں اور ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور کعبہ کے دروازہ تک گئے اور اُس سے لپٹ کر بولے:

لهم! ان تعف فانهم عيالك [1]

يارب انّ العبد يمنع رحلهٗ فامنع رحالك

لا يغلبنّ صليبهم و محالهم ابداً محالك

"ابرہہ نے ہمیں نابود کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ خدایا اگر تو نے انہیں معاف کر دیا تو وہ تیرے عیال ہیں۔۔۔

خدایا! ہر بندہ اپنے گھر کا دفاع اور بچاؤ کرتا ہے، لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع اور تحفظ کر، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی صلیب اور اُن کی طاقت از روی ظلم و بیداد تیری طاقت پر غالب آ جا۔"

[1] ہم نے یعقوبی کی باتوں کا خلاصہ اس کی تاریخی کتاب کی ج ۱، ص ۲۵۰۔ ۲۵۴۔ یہ جبر دوسرے لفظوں میں سیرۂ ابن ہشام کی پہلی جلد کے ۵۴ اور ۱۶۸ صفحہ اور طبقات ا پ، ج ۱، ص ۵۶۔۲۸ پر بھی مذکور ہے۔

Presented by Ziaraat.com

کہ خداوند عالم نے ابابیلوں کا لشکر اُس سے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا۔[1]

بحار الانوار میں خلاصہ کے ساتھ اس طرح مذکور ہے:

جناب عبدالمطلب نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ کو بھیجا تا کہ ابرھہ کے سپاہیوں کی خبر لائے، پھر اس وقت خود خانہ خدا کی طرف گئے اور سات بار اس کا طواف کیا، پھر صفا و مروہ کی جانب رخ کیا اور وہاں بھی سات بار سعی کی۔

جناب عبداللہ ابو قبیس نامی پہاڑ پر چڑھ گئے اور دیکھا کہ پرندوں (ابابیل) نے ابرھہ کے لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ لہٰذا واپس آئے اور اس کی خوشخبری اپنے باپ کو دی۔

جناب عبدالمطلب بیٹے کی خبر سن کر باہر آئے اور کہہ رہے تھے: اے مکّہ والوں! دشمن کے پڑاؤ کی طرف غنائم حاصل کرنے جاؤ۔

لوگ دشمن کی پڑاؤ کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ ابرھہ کے سپاہی ٹوٹے پھوٹے تختوں کے مانند درہم برہم ہو کر ریزہ ریزہ ہو چکے ہیں، سارے پرندوں کی چونچ اور چنگل میں تین سنگریزے تھے کہ ہر ایک سے اس لشکر کے ایک ایک سپاہی کی حالت تباہ کر رہے تھے جب سب کو تباہ کر ڈالا تو واپس چلے گئے ایسی چیز کسی نے نہ اس سے پہلے دیکھی تھی اور نہ بعد میں۔

جب سارے سپاہی ہلاک ہو گئے، جناب عبدالمطلب کعبہ کی طرف واپس آئے اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہا:

یاحابس الفیل بذی المغمس　　　حبسته کانه مکوس

فی مجلس تزهق فیه الانفس

"اے وہ ذات جس نے ہاتھی کے لشکر کو ذی مغمس [2] نامی جگہ پر روک دیا۔

---

[1] مروج الذھب مسعودی، ج ۲، ص ۱۰۵؛ سیرۂ ابن ہشام، ج ۱، ص ۵۱۔

[2] ذی مغمس مکہ سے نزدیک طائف کے راستہ پر ایک مقام ہے، معجم البلدان۔

Presented by Ziaraat.com

اسے اس طرح روک دیا کہ گویا سرنگو ہو گیا تھا، وہ ایسے مخمصہ میں گرفتار ہو گیا جس میں جان نکل جاتی ہے۔"

پھر واپس آئے اور حبشہ کے سپاہیوں سے قریش کے فرار کرنے اور ان کی بے تابی کے بارے میں کہا:

طارت قریش اذرأت خمیساً　　فظلت فرداً لاأریٰ أنیساً
ولا أحس منهم حسیساً　　الا آخاًلی ماجداً نفیساً
مسوداًفی اهله رئیسا[1]

"جب قریش کی ابرھہ کے لشکر پر نظر پڑی تو داہنے بائیں سے فرار ہو گئے اور میں تن تنہا بے ناصر و مددگار رہ گیا حتی کہ ان کی دھیمی آواز بھی میں نے نہیں سنی، سوائے ایک بھائی کے جو میرا تھا، وہ عظیم اور نیک انسان تھا۔ وہ اپنے اہل (اور قوم) کے درمیان سید و سردار، صاحب فضل و شرف اور عظیم المرتبت انسان ہے۔"

مسعودی کی مروج الذھب میں مذکور ہے:

جس وقت خداوند سبحان نے ابرھہ اور اُس کے لشکر کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا (اور انہیں نیست و نابود کر دیا) اس وقت جناب عبدالمطلب نے اس طرح شعر ارشاد فرمایا:

ان للبیت لرباً مانعاً　　من یرده بأثامٍ یصطلم
(گھر کا روکنے والا ایک مالک ہے کہ جو بھی اس کی طرف برا قصد کرے گا تو وہ اسے نابود کر دے گا)

رامه تُبّع فی من جندت　　حمیر وا لحی من آل قدم
(تبع انہیں میں سے ایک تھا کہ جس نے لشکر کشی کی، اسی طرح حمیر اور اس کے قبیلہ والے)

فانثنیٰ عنه وفی او راجه　　جارح امسك منه بالکظم

---

[1] بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۱۳۲، مجالس شیخ مفید کی نقل اور شیخ طوسی کے فرزند کی امالی کی نقل کے مطابق ص ۴۹ اور ۵۰۔

Presented by Ziaraat.com

(کہ لوٹنے کے بعد اس کی گردن میں کچھ زخم تھے جو سانس لینے سے مانع تھے)۔

قلت و الاشرم تردی خیله　اِنّ ذا الاشرم غرّ بالحرم

(اور اس کان کٹے (ابرھہ) سے جو اپنے لشکر کو ہلاکت میں ڈال رہا تھا میں نے کہا: بیشک یہ گوش بریدہ (کان کٹا) حرم کی بہ نسبت نہایت مغرور ہے)۔

نحن آل الله فی ماقد مضی　لم یزل ذاك علی عهد ابرهم

(ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔

نحنُ دمّرنا ثموداً عَنوة　ثم عادا قبلها ذات الارم

(ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے درمیان صلہ رحم اور عہد کا وفا کرنا سنت رہا ہے)۔

لم تزل لله فینا حجّة　یدفع الله بها عنّا النّقم

(ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔

اشعار کی تشریح

۱۔ آثام:

گناہ اور اسی طرح گناہوں کی سزا کو بھی کہتے ہیں۔

۲۔ یصطلم:

اصطلمه وصلمه الدهرا والموت او العدو یعنی بے چارہ کردے، انہیں نابود کرے۔

۳۔ تُبّع:

یمن کے بادشاہوں کو کہا جاتا ہے، جس طرح روم کے بادشاہوں کو قیصر اور ایران کے بادشاہوں کو کسریٰ کہا جاتا ہے اور وہ تبّع حِمیَر کہ جس نے خانہ کعبہ کے ساتھ برا قصد کیا تھا انہیں میں سے ایک تھا۔

Presented by Ziaraat.com

۴۔ جارح:

زخم۔

۵۔ کظم:

سانس کی نالی۔

۶۔ اشرم:

کان یا ناک کٹا ہوا (یعنی وہ شخص جس کا کان یا ناک شگافتہ ہو) اور حضرت عبدالمطلب کے کلام سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابرھہ ایسا ہی تھا

۷۔ تردیٰ:

ہلاکت میں ڈال دے۔

۸۔ غُرَّ:

غرّ غرّ ا و غروراً: اسے دھوکہ دیا، اسے مجبور کیا کہ وہ ایک باطل چیز کی خواہش کرے، ایسا شخص مغرور اور فریب خوردہ ہے۔

۹۔ اِبْرَھَم:

ابراہیم ہے کہ ضرورت شعری کی بناء پر مخفف ہو گیا ہے۔

۱۰۔ عنوۃ:

اخذ الشئ عنوۃ: یعنی کوئی چیز زبردستی اور مجبور کر کے لینا۔

۱۱۔ ایفاء الذمم:

عہد کا وفا کرنا یعنی ہم ذریت حضرت ابراہیمؑ کے درمیان صلہ رحم اور وفاء عہد کا رواج عام ہے۔

یا ہمارے درمیان آل اللہ یعنی انبیاء جیسے ہود، صالح اور ابرہیم تھے اور یہ کہنا بجا ہے کہ جناب عبدالمطلب نے لفظ ''فینا'' سے دونوں گروہ کو نظر میں رکھا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں آل اللہ اور اس کی حجتیں رہی ہیں، جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے انبیاء تھے جیسے ہود اور صالح۔

جناب عبدالمطلب ان اشعار میں یہ فرماتے ہیں کہ اس گھر کا ایک مالک ہے جو ہر اس شخص کو روکے گا جو گناہ کے ارادے سے اس کی طرف قدم بڑھائے گا اور اسے مسمار کرنا چاہے گا! اسی طرح ان اشعار میں تبع حمیری کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جس نے خانہ خدا پر دست درازی کی، پھر بات کو ابرھہ تک لے جاتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب اُس کان کٹے یا ناک کٹے شخص نے خانہ خدا پر حملہ کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: یہ کان کٹا حرم کے ساتھ تجاوز کرنے میں بہت زیادہ مغرور اور فریب خوردہ ہے۔

جناب عبدالمطلبؑ اس مطلب کے ذکر کے بعد خبر دیتے ہیں کہ خود ان کا اور ان کے آباء و اجداد کا سلسلہ حضرت اسمٰعیلؑ کی ذریت سے ہے اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے ہی سے وہ آل اللہ ہیں، جس طرح ہود اور صالح جیسے لوگ آل اللہ تھے؛ یہ ہود اور صالح ایسے آل اللہ ہیں جنہوں نے قوم عاد (ارم شہر والوں) اور اس کے بعد قوم ثمود کو اکھاڑ پھینکا ہے۔

خداوند عالم نے ابرھہ کی داستان اپنی کتاب قرآن کریم میں اس طرح بیان کی ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ﴿۱﴾ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ﴿۲﴾ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴿۳﴾ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۴﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ﴿۵﴾

بخشنے والے اور مہربان خدا کے نام

(اے ہمارے رسول!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا؟! کیا ان کے مکر و حیلہ کو بیکار نہیں کیا؟!! اور ان کے ہلاک کرنے کے لئے ابابیل پرندوں کو بھیجا انہیں کھرنجوں کی کنکریاں مار رہے تھے پھر اُنہیں چبائے ہوئے بھوسے کے مانند بنا

Presented by Ziaraat.com

دیا۔

اسی طرح خداوند عالم نے جناب عبدالمطلبؑ کی تعبیر میں قوم ثمود اور اُن کے صالح آل اللہ سے مقابلے کے متعلق اس طرح خبر دی ہے:

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ ۖ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ﴿٦٣﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٦٧﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ﴿٦٨﴾ [1]

ہم نے صالح پیغمبر کو قوم ثمود کی طرف بھیجا۔ صالح نے کہا: اے میری قوم! اُس خدا کی عبادت کرو جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔۔۔ (قوم نے) کہا: اے صالح! تم اس سے پہلے ہمارے درمیان امید کا مرکز تھے۔ کیا تم ہمیں اس کی پرستش سے روکتے ہو جس کی ہمارے آباء و اجداد نے عبادت کی ہے؟ ہم اس چیز سے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو سخت بدگمان ہیں۔ صالح نے کہا: اے میری قوم! اگر ہم اپنے دعویٰ پر خدا کی طرف سے ایک دلیل اور معجزہ رکھتے ہیں اور اُس سے مجھے ایک رحمت ملی ہو تو اس وقت تمہاری کیا رائے ہوگی؟ جب ہمارے قہر کا حکم پہنچا تو، صالح اور وہ لوگ جو ایمان لائے تھے ان کو ہم نے نجات دی۔۔۔ اور ظالموں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنی گرفت میں لے لیا اور صبح کے وقت اپنے دیار میں (ہمیشہ کے لئے) بے حس و

---

[1] سورۂ ہود، آیت ۶۱ تا ۶۳، ۶۶ تا ۶۸۔

Presented by Ziaraat.com

حرکت پڑے رہ گئے۔۔۔آگاہ رہو کہ ثمود رحمت خداوندی سے دور ہیں۔

اسی طرح ان کے اخبار اور حکایات قرآن کریم میں دوسری جگہ ۲۷ مقام پر ذکر ہوئی ہیں [۱]

پھر اس کے بعد جناب عبدالمطلبؑ اپنی گفتگو میں خبر دیتے ہیں:

ثمّ عاداً قبلھا ذات الارم۔قوم عاد کہ انہیں خداوند عالم نے ہلاک کر ڈالا جو کہ قوم ثمود سے پہلے زندگی گزار رہے تھے آپ کی یہ گفتگو سورۂ اعراف کی ۶۵ ویں تا ۷۲ ویں اور سورہ ہود کی ۵۰ ویں تا ۶۸ ویں آیات سے یا دیگر سوروں میں جو بیان ہوا ہے اس سے مطابقت رکھتی ہے۔ [۲]

اسی طرح انہوں نے شہر ارم کو قوم عاد سے متعارف کرایا ہے، یہ بات خداوند عالم کی سورۂ فجر کی چھٹی یا نویں آیات سے مطابقت رکھتی ہے:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝٦ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝٧ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝٨ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩

(اے ہمارے رسول!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا؟! شہر ارم میں جو کہ بلند و بالا اور عالیشان محلوں والا تھا؟! ایسا شہر کہ جس کا مثل دوسرے شہروں میں نہیں پیدا ہوا اور قوم ثمود کے ساتھ جو وادی میں پتھروں کو کاٹ کر اپنے لئے پتھروں سے قصر تعمیر کرتے تھے؟!

اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبدالمطلب کا شعر قرآن کریم میں مذکور پیغمبروں اور ہلاک شدہ امتوں کی خبروں سے مطابقت رکھتا ہے۔

وہ جہاں پر اپنے اجداد کی توصیف کرتے ہیں اور انہیں اللہ کے نبیوں کی ردیف میں،

---

[۱] لفظ ثمود کے لئے الفاظ قرآن کریم سے متعلق المعجم المفہرس ملاحظہ ہو۔

[۲] لفظ عاد کے لئے الفاظ قرآن کریم سے متعلق المعجم المفہرس ملاحظہ ہو۔

Presented by Ziaraat.com

پسندیدہ اخلاق، جیسے صلہ رحم اور عہد کے وفا کرنے والی صفت سے متصف ہونے کی بناء پر، قرار دیتے ہیں، وہیں ان کی بات کی سچائی ان کے اجداد کی سیرت کے بارے میں ثابت ہو جاتی ہے۔

اور آپ کی یہ بات کہ: وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے ہی آج تک آل اللہ اور خدا پرست ہیں اور خداوند عالم ہمیشہ ان کے ذریعہ (یعنی جن لوگوں کو وہ آل اللہ اور حجت خدا کے عنوان سے متعارف کرتے ہیں) برائی اور ناگوار چیزوں کو دور کرتا ہے، یہ ایک ایسا مطلب ہے جو صحیح اور درست ہے۔ کیوں کہ ان کے خدا پرست ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ خدا کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہیں کرتے اور ہم ان کی بات کی صداقت کو اس بات سے درک کرتے ہیں کہ پیغمبر کے آباء واجداد میں حضرت اسمٰعیلؑ تک کسی کو ایسا نہیں پایا کہ بت کو سجدہ کیا ہو یا بت کے لئے قربانی کی ہو، یا بت کے نام پر حج کا تلبیہ کہا ہو یا بت کی قسم کھائی ہو یا بت کی کسی بیت یا کسی شعر میں مدح وستائش کی ہو، بلکہ ان تمام موارد میں برعکس دیکھا ہے کہ انہوں نے خدا کا سجدہ کیا ہے اور خدا سے تقرب حاصل کرنے کے لئے قربانی کی ہے اور خداوند عالم کی قسم کھائی اور اُس کی تعریف و توصیف کی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت عبدالمطلب کی بات کا صادق ہونا روشن و آشکار ہے۔

رہی ان کی یہ بات کہ ان کے درمیان ہمیشہ خدا کی کوئی حجت رہی ہے، تو اس کے متعلق یا یہ کہیں کہ پروردگار عالم نے اپنے گھر کے ساکنوں کو مکہ میں کہ جسے ام القریٰ کہتے ہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے یعنی اس ام القریٰ اور اس کے اطراف میں رہنے والے اور وہ لوگ جو حج ادا کرنے کے لئے اس کے محترم گھر کی طرف آتے ہیں پانچ سو سال سے زیادہ مدت تک انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے اور کسی ایسے شخص کو جس کے پاس شریعت اسلام وہ لوگ حاصل کر سکیں ان کے درمیان قرار نہیں دیا ہے کہ اس بات کا غلط ہونا واضح اور آشکار ہے۔

پروردگار عالم نے مسلسل نسلوں کو پانچ سو سال سے زیادہ ام القریٰ اور اس کے اطراف میں ان کے حال پر نہیں چھوڑا ہے اور اُن کے درمیان ایسے افراد کو قرار دیا ہے۔[1] کہ

---

[1] یعنی اوصیائے انبیاء۔

Presented by Ziaraat.com

اگران میں سے کوئی دینی احکام سیکھنا چاہے تو وہ سکھانے کی صلاحیت رکھتا ہو؛ اس آیہ شریفہ کے مصداق کے مطابق کہ خدا فرماتا ہے:

(والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا)

''اور وہ لوگ جو کہ ہماری راہ میں سعی و تلاش کرتے ہیں، ہم خود ہی انہیں اپنی راہ کی راہنمائی کرتے ہیں۔''

اس بناء پر خداوند عالم نے انہیں افراد کے درمیان ایسے لوگوں کو قرار دیا ہے کہ جو اُسی نسل کے سارے افراد پر حجت تمام کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں دین خدا کی طرف ہدایت کرنے والا جناب عبدالمطلب اور آپؑ کے آباء و اجداد کے علاوہ حضرت ابراہیمؑ تک کون ہوسکتا ہے؟ پروردگار عالم کی قسم کہ خداوند متعال نے ان کے درمیان ذریت حضرت ابراہیم سے حجتیں قرار دیں اور ان پر حجت تمام کی ہے اور ان کے ذریعہ برائی اور عذاب کو ان سے دور کیا ہے۔ اور جناب عبدالمطلب نے سچ کہا ہے کہ:

نحن آل الله فی ماقد مضی — لم یزل ذاک علی عهد ابراهم

لم تزل الله فینا حجة — یدفع الله بها عنا النقم

جناب عبدالمطلبؑ کے شاعرانہ اسلوب میں بالخصوص مذکورہ بالا ابیات میں کہ آپ نے اپنے شکست خوردہ دشمن (ابرھہ اور اس کے سپاہی) پر فخر و مباہات کے موقع پر کہا ہے اور جن فضائل و مناقب کو شمار کیا ہے گزشتہ اور موجودہ عرب کی شاعرانہ روش سے واضح اور آشکار فرق پایا جاتا ہے۔

کیونکہ آپؑ نے اپنے باپ ہاشمؑ کے وجود ذی جود پر افتخار نہیں کیا ایسا سخی اور جواد باپ جس نے خشک سالی کے زمانے میں مکہ والوں کو کھانا کھلانے کا بندوبست کیا اور اونٹوں پر تجارتی اجناس بار کرنے کے بجائے مکہ والوں کے لئے شام سے غذا لئے اور پھر انہیں اونٹوں کو جن پر لوگوں کے لئے غذا لاد کر لائے تھے، نحر کیا اور گرسنہ (بھوکے) لوگوں کو سیر کیا۔ یہ ایسا کارنامہ

Presented by Ziaraat.com

انجام دیا ہے کہ اُن سے پہلے نہ کسی عرب نے ایسا کیا اور نہ ہی حاتم طائی نے اور نہ ہی ان سے پہلے یا بعد میں کسی اور نے انجام دیا اور نہ ہم نے گزشتہ امتوں کی داستان میں کوئی ایسا کارنامہ ملاحظہ کیا ہے۔ اور اپنے باپ کے اقدام کو جو کہ اعتقاد کی رسم کو ختم کرنے کے لئے تھا کہ کوئی گھرانہ مجبوری اور گرسنگی (بھوک) کے زیر اثر موت سے دو چار نہ ہو اپنے لئے فخر شمار نہیں کرتے اور اس وقت عرب کو تجارت کے آداب سکھانے اور اجناس کو آباد سرزمینوں میں لے جانے کو اپنی فوقیت و برتری کا معیار نہیں سمجھتے۔

جناب عبدالمطلبؑ نے ان تمام فضائل میں سے کسی ایک فضلیت کو اپنے لئے افتخار کا باعث نہیں سمجھا، جب کہ تمام لوگوں کے درمیان مذکورہ بالا فضائل صرف اور صرف ان کے باپ ہاشمؑ سے مخصوص تھے۔ اس طرح کے امور میں جو کہ خدمت خلق کا پتہ دیتے ہیں خود پر فخر و مباہات نہ کرنا اللہ کے نبیوں اور اس کی حجتوں کے واضح اور نمایاں صفات میں سے ہے یعنی یہ لوگ لوگوں کے ساتھ جود و بخشش کر کے اور معاشی امور میں ان کی خدمت کر کے لوگوں کو ہدایت کا وسیلہ قرار دیا ہے آگاہ کرتے ہیں۔ یہ کام جناب عبدالمطلبؑ نے اپنے اشعار میں انجام دیا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ "ہم قدیم زمانے سے ہی آل اللہ تھے۔۔۔"

جناب عبدالمطلب اور پیغمبر اکرمؐ کی ولادت

انساب الاشراف میں ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے متعلق اختصار کے ساتھ یوں ذکر کیا گیا ہے:

جب آمنہ کے بطنِ مبارک میں حضرت پیغمبرؐ کا نور استقرار پایا تو خواب میں کوئی ان کے دیدار کو آیا اور اُس نے کہا:

اے آمنہ! تم اس امت کے سید و سردار کی حامل ہو، جب تمہارا بچہ پیدا ہو جائے تو کہو:

(أعیذك بالواحِد من شر کل حاسد)۔

Presented by Ziaraat.com

یعنی ''تمہیں ہر حاسد کے شر سے خداوند واحد کی پناہ میں دیتی ہوں'' اور اس کا نام احمد رکھو؛ اور ایک روایت کے مطابق محمد رکھو۔ جب پیغمبر اکرمؐ کی ولادت ہوگئی تو آمنہ نے جناب عبدالمطلبؑ کو پیغام بھیجا کہ آپ کے لئے ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ جناب عبدالمطلب شادو خرم اُٹھے اور گھر آئے (اس حال میں کہ ان کی اولاد اُن کے ہمراہ تھی) اور انہوں نے اپنی نگاہیں نومولود فرزند کی طرف جمائیں، آمنہ نے اپنے خواب کو اُن سے بیان کیا اور یہ کہ اُن کے حمل کی مدت سہل اور آسان رہی ہے اور ولادت آسانی سے ہوگئی ہے، جناب عبدالمطلبؑ نے بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور اُسے اپنے سینے سے لگا کر کعبہ میں داخل ہوگئے اور یہ اشعار پڑھے:

الحمد لله الذی اعطانی هذا الغلام الطیب الاردان
اعیذه بالبیت ذی الارکان من کل ذی بغی وذی شنآن
وحاسد مضطرب العنان

تمام تعریف اس خدا کی ہے جس نے ہمیں یہ پاک و پاکیزہ اور مبارک و نورانی بچہ عنایت کیا ہے میں اسے خداوند عالم کے گھر کی پناہ میں دیتا ہوں تا کہ ظالموں، بدخواہوں اور بے لگام حاسدوں کے شر سے محفوظ رہے۔

تاریخ ابن عساکر اور ابن کثیر میں کچھ ابیات کا اضافہ کیا ہے کہ جو ان کے آخر میں ذکر ہوئے ہیں!

مندرجہ ذیل اشعار جو آخر میں اضافہ کے ساتھ مذکور ہیں:

انت الذی سمیت فی الفرقان فی کتب ثابتة المبان
احمد مکتوب علی الاسان [1]

''تو وہی ہے جس کا نام فرقان اور محکم غیر تحریف شدہ کتابوں میں اور زبانوں پر

---

[1] انساب الاشراف، ج ۱، ص ۸۰۔۸۱ کلمات میں اختلاف کے ساتھ؛ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۱۰۳؛ تاریخ ابن عساکر، ج ۱ ص ۶۹؛ ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۶۴۔۲۶۵؛ اسی طرح دلائل بیہقی، ج ۱، ص ۵۱ بھی ملاحظہ کیجئے۔

Presented by Ziaraat.com

''احمد'' ہے۔

ان اشعار میں جناب عبدالمطلبؑ خبر دیتے ہیں کہ آسمانی کتابوں میں ان کے پوتے کا نام احمد ہے۔

طبقات ابن سعد میں اختصار کے ساتھ اس طرح مذکورہ ہے:

حلیمہ: حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے والی دایہ پیغمبر خدا کی جان کے بارے میں خوفزدہ ہوئیں اسی وجہ سے کہ انہیں پانچ سال کے سن میں مکہ واپس لے آئیں تا کہ ان کی ماں کے حوالے کر دیں، لیکن لوگوں کی بھیڑ کے درمیان انہیں گم کر گئیں اور جتنا بھی تلاش کیا کوئی نتیجہ یہ نکلا اور آپؐ نہ ملے۔ لہٰذا حضرت عبدالمطلبؑ کی خدمت میں دوڑی ہوئی آئیں اور واقعہ سے انہیں آگاہ کیا۔ جناب عبدالمطلبؑ کی جستجو بھی فرزند کے حصول میں نتیجہ خیز نہ ہوئی ناچار وہ کعبہ کی طرف رخ کر کے کہنے لگے۔

لاهم اد راكبی محمدا اره الی واصطنع عندی یدا

انت الذی جعلته لی عضدا لایبعد الدهر به فیبعدا

انت الذی سمیته محمدا[1]

(خدایا! ہمارے شہسوار محمدؐ کو واپس کر دے، اُسے لوٹا دے اور اسے میرا ناصر و مددگار قرار دے۔ تو نے ہی اُس کو میرا بازو قرار دیا ہے، زمانہ بھی اس کو مجھ سے دور نہ کرے، تو نے ہی اس کا نام محمدؐ رکھا ہے)۔

یہاں بھی جناب عبدالمطلبؑ تصریح کرتے ہیں کہ یہ خدا ہے جس نے اُن کے پوتے کا نام محمدؐ رکھا ہے۔

مروج الذهب نامی کتاب میں مذکور ہے:

---

[1] طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج ۱، ص ۷۰۔ ۷۱، خبر میں اور لفظ کے اختلاف کے ساتھ انساب الاشراف۔ ج ۱، ص ۸۲؛ اسی طرح سبل الھدیٰ والارشاد، ج ۱، ص ۳۹۰ بھی ملاحظہ ہو؛

Presented by Ziaraat.com

جناب عبدالمطلبؑ اپنے فرزندوں کو صلۂ رحم اور کھانا کھلانے کی وصیت اور انہیں تشویق کرتے اور ڈرایا کرے تھے تا کہ ان لوگوں کی طرح جو معاد، بعثت اور حشر ونشر کے معتقد ہیں، عمل کریں۔

انہوں نے سقایت (سقائی) اور رفادت کی ذمہ داری اپنے فرزند "عبد مناف" یعنی "جناب ابوطالب" کو دی اور پیغمبر اکرمؐ سے متعلق وصیت بھی انہیں سے کی [1]

سیرۂ حلبیہ ونبویہ نامی کتابوں میں مذکور ہے:

جاہلیت کے زمانے میں جناب عبدالمطلبؑ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے اوپر شراب حرام کردی تھی وہ مستجاب الداعوت انسان تھے (یعنی ان کی دعائیں بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہوتی تھیں) انہیں ان کی جود و بخشش کی وجہ سے "فیاض" کہتے تھے اور چونکہ پرندوں کے لئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر کھانے کا انتظام کرتے تھے انہیں لوگوں نے "مطعم طیر السماء" (آسمان کے پرندوں کو غذا دینے والے کا) لقب دے رکھا تھا۔

راوی کہتا ہے! قریش میں صابر اور حکیم شمار ہوتے تھے۔

پھر سبط جوزی کی نقل کے مطابق اختصار سے ذکر کیا ہے:

جناب عبدالمطلبؑ اپنے بیٹوں کو ظلم وستم اور طغیانی وسرکشی کے ترک کرنے کا حکم دیتے تھے اور انہیں مکارم اخلاق کی رعایت کی تشویق اور تحریک کرتے اور انہیں اس پر آمادہ کرتے تھے اور نازیبا حرکتوں اور ناپسندیدہ افعال کے انجام دینے سے روکتے تھے وہ کہتے تھے: کوئی ظالم اور ستمگر دنیا سے نہیں جائے گا مگر یہ کہ اس کے ظلم کا انتقام لوگ اُس سے لے لیں گے اور وہ اُس کی سزا بھگتے گا۔

قضاء الٰہی سے ایک ظالم انسان جو کہ شام کا رہنے والا تھا بغیر اس کے کہ وہ دنیا میں

---

[1] مروج الذھب، ج ۲، ص ۱۰۸۔۱۰۹

Presented by Ziaraat.com

اپنے سیاہ کارناموں اور برے افعال کی سزا بھگتے انتقال کر گیا۔ اس کی داستان جناب عبدالمطلبؑ سے نقل کی گئی۔

انہوں نے تھوڑی دیر غور و فکر کیا اور آخر میں کہا: خدا کی قسم اس دنیا کے بعد ایک دوسری دنیا ہے جس میں نیک لوگوں کو ان کے نیک عمل کی جزا اور بدکاروں کو اُن کے برے عمل کی سزا دی جائے گی۔

یہ بات اس معنی میں ہے کہ ستمگر و ظالم انسان کا دنیا میں نتیجہ یہ ہے اور اگر مر گیا اور اُسے کوئی سزا نہ ملی تو پھر اس کی سزا آخرت کے لئے آمادہ اور مہیا ہے۔

ان کی بہت ساری سنتیں ایسی ہیں جن میں اکثر و بیشتر کی تائید قرآن کریم نے کی ہے جیسے نذر کا پورا کرنا، محارم سے نکاح کی ممانعت، چور کا ہاتھ کاٹنا، لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے سے روکنا، زنا اور شراب کو حرام کرنا اور یہ کہ برہنہ خانہ خدا کا طواف نہیں کرنا چاہیے۔[1]

سیرۂ نبویہ نامی کتاب میں مذکور ہے کہ:

جناب ہاشمؑ کے فرزند جناب عبدالمطلبؑ، قریش کے حکیموں اور بہت زیادہ صبر کرنے والوں اور مستجاب الدعوۃ انسان میں شمار ہوتے تھے۔ اُنہوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر رکھی تھی۔ وہ سب سے پہلے انسان ہیں جو اکثر شبوں میں کوہ حرا میں عبادت (تحنت) کرتے تھے۔ وہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو فقراء کو کھانا کھلاتے اور پہاڑوں کی بلندی پر جا کر اس کے ایک گوشہ میں خلوت اختیار کرتے اس غرض سے کہ لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے ذاتِ خداوندی کی عظمت اور بزرگی کے بارے میں غور و خوص کریں۔[2]

تاریخ یعقوبی اور انساب الاشراف بلاذری میں اختصار کے ساتھ اس طرح ذکر ہوا ہے (اور ہم نے اس مطلب کو تاریخ یعقوبی سے لیا ہے)۔

---

[1] سیرۂ حلبیہ، ج۱ص ۴؛ سیرۂ نبویہ، ج۱، ص۲۱۔

[2] سیرۂ نبویہ، ج۱، ص ۲۰ اسی مضمون سے ملتی جلتی عبارت انساب الاشراف کی پہلی جلد کے صفحہ ۸۴ پر مذکور ہے۔

Presented by Ziaraat.com

قریش پر مصیبت کے سالہا سال قحط اور گرانی کے ساتھ گذر گئے یہاں تک کہ کھیتیاں برباد ہو گئیں اور دودھ پستانوں میں خشک ہو گئے قریشوں نے عاجزی اور درماندگی کے عالم میں جناب عبد المطلبؑ سے پناہ مانگی اور کہا: خداوند عالم نے تمہارے وجود کی برکت سے بارہا ہم پر اپنی رحمت کی بارش کی ہے اس وقت بھی خدا سے درخواست کرو تا کہ وہ ہمیں سیراب کرے۔

جناب عبد المطلبؑ رسول خدا کے ہمراہ اُن ایام میں جب کہ وہ اپنے جد کی آغوش میں تھے (اور اپنے جد کے سہارے راستہ طے کرتے تھے) باہر نکلے اور اس طرح دعا کی۔

اللّٰهم سادّ الخلّةِ، وَكَاشِفَ الكُربةِ، أنت عَالم غَير مُعَلَّم، مَسئُولٌ غَيرُ مُبَخَّل وَهؤلاء عبادُكَ وَاماؤكَ بِعذراتِ حرمك يَشكُون إليكَ سَنيهم الَّتي اَقحلتِ الضَّرعَ وَاذهب الزرع، فاسمعن اللهم وامطرن غيثا مريعاً مغدقاً

”خدایا! اے ضرورتوں کو پورا کرنے والے اور کرب و بےچینی کو دور کرنے والے تو بغیر تعلیم کے عالم ہے اور بخل نہ کرنے والا مسؤل ہے یہ لوگ تیرے بندے اور کنیزیں ہیں جو تیرے حرم کے اردگرد رہتے ہیں۔

تجھ سے اس قحط کی شکایت کرتے ہیں جس سے پستانوں میں دودھ خشک ہو گیا ہے اور کھتیاں تباہ و برباد ہو گئیں ہیں۔

لہٰذا خدایا! سن اور ان پر زوردار موسلا دھار بارش نازل فرما۔“

قریش ابھی وہاں سے حرکت بھی نہیں کر پائے تھے کہ آسمان سے ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہو گیا۔

ایک قریش نے ایسے موقع پر اس طرح شعر کہا:

بشيبة الحمد اسقى الله بلادتنا وقد فقدنا الكرىٰ واجلوذ المطر

”خداوند عالم نے شیبۃ الحمد (جناب عبد المطلبؑ) کی برکت سے ہماری سرزمینوں کو سیراب کیا جب کہ ہم عیش و عشرت کھو چکے تھے اور بارش کا دور دور تک سراغ نہیں تھا“۔

Presented by Ziaraat.com

منا من اللہ بالمیمونِ طائرہ   وخیر من بشرت یوماً بہ مضر

"خداوند عالم نے مبارک فال انسان کے وجود سے، ہم پر احسان کیا ہے اور وہ سب سے اچھا انسان ہے کہ ایک دن مضر قبیلہ والے اُس سے شاد و خرم ہوئے ہیں۔"

مبارك الامر يستقى الغمام به   مافى الانام له عدل ولا خطرُ [۱]

"وہ مبارک مرد (جناب عبدالمطلبؑ) جس کی وجہ سے بادل نے برسنا شروع کیا؛ لوگوں کے درمیان وہ بے نظیر و بے مثال ہے"۔

بحار الانوار میں مذکور ہے:

لوگ رسول خدا کے جد جناب عبدالمطلبؑ کے لئے کعبہ کے پاس فرش بچھاتے تھے تا کہ اس پر وہ تشریف فرما ہوں اور اس پر ان کے احترام میں ان کے سوا ان کی کوئی اولاد بھی نہیں بیٹھتی تھی، لیکن جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتے تھے تو اُس پر بیٹھتے تھے، آنحضرتؐ کے چچا حضرات جا کر انہیں اس کام سے روکنے کی کوشش کرتے لیکن جناب عبدالمطلبؑ اُن سے مخاطب ہو کر کہتے!

میرے بیٹے کو چھوڑ دو اسے نہ روکو۔

پھر آنحضرتؐ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کہتے: میرے اس بیٹے کے خاص شان اور منزلت ہے۔ [۲]

تاریخ یعقوبی نامی کتاب میں مذکور ہے کہ:

جناب عبدالمطلبؑ نے کعبہ کی حکومت اور ذمہ داری اپنے بیٹے زبیر کے حوالے کی اور رسول خداؐ کی سرپرستی اور زمزم کی سقائی جناب ابو طالبؑ کے سپرد کی اور کہا: میں نے تمہارے

---

[۱] یہاں تک بلاذری کی انساب الاشراف کے صفحہ ۱۸۲ تا ۱۸۵ پر حالات پراگندہ طور پر مذکور ہیں لیکن ہم نے تاریخ یعقوبی کی ج ۲، ص ۱۲ اور ۱۳ سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

[۲] بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۱۴۴ اور ۱۴۶ اور ۱۵۰۔

Presented by Ziaraat.com

اختیار میں ایسا عظیم شرف اور بے مثال افتخار قرار دیا ہے جس کے سامنے عرب کے بزرگوں کے سرخم ہو جائیں گے۔

پھر اس وقت جناب ابوطالبؑ سے کہا

اوصیک یا عبد منافٍ بعدی بمفردٍ بعد ابیه فردِ

''اے عبد مناف! تم کو اپنے بعد ایک یتیم کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ جو اپنے باپ کے بعد تنہا رہ گیا ہے۔''

فارقه وهو ضجیع المهد فکنت کالام له فی الود

''اس کا باپ اس سے اس وقت جدا ہو گیا جب وہ گہوارے میں تھا اور تمہاری حیثیت اس کے لئے ایک دل سوز اور مہربان ماں کی تھی۔''

تُدنیه من احشائها والکبد فأنت من ارجی بنی عندی

لدفع ضیم او لشدِّ عقد [1]

''کہ اسے دل و جان سے آغوش میں لیتی ہے میں تم سے مشکلات اور پریشانیوں کے برطرف کرنے اور رشتہ کو مضبوط بنانے کے لحاظ سے اپنے تمام فرزندوں سے زیادہ امید رکھتا ہوں''۔

بحارالانوار میں، واقدی کی زبانی اس واقعہ کے نقل کے بعد اختصار کے ساتھ اس طرح روایت ہے:

اوصیک ارضی اهلنا بالرفدی یابن الذی غیبته فی اللحد

بالکره منی ثم لا بالعمدی وخیرة الله یشاء فی العبد

جناب عبدالمطلبؑ نے کہا: اے ابو طالب! میں اپنی وصیت کے بعد تمہارے ذمہ

---

[1] تاریخ یعقوبی، ج۲، ص ۱۳۔

Presented by Ziaraat.com

ایک کام سپرد کر رہا ہوں جناب ابو طالبؑ نے پوچھا کس سلسلہ میں؟

کہا: میری تم سے وصیت میرے نور چشم محمدؐ کے متعلق ہے کہ تم میرے نزدیک اس کی عظمت اور قدر و منزلت کو جانتے ہو، لہٰذا اس کی مکمل طور پر تعظیم کرو اور جب تک زندہ ہو روز و شب کسی بھی وقت اس سے الگ نہ ہونا؛ خدارا، خدارا، حبیب خدا کے بارے میں۔

پھر اُس وقت اپنے دیگر بیٹوں سے کہا: محمد کی قدر دانی کرو کہ بہت جلد ہی عظیم اور گراں قدر امر کا اس میں نظارہ کرو گے اور بہت جلد اس کے انجام کار کو جس سلسلے میں میں نے اس کی تعریف و توصیف کی ہے وقت آنے پر سمجھ جاؤ گے۔

جناب عبد المطلبؑ کے فرزندوں نے ایک آواز ہو کر کہا: اے بابا! ہم مطیع اور فرمانبردار ہیں اور اپنی جان و مال اُس پر فدا کر دیں گے۔

پھر اس وقت جناب ابو طالبؑ نے جو پہلے سے ہی پیغمبرؐ کے دیگر چچا کے مقابلے سب سے زیادہ ان کی بہ نسبت مہربان اور دلسوز تھے۔ کہا: میرا مال اور میری جان محمد پر فدا ہے، میں ان کے دشمنوں سے جنگ کروں گا اور دوستوں کی نصرت کروں گا۔

واقدی نے کہا ہے:

پھر جناب عبد المطلبؑ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور دوبارہ آنکھ کھولی اور قریشیوں کی جانب نظر کی اور بولے: اے میری قوم! کیا تم پر میرے حق کی رعایت واجب نہیں ہے؟

سب نے ایک ساتھ کہا: بیشک، تمہارے حق کی رعایت چھوٹے بڑے، سب پر واجب ہے تم ہمارے نیک رہبر اور بہترین رہنما تھے۔

جناب عبد المطلبؑ کے فرزندوں نے ایک ساتھ کہا: ہم نے آپ کی بات سنی اور ہم اس کی اطاعت و پیروی کریں گے۔[1]

---

[1] بحار الانوار: ج ۱۵، ص ۱۵۲، ۱۵۳۔

Presented by Ziaraat.com

ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:

جب جناب عبدالمطلبؑ کی موت کا وقت قریب آیا، تو انہوں نے جناب ابو طالبؑ کو پیغمبر اکرمؐ کی محافظت ونگہداری کی وصیت کی۔ [1]

جناب عبدالمطلب کا اس وقت انتقال ہوا جب رسول خدا آٹھ سال کے تھے اور وہ خود ایک سو بیس سال کے تھے کہ اس سن میں دنیا کو وداع کہہ کر رخصت ہوئے۔

خداوند عالم نے جناب عبدالمطلبؑ کو جسمی اعتبار سے قوی وتوانا بنایا تھا اور صبر وتحمل اور جود وسخا کے اعتبار سے بڑا حوصلہ دیا تھا اور آپ کا ہاتھ بہت کھلا ہوا تھا۔ انہیں توحید پرست، روز قیامت کی سزا کا معتقد اور جاہلیت کے دور میں خدا پرست بنایا اور بتوں کی پرستش اور تمام ہلاکت بار چیزوں سے جو لوگوں کی تباہی کا باعث ہوتی ہیں ان سے انہیں دور رکھا تھا۔ وہ ظلم وستم اور گناہوں کے ارتکاب کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے غار حرا میں عبادت کے لئے خلوت نشینی کی تا کہ خدا کی عظمت وجلالت کے بارے میں تفکر کریں اور اس کی عبادت کریں وہ رمضان کے مہینے میں عبادت میں مشغول ہوتے اور فقراء ومساکین کو اس ماہ میں کھانا کھلاتے تھے۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکّہ میں خوش ذائقہ پانی سے لوگوں کو سیراب کیا اور خواب میں زمزم کا کنواں کھودنے پر مامور ہوئے اور آپ نے اس حکم کی تعمیل کی اور صرف اپنے فرزند حارث کے ساتھ مذکورہ کنویں کی کھدائی کی۔

اور جب ابرھہ اپنے ساتھی پر سوار ہو کر اپنے سپاہیوں کے ہمراہ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادہ سے مکّہ کے اطراف میں پہنچا، تو جناب عبدالمطلبؑ نے ابرھہ کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے قریش کو آواز دی لیکن ان لوگوں نے سنی ان سنی کر دی اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار کر گئے؛ لیکن جناب عبدالمطلبؑ نے خدا کے گھر کو نہیں چھوڑا اور خدا کو مخاطب کر کے اس طرح شعر پڑھا:

---

[1] طبقات ابن سعد، ج ۱ ص ۱۱۸

Presented by Ziaraat.com

یا رب ان العبد یمنع رحله فامنع رحالك

خدایا! ہر بندہ اپنے گھر کا دفاع اور بچاؤ کرتا ہے، لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع اور تحفظ کر۔

اور جب خداوند متعال نے ابرہہ اور اس کے لشکر کو ہلاک کر ڈالا تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

ان للبیت لربا مانعاً من یرده باثامٍ یصطلم

(اس گھر کا روکنے والا ایک مالک ہے کہ جو بھی اس کی طرف گناہ کا قصد کرے گا تو وہ اسے نابود کر دے گا)۔

رامة تبع فی من جندت حمیره الحی من آل قدم

(تبع انہیں میں سے ایک تھا کہ جس نے لشکر کشی کی، اسی طرح حمیر اور اس کے قبیلہ والے)۔

فانثنیٰ عنه وفی اوراجه جارح امسك منه بالكظم

(کہ لوٹنے کے بعد اس کی گردن میں کچھ زخم تھے جو سانس لینے سے مانع تھے)۔

قلت والاشرم تردی خیله ان ذا الاشرم غر بالحرم

(اور اس کان کٹے (ابرہہ) سے جو اپنے لشکر کو ہلاکت میں ڈال رہا تھا میں نے کہا: بیشک یہ گوش بریدہ (کان کٹا) حرم کی بہ نسبت نہایت مغرور ہے)۔

نحن آل الله فی ما قد مضی لم یزل ذاك علی عهد ابرهم

(ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔

نحنُ دمَّرنا ثموداً عنوة ثم عادا قبلها ذات الارم

(ہم نے ثمود کی سختی کے ساتھ گوشمالی کی اور انہیں ہلاک کر ڈالا اور اس سے پہلے شہر ارم والی قوم عاد کو)

نعبد الله و فینا سنة صلة القربی و ایفا الذمم

(ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے درمیان صلہ رحم اور عہد کا وفا کرنا سنت رہا ہے)۔

لم تزل لله فینا حجة یدفع الله بها عنا النقم

(ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔

یہی سال تھا کہ آپ کے پوتے خاتم الانبیاءؐ پیدا ہوئے تو جناب عبدالمطلب نے انہیں

Presented by Ziaraat.com

ایک کپڑے میں لپیٹا اور اُنہیں اپنے سینے سے لپٹا کر کعبہ میں داخل ہو گئے اور اس طرح شعر پڑھا:

انت الذی سمیت فی الفرقان فی کتب ثابتة المثان

احمد مکتوب علی اللسان

''تو وہی ہے جس کا نام فرقان اور محکم غیر تحریف شدہ کتابوں میں ''احمد ہے''۔

ان اشعار میں جناب عبدالمطلب خبر دے رہے ہے کہ آسمانی کتابوں میں ان کے پوتے کا نام احمد ہے۔

جناب عبدالمطلبؑ مستجاب الدعوات تھے، جس وقت قریش پر بارش نہیں ہوتی تھی اُن سے دعا کی درخواست کرتے تھے کہ آپ خدا سے دعا کریں تو خدا آپ کی دعا کے نتیجے میں موسلا دھار بارش نازل کرتا تھا۔ آخری بار پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ جب آپ کم سن بچہ تھے رحمت باراں طلب کرنے کے لئے باہر گئے ابھی لوگ اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔

جناب عبدالمطلبؑ نے کچھ ایسی سنتیں قائم کی ہیں کہ اسلام نے ان کی تائید اور تشبیت کی ہے۔ جیسے:

۱۔ نذر کو پورا کرنا؛ سورۂ انسان، آیت ۷ اور سورۂ حج، آیت ۲۔

۲۔ محارم سے ازدواج کی ممانعت؛ سورۂ نساء آیت ۲۳۔

۳۔ چور کا ہاتھ کاٹنا؛ سورۂ مائدہ، آیت ۳۸۔

۴۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت؛ سورۂ تکویر، آیت ۸، سورۂ انعام، آیت ۱۵۱، سورۂ اسراء، آیت ۳

۵۔ شراب کا حرام کرنا؛ سورۂ مائدہ، آیت ۹۰۔۹۱۔

۶۔ زنا کی حرمت سورۂ فرقان آیت ۶۸، سورۂ ممتحنہ آیت ۱۲، سورۂ اسراء، آیت ۳۲۔

۷۔ خانہ کعبہ کے گرد عریاں اور برہنہ حالت میں طواف کرنے سے روکنا۔

Presented by Ziaraat.com

پیغمبر خدا نے ۹ھ میں جب انہوں نے اپنے چچازاد بھائی علیؑ کو حاجیوں کے سامنے سورۂ برأت کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرنے پر مامور کیا تھا تب یہ بھی حکم دیا تھا کہ یہ موضوع بلند آواز سے لوگوں کو ابلاغ کریں۔

۸۔ صلۂ رحم کی رعایت، خاندان والوں اور رشتہ داروں سے ارتباط رکھنا؛ سورۂ نساء، آیت ا۔

۹۔ کھانا کھلانا؛ سورۂ مائدہ آیت ۸۹ اور سورۂ بلد آیت ۱۴، سورۂ الحاقہ آیت ۳۴۔

۱۰۔ ظلم نہ کرنا اور ستمگری کو ترک کرنا؛ سورۂ ابراھیم آیت ۲۲ اور بہت سی دیگر آیات۔

وہ غار حرا میں کنج تنہائی اختیار کرتے تھے اور کئی کئی راتیں خدا کی عبادت میں مشغول رہتے تھے (کہ جس کو کہتے ہیں) یہی روش آپ کے پوتے خاتم الانبیاءؐ نے بھی اپنائی تھی وہ روز جزا (قیامت) پر ایمان واعتقاد رکھتے تھے اور اس بات کی دوسروں کو بھی تبلیغ کرتے تھے۔

بحار الانوار میں اپنی سند کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے جد سے انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے اپنی وصیت میں فرمایا:

اے علیؑ جناب عبدالمطلبؑ نے دور جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کی ہیں کہ خداوند عالم نے اسے اسلام میں اجرا کیا اور اس پر عمل کرنے کو ضروری سمجھا ہے۔

انہوں نے باپ کی بیوی سے ازدواج حرام کیا ہے؛ اور خداوند رحمن نے یہ آیت نازل فرمائی:

(لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ) !

جن عورتوں سے تمہارے آباء واجداد نے نکاح کیا ہے اُن سے نکاح نہ کرو۔

جناب عبدالمطلبؑ نے ایک خزانہ، پایا، تو اس کا خمس نکال کر جدا کر دیا اور راہ خدا میں صدقہ دیا، خداوند عالم نے بھی فرمایا:

(وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ...)

Presented by Ziaraat.com

جان لو کہ تمہیں جس چیز سے بھی فائدہ حاصل ہو یقیناً اس میں اللہ اور۔۔۔ کے لئے خمس ہے۔

اور جب زمزم کا کنواں کھودا تو اُسے حاجیوں کے پینے کے لئے مخصوص کر دیا۔ اور خداوند عالم نے بھی فرمایا: (اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ) حجاج کو پانی پلانا۔۔۔؟

آپ نے اونٹ کی دیت سو اونٹ معین کی تو خداوند عالم نے بھی اسی کو اسلام میں معین کر دیا، پہلے خانہ خدا کے گرد طواف کرنے کی کوئی حد معین نہیں تھی جناب عبدالمطلبؑ نے سات چکر طواف معین کیا اور خداوند عالم نے اسی کو اسلام میں باقی رکھا۔

اے علیؑ! جناب عبدالمطلبؑ نے ازلام (پانسوں) کے تیروں کے مطابق تقسیم نہیں کی، کسی بت کی پوجا نہیں کی اور نہ ہی بت کے لئے قربانی کیا ہوا گوشت کبھی نہیں کھایا اور کہتے تھے میں اپنے باپ ابراہیمؑ کے دین کا پابند ہوں۔ [۱]

قابل توجہ بات یہ ہے کہ جناب عبدالمطلبؑ کے اونٹ کے سم کے نیچے سے پانی کا ابلنا (کہ جس کی حکایت پہلے بیان کی جاچکی ہے) ایک کرامت تھی خدا نے جس کے ذریعہ ان کو محترم بنایا۔

جس طرح ان کے جد اسمٰعیلؑ کو اس سے پہلے ان کے قدم کے نیچے سے آب زمزم کے جاری ہونے کی وجہ سے مکرم اور محترم بنایا تھا۔

خداوند عالم نے اسی طرح کی کرامت سے اُن کے پوتے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گرامی قدرت بنایا جب جنگ تبوک میں آنحضرتؐ کی تیر کے پاس سے چشمہ پھوٹ پڑا۔ [۲]

جو کچھ اس حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ جناب عبدالمطلبؑ نے زمانۂ جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کیں اور اسلام نے اس کی تائید اور تثبیت کی، وہ اس سے پہلے ذکر کی گئی باتوں سے

---

[۱] بحارالانوار، ج ۱۵، ص ۱۲۷ شیخ صدوقؒ کی خصال ج ۱، ص ۱۵۰ کی نقل کے مطابق

[۲] بحارالانوار، ج ۲۱، ص ۲۳۵، خرائج کی نقل کے مطابق ص ۱۸۹، باب غزوۂ تبوک

Presented by Ziaraat.com

منافات نہیں رکھتا کیونکہ کسی چیز کا ثابت کرنا دوسری چیزوں کے نہ ہونے پر دلیل نہیں بن سکتا۔

بحث کا خلاصہ

حضرت ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کو وصیت کی کہ ان کی حنیفیہ شریعت کے ستونوں کو بیت اللہ الحرام کی تعمیر اور مناسک حج کی ادائیگی سے قائم رکھیں تو اسمٰعیلؑ نے اپنی پوری زندگی اپنے باپ کی وصیت کا پاس ولحاظ رکھا یہاں تک کہ مکہ میں انتقال کر گئے اور اپنی مادر گرامی (ہاجرہ) اور اپنے بعض فرزندوں کے پاس حجر اسمٰعیلؑ میں سپرد لحد کئے گئے۔ [۱]

خدا نے اسحٰق کے فرزند یعقوب جو کہ اسرائیل سے مشہور تھے ان کی اولاد کے لئے بھی مخصوص احکام وضع کئے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی شریعت میں رائج ہوئے ہیں۔

حضرت عیسیٰ بن مریم کے بعد رسولوں کی فترت کا زمانہ شروع ہوجاتا ہے یعنی خداوند عالم نے اس مدت میں کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا رسول نہیں بھیجا۔ جز ان نبیوں کے جو بعض لوگوں کے لئے ہدایت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں عیسیٰ کی شریعت پر عمل کرنے کی دعوت دی۔ جیسے خالد بن سنان اور حنظلہ جن کا شمار اوصیاء شریعت عیسیٰ میں ہوتا ہے۔

رہا سوال ام القریٰ (مکہ) اور اس کے اطراف و جوانب کا تو حضرت اسمٰعیلؑ کے پوتوں میں کوئی نہ کوئی بزرگ یکے بعد دیگرے حضرت ابراہیمؑ کی حنیفیہ شریعت کے قیام اور حضرت کی سنتوں کو زندہ کرنے کے لئے اُٹھے کہ اب مختصر طور سے ہم ان کا تعارف کراتے ہیں:

۱۔ مضر کے فرزند الیاس

مضر کے فرزند الیاس حضرت اسمٰعیلؑ کے قبیلہ کے اُن افراد پر بہت ناراض ہوئے اور نکتہ چینی کی جنہوں نے اپنے آباء اجداد کی روش اور سنتوں کو بدل ڈالا تھا انہوں نے ان کی نئے سرے سے تجدید کی یہاں تک کہ تحریف سے قبل والی حالت کے مانند ان پر عمل ہونے لگا۔

---

[۱] ملاحظہ کیجئے: اسلام میں دو مکتب، ج۱، ص ۸۲ تا ۸۵ اور معالم المدرستین، طبع ۴، ج۱، ص ۶۰ تا ۶۴۔

Presented by Ziaraat.com

الیاس وہ پہلے آدمی ہیں جو اپنے ہمراہ قربانی کا اونٹ مکہ لے گئے، نیز وہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد پہلے آدمی ہیں جنہوں نے رکن کی بنیاد ڈالی۔

۲۔ الیاس کے پوتے خزیمہ بن مدرکہ

خزیمہ کہتے تھے: ایک ''احمد'' نامی پیغمبر کے خروج کا زمانہ قریب آچکا ہے۔ وہ لوگوں کو خدا، نیکی، احسان، اور مکارم الاخلاق (اخلاق کی بلندیوں) کی دعوت دے گا۔ تم سب اس کی پیروی کرنا اور اس کی کبھی تکذیب نہ کرنا کیونکہ وہ جو کچھ لائے گا حق ہوگا۔

۳۔ کعب بن لوی

کعب خزیمہ کے پوتوں میں سے ہیں وہ حج کے ایام میں خطبہ دیتے اور کہتے تھے: زمین و آسمان اور ستارے لغو اور بیہودہ خلق نہیں کئے گئے ہیں اور روز قیامت تمہارے سامنے ہے۔ وہ اس کے ذریعہ لوگوں کو پسندیدہ اخلاق اور بیت اللہ الحرام کی تعظیم و تکریم پر آمادہ کرتے تھے۔ اور انہیں آگاہ کرتے تھے کہ خاتم الانبیاء خدا کے گھر سے مبعوث ہوں گے اور اس بات کی موسیٰ اور عیسیٰ نے بھی اطلاع دی ہے اور شعر پڑھے تھے:

علیٰ غفلۃٍ یاتی النبی محمد   فیخبر اخبار اً صدوقاً خبیرھا

اچانک محمد پیغمبر آئیں گے اور وہ سچی خبریں دیں گے۔

اور کہتے تھے: اے کاش میں ان کی دعوت اور بعثت کو درک کرتا۔۔۔

۴۔ جناب قُصی

بعد اس کے کہ خزاعہ قبیلہ کے رئیس نے مکہ میں بت پرستی کو رواج دیا۔ حضرت اسمٰعیل کی نسل سے قُصی ان کے مقابلے کے لئے اُٹھے اور انہیں مکہ سے باہر نکال دیا انہوں نے بت پرستی سے منع کیا اور ابراہیمؑ کی سنت جو مہمانوں کو کھانا کھلانے سے متعلق تھی اس کی دوبارہ بنیاد ڈالی وہ حج کا موسم آنے سے پہلے ہی قریش قبیلہ کے درمیان اُٹھے اور ایک خطبہ کے ضمن میں فرمایا:

Presented by Ziaraat.com

اے جماعت قریش! تم لوگ خدا کے ہمسایہ (پڑوسی) اس کے حرم اور گھر والے ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور اس کے گھر کے زائر ہیں۔ اور احترام وتکریم کے سب سے زیادہ لائق اور سزاوار ترین مہمان ہیں لہٰذا حج کے ایام میں جب تک کہ تمہارے علاقے سے اپنے گھر واپس نہیں چلے جاتے اس وقت تک ان کے لئے غذا اور کھانے پینے کی چیزیں فراہم کرو، اگر میرا مال ان تمام امور کے لئے کافی ہوتا تو تن تنہا اور تمہاری شمولیت کے بغیر اس کام کے لئے اقدام کرتا لہٰذا تم میں سے ہر ایک اس کام کے لئے اپنے مال کا ایک حصہ مخصوص کرے۔

قریش نے حکم کی تعمیل کی اور کافی مقدار میں مال جمع ہو گیا، جب حاجیوں کے آنے کا زمانہ قریب ہوا، تو مکہ کے ہر راستے پر ایک اونٹ نحر کیا اور مکہ کے اندر بھی ایسا کیا اور ایک جگہ کا انتخاب کیا تا کہ وہاں روٹی اور گوشت رکھا جائے اور خوش ذائقہ اور میٹھا پانی اور دروغ (چھاچھ) حاجیوں کے لئے فراہم کیا، وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مزدلفہ میں آگ جلائی تا کہ رات کے وقت حجاج عرفات سے باہر آئیں تو اپنا راستہ پہچان سکیں، انہوں نے خانہ خدا کے لئے کلید بردار اور پردہ دار کا تقرر کیا اور اپنے بیٹے عبدالدار کے گھر کو دارالندوہ (مجلس مشاورت) کا نام دیا، اس طرح سے کہ قریش وہاں کے علاوہ کہیں فیصلہ نہ کریں انہوں نے اپنی موت کے وقت اپنے فرزندوں سے وصیت کی شراب سے پرہیز کریں۔

۵۔ جناب عبد مناف

قُصَی کے بعد، ان کے فرزند عبد مناف کہ جن کا نام مغیرہ تھا ان کے جانشین ہوئے اور قریش کو تقویٰ الٰہی، صلہ رحم اور پرہیزگاری کی تعلیم دی۔

۶۔ جناب ہاشم

عبد مناف کے بعد، ان کے فرزند جناب ہاشم ان کے جانشین ہوئے اور قُصَی کی سنت و روش کی پیروی میں حجاج کی مہمان نوازی کے لئے قریش کو آواز دی وہ اپنے خطبہ میں کہتے تھے:

Presented by Ziaraat.com

خدا کے مہمانوں اور اس کے گھر کے زائرین کا احترام کرو اس گھر کے رب کا واسطہ، اگر میرے پاس اتنا مال ہوتا جو ان کے اخراجات کے لئے کافی ہوتا تو تمہاری مدد سے بے نیاز ہوتا، میں اپنے پاک وحلال مال سے کہ جس میں قطع رحم نہیں ہوا، کوئی چیز ظلم وستم سے نہیں لی گئی اور جس میں حرام کا گذر نہیں ہے (حجاج کے اخراجات کے لئے) ایک مبلغ الگ کرتا ہوں اور جو بھی چاہتا ہے کہ ایسا کرے وہ ایک مبلغ جدا کر دے، تمہیں اس گھر کے حق کی قسم تم میں سے جو بھی بیت اللہ کے زائر کا احترام کرنے اور ان کی تقویت کے لئے کوئی مال پیش کرے وہ اُس مال سے ہو جو پاک اور حلال ہو، جسے ظلم کے ذریعہ اور قطع رحم کر کے نہ لیا گیا ہو اور نہ زور اور زبردستی سے حاصل کیا گیا ہو، قریش نے بھی اس سلسلے میں کافی احتیاط سے کام لیا اور اموال کو دار الندوہ میں رکھ دیا۔

جیسا کہ ہم ملاحظہ کرتے ہیں، جناب ہاشم کا کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں انبیاء جیسا ہے انہوں نے نہ تو شہرت حاصل کرنے کے لئے اور نہ ہی اس لئے ان امور میں ہاتھ لگایا کہ دوسرے لوگ ان کی اور ان کی قوم کی تعریف وتوصیف کریں؛ جیسا کہ اُس زمانے میں جاہل عرب کی روش تھی۔

ان کا قریش کے تجارتی قافلوں کے لئے پروگرام بنانا بھی خدا کی رضا وخوشنودی کے لئے تھا جبکہ وہ لوگ پہاڑوں اور بے آب وگیاہ سرزمینوں میں زندگی گذارتے تھے اور امرار معاش کے لئے دودھ کے علاوہ کچھ نہیں رکھتے تھے۔

جناب ہاشم اپنے امور میں دیگر انبیاء اور پیغمبروں کی طرح دور اندیش اور اپنی قوم کے دنیاوی معاش اور اخروی معاد کے بارے میں غور وخوص کرنے والے ایک معزز انسان تھے۔

۷۔ جناب عبد المطلبؑ بن ہاشم

وہ توحید کا اقرار کرنے والے اور دنیا وآخرت میں ہر کام کی جزا یا سزا ملنے پر ایمان و اعتقاد رکھتے تھے، وہ جاہلیت کے دور میں خدا شناس اور خدا پرست تھے انہوں نے زمزم کا کنواں

Presented by Ziaraat.com

کھودا۔

جناب عبدالمطلبؑ ایک مستجاب الدعوات شخص تھے، انہوں نے خدا سے بارش کی دعا کی تو خداوند عالم نے ان کے لئے بارش نازل کی انہوں نے خبر دی کہ خدا نے پیغمبرؐ کا آسمانی کتابوں میں نام احمد رکھا ہے اور رسولؐ کے آباء واجداد کے سلسلہ میں حضرت ابراہیمؑ کے دور سے خدا کی کوئی نہ کوئی حجت رہی ہے جس کی وجہ سے خدا نے برائیوں کو ان سے دور کیا ہے۔

جناب عبدالمطلبؑ نے چند سنتوں کی بنیاد رکھی جس کی اسلام نے تائید اور تثبیت کی ہے۔

تاریخ یعقوبی میں رسولؐ سے اختصار کے ساتھ ذکر ہوا ہے:

خداوند عالم قیامت کے دن ہمارے جد جناب عبدالمطلبؑ کو پیغمبروں کے جلوہ کے ساتھ امت واحدہ کی صورت میں مبعوث کرے گا۔[1]

اس سے پہلے ان کی سیرت میں دیکھ چکے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے فرزندوں اور اپنی قوم سے عہد و پیمان لیا کہ جب پیغمبرؐ مبعوث بہ رسالت ہوں تو وہ لوگ ان کی نصرت کریں۔ جیسا کہ دیگر انبیاء اپنی قوم کے ساتھ ایسا ہی عہد و پیمان لیتے تھے۔

رسول اکرمؐ کے باپ جناب عبداللہ اور چچا جناب ابوطالبؑ

۱۔ جناب عبداللہ خاتم الانبیاءؐ کے والد

جناب عبداللہ اور جناب ابوطالبؑ کی ماں فاطمہ، عمرو بن عائذ بن عمران مخزومی کی بیٹی ہیں۔[2]

---

[1] تاریخ یعقوبی۔ ج ۲، ص ۱۲ تا ۱۴؛ بحار الانوار جلد ۱۵، ص ۱۵۷ کافی کی نقل کے مطابق، ج ۱، ص ۴۴۵، ۴۴۷، حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ: آپ نے فرمایا: جناب عبدالمطلب امت واحدہ کی صورت میں محشور ہوں گے اس حال میں کہ پیغمبروں کی جھلک اور بادشاہوں کی صورت کے حامل ہوں گے۔

[2] سیرۂ ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۲۰

Presented by Ziaraat.com

جناب عبداللہ اپنے باپ جناب عبد المطلبؑ کی سب سے چھوٹی اولاد ہیں۔

جیسا کہ اخبار سیرت سے اندازہ ہوتا ہے نوفل کی بیٹی رقیہ نے اپنے بھائی "ورقہ بن نوفل" سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر سنی تھی لہٰذا اس نے خود کو جناب عبداللہ کے لئے رسول اکرمؐ کی ماں آمنہ سے ازدواج سے پہلے پیش کیا ھا، لیکن جناب عبداللہ نے اس پر توجہ نہیں دی، اُس سے شادی نہیں کی اور اس کی مراد پوری نہیں کی۔

رقیہ بھی جناب عبداللہ کے آمنہ سے شادی کرنے کے بعد آپ سے معترض نہ ہوئی؛ ایک مرتبہ جناب عبداللہ نے اس سے کہا تھا کہ جس چیز کی مجھ سے کل خواہش کر رہی تھی (مجھ سے شادی کرنے کی) آج کیوں نہیں چاہتی ہو؟ رقیہ نے جناب عبداللہ کے جواب میں کہا تھا! جو نور کل تمہارے ہمراہ تھا وہ تم سے جدا ہو گیا ہے۔

اور ایک دوسرے روایت میں مذکورہ بالا داستان کی طرح کا واقعہ کسی دوسری عورت کے بارے میں آیا ہے کہ اُس نے کہا:

جناب عبداللہ جب کہ ان کی پیشانی سے ایک سفید نور ضوفشاں تھا، جیسے گھوڑے کی پیشانی پر سفیدی چمکتی ہے، اس عورت کے سامنے سے گزرے تھے۔[۱]

رسول اکرمؐ کے والد جناب عبداللہ کے اخبار کے بارے میں اتنے ہی پر اکتفاء کرتے ہیں، انشاء اللہ حضرت ابو طالب پیغمبر کے چچا کی شخصیت کے متعلق بیان کر رہے ہیں۔

۲۔ اسلام کے ناصر اور پیغمبرؐ کے سرپرست، جناب ابو طالبؑ

ا۔ ابو طالبؑ:

مروج الذہب میں مذکور ہے:

"جناب ابو طالب" کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ

---

[۱] سیرۂ ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۴۹، ۱۷۰

Presented by Ziaraat.com

ان کا نام ''عبد مناف'' ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہی کنیت ان کا نام ہے، اس دلیل سے کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے پیغمبر کے املاء کرانے پر جب خیبر کے یہودیوں کے لئے خط لکھا، تو خط کے آخر میں اپنے نام اور جناب ابوطالبؑ کے نام کے درمیان ابن سے ''الف'' کو حذف کر دیا اور اس طرح لکھا: ''کتب علی بن ابی طالب'' لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب اسم ہے نہ کہ کنیت۔ [۱]

جناب عبدالمطلبؑ نے پیغمبر کے متعلق وصیت میں جناب ابوطالبؑ سے ایک شعر کے ضمن میں اس طرح بیان کیا ہے:

اوصیتُ من کنیتهُ لطالب   بابن الّذی قد غاب لیس آئب

میں نے اس شخص کو جس کی کنیت میں ''طالب'' رکھی ہے، اس شخص (عبداللہ) کے فرزند کے بارے میں جو جا کے واپس نہیں آئے گا، اُس سے وصیت کی ہے۔

۲۔ جناب ابوطالبؑ کی سیرت اور روش

تاریخ یعقوبی میں اختصار کے ساتھ ذکر ہوا ہے:

جناب عبدالمطلبؑ نے اپنی وصیت میں مکّہ کی حکومت اور کعبہ کے امور اپنے فرزند ''زبیر'' کے حوالے کئے اور رسولؐ کی سرپرستی اور زمزم کی سقائی ''جناب ابوطالب'' کے ذمّہ کی۔

جناب عبدالمطلبؑ کا جب انتقال ہوا تو پیغمبر اکرمؐ اس وقت آٹھ سال کے تھے۔ [۲]

سیرۂ حلبیہ میں مذکور ہے:

''سقایت'' اس طرح سے تھی کہ چمڑے کے حوض دیوار کعبہ کے پاس رکھ دیے جاتے

---

[۱] عربی املا کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ ''ابن'' کا الف جب بیٹے کا نام اور باپ کے نام کے درمیان واقع ہو تو گر جاتا ہے جیسے ''الحسن بن علی'' یہاں پر بھی ابن اور علی کا الف ابی طالب کے درمیان حذف ہو گیا ہے اور ذکر ہوا ہے ''علی بن ابی طالب'' یہ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ابوطالب اسم ہے نہ کہ کنیت۔

[۲] تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۳

Presented by Ziaraat.com

تھے اور زمزم کی کھدائی سے پہلے خوش ذائقہ اور میٹھا پانی دیگر کنوؤں سے، مشکوں اور ظروف میں بھر کر اونٹ کی پشت پر لاد کر لاتے تھے اور ان کے حوض میں ڈال دیتے تھے اور بسا اوقات ایام حج میں حاجیوں کے پینے کے لئے اس میں انگور کا رس اور کھجور ڈال دیتے تھے حاجیوں کے واپسی تک یہی صورت حال رہتی تھی۔ یہ پانی کا پہنچانا اور حاجیوں کی مہمان نوازی ''عبد مناف'' کے بعد ان کے فرزند'' جناب ہاشم'' اور ان کے بعد ان کے فرزند'' جناب عبد المطلب'' اور ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند جناب ابوطالبؑ تک پہنچی اور انہوں نے ان تمام امور کی انجام دہی کے لئے ہمت کی یہاں تک کہ فقیر و ناداری نے جناب ابوطالب کا پیچھا کیا لہٰذا اپنے بھائی جناب عباس سے آئندہ سال موسم حج تک کیلئے دس ہزار درہم قرض لیا اور سارا پیسہ حاجیوں تک آب رسانی میں اُسی سال خرچ کر دیا۔

جب دوسرا سال آیا تو، جناب ابوطالبؑ کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے'' جناب عباس'' کا قرض ادا کرتے تو اپنے بھائی سے کہا: ۱۴ ہزار درہم ہمیں مزید دے دو تا کہ آئندہ سال سب ایک ساتھ دے دوں جناب عباس نے کہا میں قرض دوں گا مگر اس شرط کے ساتھ کہ اگر اس قرض کو بھی ادا نہ کر سکے تو تم حجاج کی سقایت سے کنارہ کشی اختیار کر لو گے اور اُسے میرے حوالے کر دو گے۔ جناب ابوطالب نے قبول کر لیا یہاں تک کہ اس کے بعد تیسرا سال بھی آ پہنچا اور اس دفعہ بھی جناب ابوطالب کے پاس کچھ نہیں تھا کہ اپنے بھائی جناب عباس کا قرض ادا کرتے۔

اس وجہ سے سقائی کا فریضہ'' جناب عباس'' کے حوالے کر دیا۔ جناب عباس کے بعد سقایت ان کے فرزند جناب عبد اللہ تک پہنچی اسی طرح جناب عباس بن جناب عبد المطلب کے فرزندوں میں دست بہ دست منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ'' سفاح'' عباسی کا دور آ گیا لیکن اس کے بعد بنی عباس نے اس فریضہ کو چھوڑ دیا۔ [1]

---

[1] سیرۂ حلبیہ، ج ا، ص ۱۴؛ سیرۂ نبویہ، ج ا، ص ۱۶؛ اور انساب الاشراف، ج ا، ص ۵۷

Presented by Ziaraat.com

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: ہمارے والد نے فقر و ناداری کی حالت میں سروری اور سرداری کی ہے اور ان سے پہلے کوئی فقیر و نادار سیادت اور قیادت کو نہیں پہونچا ہے۔ [۱]

۳۔ جناب ابو طالبؑ کا عقیدہ اور ایمان

مروج الذھب میں مذکور ہے کہ:

جناب ابو طالب تمام گزشتہ اور اپنے ہم عصر لوگوں میں سب سے زیادہ خالق عالم کا اقرار کرتے تھے اور اپنے اس عقیدہ پر ثابت قدم تھے اور خالق ہستی کے وجود پر دلیل و برہان پیش کرتے تھے۔ [۲]

انشاء اللہ آئندہ بحثوں میں اس سے متعلق زیادہ گفتگو کریں گے۔۔۔ جو کچھ ہم نے یہاں تک ذکر کیا ہے وہ جناب ابو طالب کی خاص سیرت تھی اور ہم انشاء اللہ جب جناب ابو طالب کے عصر میں رسولؐ کی سیرت سے متعلق اخبار کی چھان بین کریں گے تو اسی کے ساتھ ساتھ رسولؐ کی حفاظت اور ان کا دفاع اور اسلامی عقائد کا تحفظ کرنے میں ان کی روش کی تحقیق کریں گے۔

نتیجہ گیری

جزیرۃ العرب میں حضرت اسمٰعیل، حضرت ابراہیم کی حنفیہ شریعت پر وصی، نبی اور رسول تھے، ان کے اور حضرت عیسیٰ کے بعد فترت کے زمانے میں بہت سے مبشرین اور منذرین مبعوث ہوئے تھے، ان میں سے بعض انبیاء و اصیاء حضرت عیسیٰ کی شریعت کے اپنے قوم کے درمیان مبلغ تھے، جیسے حنظلہ، خالد اور وہ راہب جن کی حضرت سلمان نے شاگردی اختیار کی تھی۔

ام القریٰ (مکہ) میں بھی پیغمبرؐ کے اجداد کو یکے بعد دیگرے ہم دیکھتے ہیں کہ خانہ

۱۔ تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۴، طبع بیروت

۲۔ مروج الذھب، مسعودی، ج ۲، ص ۱۰۹

Presented by Ziaraat.com

کعبہ کی تعمیر میں مراسم حج کے برقرار کرنے کے لئے اہتمام کرنا، مہمان نوازی اور کھانا کھلانا، بیت اللہ کے زائروں کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرنا اور خدا کے مہمانوں تک پانی پہونچانا، مراسم حج کے آخر تک انہوں نے تمام امور میں حضرت ابراہیم کی سنت کی اقتداء کی ہے۔ موسم حج میں خانہ خدا کے زائروں کی مہمان نوازی میں اہتمام کرنا نہ فخر و مباہات اور اپنی شخصیت کے لئے تھا اور نہ اپنے قوم و قبیلہ کی شان بڑھانے کے لئے بلکہ اس کے سائے میں وہ خدا کی خوشنودی کے خواہاں تھے یہی وجہ تھی کہ اُس ضیافت اور مہمان نوازی پر خرچ ہونے والے اموال کے لئے شرط لگا دی تھی کہ مال حرام سے نہ ہو۔ یہ اُس حال میں ہے کہ خداوند عالم نے مشرکین کے بارے میں اس طرح خبر دی ہے:

(وَالَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلاَ يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ) [۱]

وہ لوگ (مشرکین) اپنے اموال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور خداوند عالم اور روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔

ان بزرگوں نے لوگوں کو قیامت اور اس کے نتیجہ اعمال سے ڈرایا؛ جبکہ خداوند عالم عصر جاہلیت کے مشرکین اور ان کی گفتگو کے بارے میں اس طرح خبر دیتا ہے:

(وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ) [۲]

(مشرکین نے) کہا: ہماری اس دنیاوی زندگی کے علاوہ کوئی حیات نہیں ہے، اسی میں مرتے ہیں اور اسی میں جیتے ہیں اور ہمیں تو صرف زمانہ ہلاک کرتا ہے۔

وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿۲۹﴾ [۳]

اور (مشرکین نے) ہماری دنیاوی زندگی کے علاوہ کوئی چیز وجود نہیں رکھتی اور نہ ہی ہم

[۱] سورۂ نساء، آیت: ۳۸

[۲] سورۂ جاثیہ، آیت: ۲۴

[۳] سورۂ انعام، آیت: ۲۹

Presented by Ziaraat.com

محشور کئے جائیں گے۔

....وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ [1]

---اور اگر تم کہو کہ مرنے کے بعد زندہ کئے جاؤ گے، تو کفار کہیں گے: یہ صرف کھلا ہوا جادو ہے۔

انہیں آیات کے مانند سورۂ کی ۴۹ ویں اور ۹۸ ویں آیات اور سورۂ مومنون کی ۳۷ ویں اور ۸۲ ویں آیات اور سورۂ صافات کی ۱۶ ویں اور سورۂ واقعہ کی ۴۷ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔

اور سورۂ یٰس کی ۷۸ ویں ۷۹ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۝

ہمارے لئے اس نے ایک مثال دی اور اپنی خلقت کو بھول بیٹھا اور کہا: ان ہڈیوں کو جو بوسیدہ ہو چکی ہیں کون زندہ کرے گا؟! کہو: وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں خلق کیا تھا اور وہ ہر نوع خلقت کے بارے میں آگاہ ہے۔

خداوند سبحان نے سورۂ واقعہ کی ۴۶ تا ۴۸ ویں آیات میں ان جاہلوں کے جو اوصاف بتائے ہیں وہ اس طرح ہیں:

وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۥ اَىِٕذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝

اور وہ لوگ بڑے گناہوں پر اصرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں: کہ جب ہم مر کر خاک

---

[1] سورۂ ہود، آیت: ۷

Presented by Ziaraat.com

اور ہڈی ہوجائیں گے، تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟! آیا ہمارے گزشتہ آباء واجداد بھی دوبارہ (زندہ ہوجائیں گے)؟!

منجملہ ان امور کے کہ جن کو اجداد پیغمبر (یکے بعد دیگرے) انجام دیتے تھے، وان کے معاشرے اور سماج میں رائج رسم ورواج کی مخالفت تھی جیسے شراب وزنا کی حرمت پوری تاریخ میں وہ بھی ایسے سماج میں جس میں شراب نوشی اور زنا کاری کا ارتکاب ان کے درمیان مختلف صورتوں اور شکلوں میں رائج تھا۔

اس طرح سے کہ مکہ اور طائف میں اس حرام کاری کے لئے مخصوص گھر ہوتے تھے کہ ان کی بلندیوں پر مخصوص نشانات اور خاص قسم کے جھنڈے لگے ہوتے تھے جو اسی بات کی عکاسی کرتے تھے۔

اسی طرح لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے نہی کرتے تھے، وہ بھی ایسے زمانے میں کہ خداوند سبحان سورۂ نحل کی ۵۸ ویں اور ۵۹ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۵۹﴾

اور ان میں سے جب کسی کو لڑکی کی ولادت کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے اور غصہ سے بھر جاتا ہے اور جو کچھ اُسے مژدہ دیا گیا اس کی قباحت اور برائی کی وجہ سے وہ لوگوں سے پوشیدہ ہوجاتا تھا (اور فکر کرتا تھا) کہ آیا اس ذلت وخواری کے ساتھ محفوظ رکھے یا زمین میں اسے چھپادے۔

ہاں، ان لوگوں (اجداد پیغمبر) نے اس کے علاوہ کہ ناپسندیدہ امور کو ترک کرتے، دوسروں کو بھی ان کے کرنے سے منع کرتے تھے، اپنی قوم کے درمیان رائج رسم ورواج کی جنہیں قرآن کریم کی مکی سوروں میں انہیں برے عنوان سے یاد کیا گیا ہے، مخالفت کرتے تھے۔

Presented by Ziaraat.com

اسی طرح مکارم اخلاق پر بہت توجہ دیتے تھے جو کہ ان سے مخصوص تھے اور لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتے کہ خدا کے مہمانوں اور حاجیوں کو کھانا کھلانے کے لئے حلال طریقے سے کمائی ہوئی رقم سے انفاق کریں، وہ بھی ایک ایسے معاشرہ میں جہاں ربا اور قمار بازی (جوا) کے ذریعہ کمائی ہوتی ہو اور چوری، ڈکیتی اور لوگوں کے اموال کی لوٹ کھسوٹ جس طریقے سے بھی ممکن ہوا اور جس شخص سے بھی ممکن ہو لوٹ لیتے تھے۔

اعتقادی اعتبار سے بھی، تاریخ نے یہ پتہ نہیں دیا کہ پیغمبر کے اجداد میں سے کسی ایک فرد نے بھی بت پرستی کی ہو، یا بت کے لئے قربانی کی ہو، یا کسی بت سے مدد مانگی ہو، کسی بت سے طلب باراں کی ہو یا بت کے نام پر حج کا لبیک کہا ہو، یا کسی بت کے نام سے قسم کھائی ہو۔

اور وہ بھی ایسے حالات میں کہ جب مکہ اور اس کے اردگرد اور اطراف کے علاقوں میں لوگوں کے عقائد اور ان کے یقین کی بنیاد بتوں پر استوار تھی اور ان کی گفتگو اور ان کا کلام انہیں کے محور سے پُر ہوتا تھا۔

اور ان کا لوگوں کو قیامت کے دن اعمال کی سزا سے خوف دلانا، وہ بھی ایسے معاشرہ میں جہاں اخروی زندگی کے معتقد افراد کی عقل وخرد کا مذاق اڑایا جاتا تھا اور ان کی توہین کرتے تھے، یہ ایک قابل غور مسئلہ ہے۔

اور عقل سلیم اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ تمام مذکورہ امور ان تمام صدیوں اور زمانوں میں اتفاقی تھے، وہ بھی حضرت اسمٰعیل کے فرزندوں کے زمانے سے حضرت عبد المطلب کے زمانے تک یعنی پانچ سو سال سے زیادہ کی مدت میں ایسا اتفاق ہوا ہو یعنی اجداد پیغمبران تمام صدیوں میں اتفاقی طور پر ان صفات کے حامل ہو گئے تھے، اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ ان کا نسب اخلاقی پستیوں کی آلودگی سے پاک تھا اور یہ طہارت اُس وقت تھی جب مکہ اور طائف میں زنا اور دوسری اخلاقی برائیاں عام تھیں۔

جہاں تک اس حقیر نے سیرت اور انساب سے متعلقہ کتابوں کا مطالعہ کیا ہے کوئی مشہور

Presented by Ziaraat.com

اور شناختہ شدہ گھرانہ نہیں ملا جس کا نسب اخلاقی گراوٹ اور اس جیسی آلودگی سے پاک ہو اور یہ کہنا کہ یہ سب اتفاقی اور حادثاتی طور پر تھا تو یہ غیر معقول بات ہے۔

ان تمام باتوں کے علاوہ یہ بات بھی اہم ہے کہ پیغمبرؐ کے اجداد اپنی قوم کو خاتم الانبیاء کی بعثت کے بارے میں مکہ میں مژدہ دیتے تھے اور بتاتے تھے کہ آنحضرت کا آسمانی کتابوں میں محمد اور احمد نام ہے۔

وہ اپنی قوم سے مطالبہ بھی کیا کرتے تھے کہ آنحضرت مبعوث ہو جائیں تو ان کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی نصرت کریں۔

اجداد پیغمبر کا یہ کارنامہ خداوند عالم کی اس بات کا مصداق ہے کہ وہ سورۂ آل عمران آیت ۸۱ میں فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

اور جب خداوند عالم نے پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا کہ جب بھی ہم تمہیں کوئی کتاب یا حکمت دیں، پھر تمہاری طرف جب وہ پیغمبر آئے جو تمہارے دین کی تصدیق کرتا ہو، تو قطعی طور سے اس پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت کرو (اُس وقت خدا نے پیغمبروں سے) کہا: آیا تم نے اقرار کیا اور اُس کا عہد و پیمان کیا؟ سب نے کہا: ہم نے اقرار کیا فرمایا: پھر گواہ رہنا میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اور یہ رسول وہی محمد بن جناب عبداللہ ہیں۔

وہ تمام باتیں جو ہم نے اجداد پیغمبر کے عقائد کے بارے میں بیان کی ہیں سب سے زیادہ جناب عبدالمطلبؑ سے صادر ہوئی ہیں جیسے ان کا پیغمبرؐ کی ولادت کے موقع پر یہ شعر کہنا۔

انت الذی سُمیت فی الفرقان   فی کتب ثابتة المبان
احمد مکتوب علی اللسان

Presented by Ziaraat.com

''تم وہی ہو کہ فرقان اور غیر تحریف شدہ اور استوار کتابوں میں تحریر اور زبان پر جس کا ''احمد'' نام ہے۔''

اور ان کا یہ شعر کہنا کہ جب حلیمہ نے انہیں گم کر دیا تھا:

انت الذی سمیتهُ محمداً۔۔۔۔۔

''خدایا!'' یہ تو ہے کہ اس کا نام ''محمد'' رکھا ہے۔

اور ان اشعار میں جو ابرہہ اور اس کے لشکر کی ہلاکت کے بعد پڑھے ہیں تصریح کرتے ہیں کہ خود وہ اور ان کے آباء و اجداد خدا کی حجتیں ہیں:

نحن آل الله فی ماقد مضی　　　لم یزل ذاك علی عهد ابرهم

(ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔

لم تزل لله فینا حجة　　　یدفع الله بها عنا النقم

(ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔

یہ کوئی اتفاق نہیں ہے کہ اسلام نے جناب عبدالمطلبؑ کی بعض سنتوں کی تائید کی ہے، کیونکہ وہ حضرت ابراہیم کے دین حنیف پر تھے اور جو کچھ انہوں نے سنت چھوڑی ہے وہ ان کی شریعت کی پیروی کی بنیاد پر تھی۔

اسی وجہ سے جناب عبدالمطلبؑ کی سنتیں اسلام میں داخل ہو جائیں اور خدا نے فرمایا:

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ [1]

پھر ہم نے تم پر وحی کی کہ (خدا پرستی اور توحید اور معارف الٰہی کے نشر کرنے کے بارے میں) ابراہیم کے پاکیزہ آئین کی پیروی کرو۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۣفَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ [2]

[1] سورہ نحل، آیت، ۱۲۳

[2] سورۂ آل عمران، آیت ۹۵

Presented by Ziaraat.com

(اے پیغمبر) کہو کہ خدا کا قول سچا ہے (نہ تمہارا دعویٰ) تمہیں ابراہیم کے پاک و پاکیزہ آئین کی پیروی کرنا چاہیے کیونکہ صاف ستھرا اور پاک و پاکیزہ ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ [1]

(دنیا میں) اس دین سے کون سا دین بہتر ہے جس نے لوگوں کو خدا کے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم کر دیا ہے اور نیک کردار ہونے کے علاوہ حق کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں اور ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرتے ہیں۔۔۔؟

اس لحاظ سے پیغمبر کے تمام اجداد ابراہیم کی حنفیہ شریعت کے پابند تھے اور بے شک خداوند عالم کی گفتگو انتہائی صداقت کی حامل ہے جیسا کہ سورۂ شعراٗ کی ۲۱۹ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ)

خداوند متعال تمہارے سجدہ گذاروں کے درمیان کروٹیں بدلنے (تمہارے اصلاب شامخہ سے ارحام مطہرہ میں منتقل ہونے) کے بارے میں آگاہ ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا: پیغمبر اکرم کا نور مسلسل پیغمبروں کے صلبوں میں ایک پشت سے دوسری پشت تک منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ ان کی ماں نے انہیں جنم دیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس کی تفسیر سے متعلق فرمایا:

آنحضرتؐ کے نور کا انبیاء کی پشت سے منتقل ہونا ایک نبی سے دوسرے نبی تک مکمل واضح اور معلوم ہے۔ یہاں تک کہ خدا نے انہیں ان کے باپ کی صلب سے پیدا کیا اور یہ کام

[1] سورۂ نساء، آیت ۱۲۵ اور انعام ۱۶۱

Presented by Ziaraat.com

حضرت آدم کے زمانے سے ہی نکاح کے ذریعہ سے تھا نہ کہ غیر شرعی اور ناجائز راستوں سے۔

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ نے انبیاء کی توصیف میں نہج البلاغہ کے ۹۲ویں خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے:

''خداوند عالم نے انہیں بہترین جائے امن میں بطور امانت رکھا اور سب سے اچھی جگہ پر انہیں قرار دیا اور انہیں نیک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کیا اور جب بھی ان میں سے کوئی مرجاتا تھا تو دوسرا دین کی تبلیغ کے لئے قیام کرتا تھا، یہاں تک کہ خدا کے قیمتی دین کی تبلیغ خداوند سبحان نے محمدؐ کے حوالے کی، پھر خدا نے انہیں سب سے زیادہ قابل قدر اور قیمتی معدنوں، سب سے بہتر صلبوں اور گراں قدر درختوں سے وجود بخشا وہی شجرۂ طیبہ کہ جس سے دیگر پیغمبروں کو اُس نے پیدا کیا ہے۔ اور امانت داروں اوصیاء کو اسی سے انتخاب کیا ہے ان کی عترت بہترین عترت اور ان کا خاندان بہترین خاندان ہے اور ان کا شجرہ سب سے اچھا شجرہ ہے جو حرم ہی میں اگا ہے اور کرامت و بزرگی کے سائے میں بلند ہوا ہے۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: ''جب بھی ان میں سے کوئی مرجاتا تھا تو ان میں سے کوئی دوسرا دین کی تبلیغ کے لئے قیام کرتا تھا، یہ ارشاد اس بات کی دلیل ہے کہ دین خدا کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کے لئے یکے بعد دیگرے قیام کرنے والے (انبیاء واوصیاء) آتے رہے اور حضرت آدمؑ کے زمانے سے حضرت خاتمؐ تک ان کا سلسلہ جاری رہا وہ بھی اس طرح سے کہ کبھی دنیا ان کے وجود سے خالی نہیں رہی۔

حضرت علیؑ نے دوسری جگہ فرمایا ہے:

''دین خدا کو قائم کرنے والی حجت سے زمین کبھی خالی نہیں رہے گی؛ خواہ ہویدا اور آشکار ہو یا خائف اور پوشیدہ'' تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی حجتیں اور دلیلیں تباہ برباد ہو جائیں، وہ لوگ کتنے آدمی ہیں؟ اور کہاں ہیں؟ خدا کی قسم وہ لوگ گنتی کے لحاظ سے بہت تھوڑے ہیں اور خدا کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت ہی عظیم اور باعظمت ہیں۔

Presented by Ziaraat.com

خداوند سبحان اپنی آیات و بینات کی ان کے ذریعہ حفاظت ونگہداری کرتا ہے جب تک کہ اُن کو اپنے ہی جیسوں کے حوالے نہ کردیں اوران کا تخم (بیج) اپنے ہی جیسے افراد کے دلوں میں نہ بودیں''۔ [1]

جی ہاں، خدا کی ربوبیت کا اقتضا یہی ہے کہ ہر عصر اور ہر زمانے میں انسانوں کے لئے امام و پیشوا قرار دے تاکہ اس کی طرف رجوع کرکے دین خدا کے معالم کو حاصل کریں۔ یہ امر اس طرح ہونا چاہیے کہ اگر وہ لوگ جستجو اور کوشش کریں تو دینی مسائل سے آگاہ ہوجائیں، جیسا کہ وہ اپنی روزی اور رزق کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور حاصل کرتے ہیں جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے:

(وَالّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنا)

جولوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں تو ہم ضرورانہیں اپنی راہوں کی ہدایت کرتے ہیں۔ جس طرح سلمان فارسی محمدی نے راہ حق کے حصول کے لئے اصفہان کے ''جی'' نامی علاقہ سے بارہ قدم نکالا اور ہجرت اختیار کرلی اور شام، موصل اور عراق کے راہبوں کے دیر تک پہنچے۔

ہم اس بحث میں اس بات کی کوشش کریں گے کہ پیغمبرؐ کے اجداد کی سیرت کے کچھ نمونے جنھوں نے ابراہیمؑ کی حنفیہ شریعت کی تبلیغ کی ہے، بیان کریں۔

جبکہ لوگوں کا اس سلسلہ میں غلط نظریہ ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے فترت کے زمانے کے لوگوں کو اسی طرح مہمل اور بےکار چھوڑ دیا تھا اوران کے لئے امام اور پیشوا معین نہیں کیا تھا تاکہ دین کے معالم اوراُس کی دستورات اُن سے یاد کریں۔

معاذ اللہ۔ کیا حرج ہے کہ جناب عبدالمطلبؑ بھی منجملہ انبیاء میں سے ایک ہوں کہ قرآن میں نام نہیں ذکر ہے؟ جبکہ پیغمبر اکرمؐ کی حدیث میں ابوذر سے منقول ہے کہ انبیاء کی تعداد

---

[1] نہج البلاغہ، باب احادیث، حدیث، ۱۴۷

Presented by Ziaraat.com

ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور مرسلین کی تعداد ۳۱۵ ہے کہ اس تعداد میں صرف ۲۵ نبی اور رسول کا نام قرآن میں ذکر ہوا ہے۔ [۱]

لیکن یہ کہ پیغمبر کے اجداد موحد (خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے) تھے تو یہ ایک ایسا مطلب ہے جو مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل احادیث سے بھی معلوم ہو جائے گا:

ابن عباس نے کہا: پیغمبر اکرمؐ سے میں نے سوال کیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جب حضرت آدمؑ جنت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟ اس سوال کو سنکر حضرت مسکرائے یہاں تک کہ داڑھ کے دانت نمایاں ہو گئے۔

پھر اس وقت فرمایا: میں ان کے صلب میں تھا اور جب وہ زمین پر آئے تب بھی میں ان کے صلب میں تھا، اپنے باپ نوحؑ کی صلب میں کشتی میں سوار ہوا اور ابراہیمؑ کی صلب میں آگ میں ڈالا گیا، ہمارے ماں باپ ایک دوسرے کے ساتھ خلاف شرع (شرعی نکاح کے بغیر) نہیں رہے اور خداوند عالم مجھے ہمیشہ پاکیزہ اصلاب سے پاکیزہ رحموں میں منتقل کرتا رہا۔ کسی نسل میں جدائی اور فرقت پیش نہیں آئی مگر یہ کہ میں ان میں سے سب سے بہتر نسل میں تھا۔

خداوند عالم نے مجھ سے نبوت کا عہد لیا اور مجھے اسلام کی ہدایت کی اور میرا ذکر آشکارا طور پر توریت اور انجیل میں کیا اور میری صفتوں کو شرق و غرب عالم میں ظاہر کیا، اپنی کتاب کی مجھے تعلیم دی اور مجھے آسمان کی بلندیوں پر لے گیا اور ان کے اسماء سے مجھے بہرہ مند کیا: عرش کا خدا محمود ہے اور میں محمد ہوں، مجھے خوشخبری دی کہ مجھے حوض بخش دیا اور کوثر دیا، میں وہ پہلا شفاعت کرنے والا انسان ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی پھر اس وقت مجھ کو بہترین مقام اور منصب کے لئے مبعوث کیا۔

اور میری امت وہ خدا کی حمد کرنے والی امت ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

---

[۱] بحار الانوار: ج ۱۱، ص ۳۲ اور مسند احمد: ج ۵، ص ۲۶۵، ۲۶۶

Presented by Ziaraat.com

کرتی ہے۔ [۱]

سورۂ زخرف کی ۲۶ تا ۲۸ ویں آیات کی تفسیر میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ وَقَوۡمِهٖۤ اِنَّنِىۡ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُوۡنَ ۝۲۶ اِلَّا الَّذِىۡ فَطَرَنِىۡ فَاِنَّهٗ سَيَهۡدِيۡنِ ۝۲۷ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىۡ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ۝۲۸

(اے ہمارے رسول!) اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ (یعنی اپنے چچا) اور قوم سے کہا: اے بت پرستو! میں تمہارے معبودوں سے سخت بیزار ہوں اور جز اس خدا کے جس نے مجھے خلق کیا ہے اور میری ہدایت کرے گا کسی کی نہیں عبادت کرتا اور اس خدا پرستی (اور توحید) کو میری تمام ذریت میں کلمۂ باقیہ کے عنوان سے قرار دیا ہے تا کہ اس کی ذرّیت کے افراد (خداوند واحد کی طرف) رجوع کریں۔

ابن عباس نے اس طرح کہا ہے: یعنی ہمیشہ ان (ابراہیم) کی ذریت میں ایسے لوگ ضرور رہے ہیں جو کلمہ لا الہ اِلّا اللہ کا نعرہ لگاتے رہے ہیں۔ [۲]

ابن عباس نے کہا ہے کہ: لفظ "فی عقبہ" "ان کے جانشینوں" کے معنی میں ہے۔ [۳]

اور دوسری روایت کی بناء پر "ان کے فرزندوں" کے معنی میں ہے۔ [۴]

تفسیر قرطبی میں اختصار کے ساتھ اس طرح آیا ہے: یعنی خداوند سبحان نے اس گفتار و کلام کو ان کی نسل میں ان کے فرزند اور فرزندوں کے فرزند میں باقی رکھا ہے۔ یا یہ کہ ان کی نسل نے غیر اللہ کی عبادت سے دوری کو اُن سے بعنوان میراث پایا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کو اس امر کی وصیت کی ہے اور لفظ "عقب" اس شخص کے معنی میں ہے جو اس کے بعد آتا ہے۔

---

[۱] تفسیر سیوط: ج۵، ص۹۹

[۲] تفسیر ابن کثیر: ج۴، ص۱۲۶

[۳] تفسیر قرطبی، ج۱۶، ص۷۷

[۴] تفسیر سیوطی: ج۶، ص۱۶

Presented by Ziaraat.com

صحیح ترمذی اور مسند احمد میں واثلہ صحابی تک ان کی سند کے ساتھ ذکر ہوا ہے:

خداوند عالم نے اسمٰعیل کی اولاد میں کنانہ کو اور کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجھے انتخاب کیا اور چنا ہے۔ [۱]

سنن ترمذی میں اپنی سند کے ساتھ رسولؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

خداوند رحمن نے ابراہیم کی اولاد میں اسمٰعیل کو اور اسمٰعیل کی اولاد میں کنانہ کو اور کنانہ کی اولاد میں قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم (ہاشم کی اولاد) کو اور بنی ہاشم سے مجھے چنا ہے۔

پھر ترمذی لکھتے ہیں: یہ صحیح اچھی حدیث ہے۔ [۲]

واضح ہے لفظ قریش سے مراد مختصر طور پر پیغمبر اکرمؐ کے آباء و اجداد ہی ہیں جو کچھ گذر چکا رسولؐ کے آباء و اجداد کی فترت کے زمانے میں بعض خبریں تھیں۔

مسعودی اپنی کتاب مروج الذھب میں لکھتا ہے:

لوگ ''جناب عبد المطلبؑ'' کے بارے میں اختلاف نظر رکھتے ہیں۔ اُن میں سے بعض انہیں مومن اور موحد (یکتا پرست) خیال کرتے ہیں اور اس بات کے معتقد ہیں کہ نہ انہوں نے اور نہ ہی پیغمبر اکرمؐ کے کسی آباء و اجداد نے خدا کا کسی کو شریک قرار دیا ہے۔

اور جناب عبد المطلب نسل در نسل پاک و پاکیزہ اصلاب سے پیدا ہوئے ہیں اور خود ہی اعلان کیا ہے کہ ان کی پیدائش صحیح ازدواجی رابطہ سے ہوئی ہے نہ کہ شرع کے خلاف طریقہ سے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو جناب عبد المطلبؑ اور پیغمبرؐ کے دیگر اجداد کو مشرک جانتے ہیں، جز ان لوگوں کے جن کے ایمان کی صحت اور درستگی کی تائید ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو امامیہ، معتزلہ، خوارج، مرجبہ اور دیگر فرقوں کے درمیان اختلاف کا باعث ہے اور یہ کتاب اس طرح کے مطالب کے ردّ یا اثبات کی گنجائش نہیں رکھتی کہ ہر ایک فرقہ کے دلائل کو اس میں پیش

---

[۱] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث شمارہ ۱؛ مسند احمد، ج ۴، ص ۱۰۷

[۲] مسند احمد، ج ۴، ص ۱۰۷؛ صحیح ترمذی، ج ۱۳، ص ۹۴، ابواب المناقب، باب اوّل، حدیث اوّل

Presented by Ziaraat.com

کریں۔ [1]

اور ہم عنقریب جناب ابو طالبؑ کی پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ سیرت اور رفتار کی تحقیق کرنے کے بعد انشاء اللہ اُن کے دلائل بھی پیش کریں گے۔

کتاب کے مطالب کا خلاصہ اور نتیجہ

اوّل:

حضرت آدمؑ کے زمانے سے حضرت خاتم الانبیاء (صلوات اللہ علیہم اجمعین) تک وصی کی تعین کا سلسلہ ہے۔

حضرت آدمؑ کی اپنی فرزند شیثؑ ہبۃ اللہ سے وصیت

جب شیثؑ پیدا ہوئے تو حضرت خاتمؐ کا نور ان میں منتقل ہوا اور ان کے کامل اور پختہ جوان ہونے کے بعد حضرت آدم نے اپنی وصیت ان کے سپرد کی اور انہیں آگاہ کیا کہ میرے بعد اللہ کی حجت اور زمین پر اس کے جانشین ہیں وہی خدا کا حق اپنے اوصیاء تک پہنچائیں گے اور وہ

[1] وج الذھب، ج ۲۲، ص ۱۰۸۔۱۰۹ ان کی یہ بات اس بات کی دلیل ہے کہ ''اثبات الوصیہ'' نامی کتاب ان کی نہیں ہے ورنہ اپنی دوسری تالیفات کے ضمن میں اس کا بھی ذکر کرتے اس کے علاوہ مسعودی جب پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجتا ہے تو آنحضرتؐ کی (آل) کا نام نہیں لیتا اور دیگر مکتب خلفاء کے پیروکاروں کے مانند صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھتا ہے، جب کہ ''اثبات الوصیہ'' نامی کتاب میں یہ درود آل پیغمبر کو بھی شامل ہے، مگر یہ کہ ہم یہ مانیں کہ ''اثبات الوصیہ'' نامی کتاب مذکورہ کتابوں کے بعد تالیف ہوئی ہے۔ ممکن ہے کہ اثبات الوصیہ نامی کتاب علی بن حسین مسعودی کی تالیف ہو جو نعمانی کی حدیث کے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں کہ نعمانی نے ''الغیبۃ'' نامی کتاب میں ص ۱۸۸ اور ۲۴۱ اور ۳۱۲ پر اس سے روایت کی ہے اور ہم نے معالم المدرستین کی پہلی جلد کی بحث وصیت میں بعض ان اخبار کو نقل کیا ہے کہ اثبات الوصیہ کا مؤلف جن کے نقل کرنے میں دیگر متعدد اور مشہور منابع و مآخذ کیساتھ شریک ہے۔

Presented by Ziaraat.com

دوسرے شخص ہیں جن میں حضرت خاتمؐ کا نور منتقل ہوا ہے۔

دوسرا بیان:

جب خدا نے آدم کو دنیا سے اٹھانے کا ارادہ کیا تو انہیں حکم دیا کہ اپنے بیٹے شیثؑ کو اپنا وصی بنائیں اور جو کچھ علم حاصل کیا ہے انہیں تعلیم دیں، آدمؑ نے حکم کی تعمیل کی اور ایسا ہی کیا۔

تیسرا بیان:

جب آدم کی موت کا وقت قریب آیا، تو شیثؑ اور ان کی اولاد خدمت میں آ گئی، آدم نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت طلب کی اور شیثؑ کو اپنا وصی بنایا اور انہیں اپنے جسد کی حفاظت کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ میرے مرنے کے بعد میرے جسم کو غار گنج میں رکھ دینا اور اس کے بعد وہ اپنی رحلت کے موقع پر اپنے فرزندوں اور پوتوں کو وصیت کریں اور جب پہاڑ اور اپنی سرزمین سے نیچے آ جائیں تو ان کا جسم لے کر زمین کے بیچ میں رکھ دیں۔ جب انوش (شیثؑ کے فرزند) دنیا میں آئے تو نور ختمی مرتبت آپ کی پیشانی میں چمکنے لگا، جب منزل رشد و کمال کو پہونچے تو آپ کو وصیت فرمائی اور اس امر سے آگاہ کیا کہ تمام شرف و کرامت اس نور کی مرہون منت ہے اور اس امر کی بھی تاکید فرمائی کہ اپنی اولاد کو بھی اس حقیقت سے باخبر رکھیں اور وصایت کا یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا رہے۔ [1]

---

[1] حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت

مسعودی نے مروج الذهب میں تحریر فرمایا ہے:

جب جناب حواؑ کے بطن میں شیثؑ قرار پائے تو ان کی پیشانی سے نور چمکنے لگا۔ اور جب شیثؑ پیدا ہو گئے تو وہ نور شیثؑ میں منتقل ہو گیا اور جب شیثؑ بالغ ہوئے اور ایک کامل اور پختہ جوان ہو گئے تو حضرت آدمؑ نے انہیں اپنا جانشین قرار دیا اور اپنی وصیت ان کے درمیان رکھی اور انہیں آگاہ کیا کہ وہ آدمؑ کے بعد خدا کی حجت اور روئے زمین پر خدا کے خلیفہ ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنے جانشینوں تک حق کو پہنچائیں اور وہ دوسرے وہ شخص ہیں کہ خاتم

Presented by Ziaraat.com

الانبیاء کو نور جن میں منتقل ہوا ہے۔ (مسعودی کی مروج الذہب کی ج ۱ ص ۷ ۴، ۸ ۴ میں شیثؑ کے حالات زندگی کا خلاصہ ہے۔)

حضرت آدمؑ کی وصیت حضرت شیثؑ سے

اخبار الزمان میں مذکور ہے:

جب خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کی موت کا ارادہ کیا تو انہیں حکم دیا کہ اپنی وصیت اپنے فرزند شیث کے حوالے کر دیں اور تمام وہ علوم و دانش جو انہیں تعلیم دیئے گئے تھے انہیں تعلیم دے دیں، تو آدمؑ نے ایسا ہی کیا۔ (مسعودی کی اخبار الزمان کا خلاصہ، طبع دار الاندلس بیروت ۱۹۷۸ء، سبط ابن جوزی نے بھی بعض اخبار وصیت کو شیثؑ کے حالات زندگی کے ضمن میں مرآۃ الزمان نامی کتاب، طبع دار الشروق بیروت ۱۴۰۵ھ ص ۲۲۳ پر ذکر کیا ہے۔)

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

جب حضرت آدمؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو حضرت شیثؑ اپنے فرزند اور پوتوں کے ہمراہ ان کی خدمت میں پہونچے حضرت آدمؑ نے اُن پر درود بھیجا اور ان کے لئے خداوند عالم سے برکت کی درخواست کی، پھر اُس کے بعد اپنی وصیت شیث کے حوالے اور انہیں حکم دیا کہ ان کے جسد کی حفاظت کریں اور ان کے مرنے کے بعد غار گنج میں رکھدیں اور پھر اس کے بعد اپنی رحلت کے وقت اپنے فرزند اور پوتوں کو یکے بعد دیگرے وصیت کریں اور موت کے وقت ہر شخص دوسرے کو اپنا وصی و جانشین بنائے؛ اور جب اپنی سرزمین سے نیچے آجائیں تو ان کے جسد کو لے کر زمین کے وسط (درمیان) میں رکھ دیں۔ پھر شیث کو حکم دیا کہ ان کے بعد ان کے فرزندوں میں ان کا قائم مقام رہتے ہوئے، انہیں تقویٰ اور اس کے عبادت و پرستش کا حکم دیں اور انہیں قابیلیوں کے ساتھ مخلوط ہونے سے روکیں، پھر اس کے بعد حضرت آدمؑ نے ان تمام پر درود بھیجا اور آپ کی آنکھ بند ہوگئی اور جمعہ کے دن دنیا سے رحلت کر گئے۔ (تاریخ یعقوبی، طبع بیروت، ج ۱ ص ۷)

ان کا فیصلہ اور خانۂ خدا کا حج

الف۔ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

شیثؑ اپنے باپ حضرت آدمؑ کی موت کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور لوگوں کو تقوائے الٰہی اور نیک کاموں کا حکم دیا۔ (تاریخ یعقوبی، ج ۱ ص ۸)

اخبار الزمان میں ذکر ہے کہ: خداوند عالم نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں اور حج و عمرہ بجالائیں ←

Presented by Ziaraat.com

شیثؑ کی اپنے بیٹے انوش سے وصیت

جب شیث کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کے فرزند اور فرزندوں کے فرزند جو کہ اُس وقت موجود تھے جیسے: انوش، قینان، مہلائیل، یرد، اخنوخ، ان کی عورتیں اور ان کے بچے، یہ سب ان کے پاس جمع ہو گئے، شیث نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت طلب کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ قابیل ملعون کی اولاد سے اختلاط نہ رکھیں پھر اس وقت اپنے بیٹے انوش سے وصیت

شیثؑ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے عمرہ کیا ہے۔ (اخبار الزمان، ص ۷۶)

ب۔ مرآۃ الزمان کتاب میں مذکور ہے:

جب حضرت آدمؑ دنیا سے رخصت ہو گئے، شیث مکہ تشریف لائے اور حج وعمرہ انجام دیا اور خانہ کعبہ کی فرسودگی اور پرانے ہونے کے بعد اس کی نئے سرے سے تعمیر کی اور اسے پتھر اور مٹی سے تعمیر کر کے زمین کی آبادی وعمران کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے باپ کے مانند مفسدوں پر حدود الٰہی کا اجراء کیا۔ (مرآۃ الزمان، ص ۲۲۳)

ج۔ مروج الذھب نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب حضرت آدمؑ نے شیثؑ سے وصیت کی تو شیث نے اس کے مضمون کو ذہن میں رکھ لیا اور لوگوں کے درمیان حکومت اور فرمانروائی کرنے لگے اور باپ کے قوانین کا اجراء کیا پھر اس کے بعد ان کی بیوی حاملہ ہوئیں اور انوش کو جنم دیا یہی وقت تھا کہ شیث کی پیشانی میں موجود درخشاں نور انوش میں منتقل ہو گیا۔ یہ انتقال ان کی ولادت کے وقت عمل میں آیا۔ جب انوش بالغ ہوئے اور کمال کی منزل کو پہونچے تو شیث نے حضرت آدمؑ کی امانت ان کے حوالے کی اور انہیں اس کے وصیت کی کرامت، عظمت، شرافت اور مرتبہ سے آگاہ کیا اور انہیں وصیت کی کہ (وہ بھی) اپنے فرزند کو اس شرف وکرامت کی حقیقت سے آگاہ کریں اور وہ اپنے فرزندوں کو بھی اس امر سے آگاہ کریں اور اس وصیت کے امر کو جب تک نسلوں کا سلسلہ قائم ہے یکے بعد دیگرے آپس میں منتقل کرتے رہیں۔ (مروج الذھب، مسعودی، ۱۔۴۸)

وصیت کے سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور ایک صدی سے دوسری صدی تک منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ خداوند عالم نے نور تاباں کو جناب عبد المطلبؑ اور اُن سے اُن کے فرزند عبداللہ رسول اکرمؐ کے والد تک پہنچایا اور ہم انشاءاللہ ان میں سے بعض اخبار کو اجداد پیغمبرؐ کے اخبار کے ضمن میں ذکر کریں گے۔

Presented by Ziaraat.com

کی اور ان سے حضرت آدم کے جسد کی حفاظت کی اور تاکید کی کہ تقوائے الٰہی اختیار کریں اور اپنی قوم کو تقوائے الٰہی اور نیک عبادت کا حکم دیں اس کے بعد وہ دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

انوش حضرت آدمؑ کی حیات ہی میں پیدا ہو چکے تھے شیثؑ نے موت کے وقت اُن سے وصیت کی اور انہیں اس نور کے بارے میں آگاہ کیا جو اُن میں منتقل ہوا ہے (حضرت خاتم الانبیاء کا نور جو ان کی نسل سے وجود میں آئیں گے) اور انہیں حکم دیا تا کہ اپنے فرزندوں کو ہر بزرگ دوسرے بزرگ کے بعد اور ہر نسل دوسری نسل کو اس نور کی عظمت و منزلت، شرف و فضیلت سے آگاہ کرے۔

انوش نے اپنے باپ کے بعد احسن طریقے سے باپ کے حکم کو پایہ تکمیل تک پہونچایا اور امور رعیت کا انتظام و اہتمام اور ان احکام و قوانین پر عمل کیا جن کے اُن کے باپ بھی پیرو تھے۔ [1]

---

[1] <u>شیثؑ کی اپنے فرزند انوش سے وصیت</u>

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

جب شیث کی موت کا زمانہ آیا تو ان کے فرزندوں اور پوتوں نے کہ جن میں انوش، قنیان، مہلائیل، یرد، اخنوخ اور ان کی عورتیں اور بچے شامل تھے، ان کے بستر کے پاس سب جمع ہو گئے شیثؑ نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت طلب کی اور تمام چیزوں سے پہلے اس بات کی وصیت کی کہ قابیل ملعون کی اولاد کے قریب نہ جائیں اور ان سے رفت و آمد نہ رکھیں، پھر اس وقت اپنے بیٹے انوش سے وصیت کی اور انہیں حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کے جسد کو اسی طرح محفوظ رکھیں اور یہ کہ تقویٰ الٰہی اختیار کریں اور اپنی قوم کو بھی تقوائے الٰہی اور نیکی کا حکم دیں؛ پھر اس کے بعد آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۸۔۹)

<u>انوش کی ولادت اور ان سے شیثؑ کی وصیت اور خاتم الانبیاءؐ کے نور کا ان میں منتقل ہونا۔</u>

مرآۃ الزمان میں مذکور ہے:

انوش حضرت آدمؑ کی حیات ہی میں پیدا ہو چکے تھے۔ جب حضرت شیثؑ نے اپنی موت کو قریب پایا تو اپنے فرزند انوش کو اپنا وصی قرار دیا اور انہیں اس نور سے جو ولادت کے وقت اُن میں منتقل ہوا تھا ←

Presented by Ziaraat.com

انوشؑ کی اپنے فرزند قینانؑ سے وصیت

شیث کی وفات کے بعد، انوش نے اپنے باپ اور دادا کی وصیت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ خدا کی اچھے انداز میں پرستش و عبادت کی اور اپنی قوم کو بھی حُسن عبادت کا حکم دیا۔

جب انوش کے مرنے کا زمانہ قریب آیا، تو ان کے بیٹے اور پوتے جیسے قینان اور مہلائیل ان کے اردگرد جمع ہو گئے، انہوں نے حضرت قینان کو حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت و نگہداری کی وصیت کی اور سب کو حکم دیا کہ ان کے پاس نماز پڑھیں اور خدا کی زیادہ سے زیادہ پاکیزگی بیان کریں، پھر اس کے بعد رحلت کر گئے۔

ایک دیگر بیان میں

اپنے بیٹے قینان سے وصیت کی اور انہیں اُس معھود نور سے جو ان تک منتقل ہوا تھا اور وہ راز جو بطور امانت ان کے حوالے کیا گیا تھا آگاہ کیا پھر انتقال کر گئے قینان نے اپنے باپ

(یعنی حضرت خاتم الانبیاء کا نور کہ ان کی نسل سے دنیا میں آئیں گے) آگاہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ اپنی اولاد کو اس افتخار و شرف سے کہ ایک بزرگ سے دوسرے بزرگ اور ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوگا آگاہ کریں۔

انوش نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد ان کے فرامین کی انجام دہی میں بہترین طریقہ اپنایا اور رعایا کے امور کی تدبیر اور قوانین الٰہی کے اجراء کے لئے اپنے باپ کے زمانے کی طرح قیام کیا وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے خرمے کا درخت لگایا اور زمین میں دانہ ڈالا۔ (مرآۃ الزمان، ص ۲۲۳)

<u>سب سے پہلا شخص جس نے درخت لگایا اور کھیتی کی</u>

مروج الذھب میں مذکور ہے:

انوش نے زمین کو آباد کرنے اور اُسے قابل زراعت بنانے کے لئے اقدام کیا۔ اس کے بعد ان کے فرزند قینان پیدا ہوئے، تابندہ نور قینان کی پیشانی پر درخشندہ ہوا۔ انوش نے اس نور کے بارے میں قینان سے عہد و پیمان لیا۔ (مروج الذھب، مسعودی، ج ۱ ص ۴۹) (یعنی ان سے عہد و پیمان لیا کہ پیغمبر ختمی مرتبتؐ کے نور کے حاملین کو جو کہ انہیں کے فرزندوں میں سے ہوں گے اس نور کے وجود اور اس کی برکت سے آگاہ کریں گے۔

Presented by Ziaraat.com

انوش کی سیرت و روش اختیار کی۔

قینان اپنی قوم کے درمیان خدا کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول ہو گئے اور اس کی احسن طریقے سے عبادت کی اور حضرت آدمؑ اور شیثؑ کی وصیت کی پیروی کی۔ [۱]

---

[۱] انوش کی اپنے فرزند قینان کو وصیت اور انہیں حضرت آدمؑ کے صحیفوں کی تعلیم دینا

اخبار الزمان میں مذکور ہے:

انوش حضرت شیثؑ کے فرزند تھے جو کہ ان کے سب سے پہلے فرزند شمار کئے جاتے ہیں اپنے باپ کے وصی تھے۔ انوش نے بھی اپنی رحلت کے وقت اپنے بیٹے قینان کو اپنا وصی بنایا اور (حضرت آدمؑ کے) صحیفوں کی تعلیم دی۔ (اخبار الزمان ص ۲۲۳۔ ۲۲۴)

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

شیثؑ کے فرزند انوش نے اپنے باپ اور دادا کی وصیت کی حفاظت اور نگہداشت کی اور انہوں نے باحسن الوجوہ خدا کی بندگی اور عبادت کی اور اپنی قوم کو بھی حکم دیا کہ خدا کی احسن طریقہ سے عبادت و پرستش کریں۔ (تاریخ یعقوبی، طبع بیروت، ج ۱، ص ۸)

انوشؑ کی وفات

تاریخ طبری میں مذکور ہے:

انوشؑ اپنے باپ کے بعد ملکی نظام کو چلانے اور رعایا کے نظم و تدبیر میں مشغول ہو گئے۔ (تاریخ طبری، طبع یورپ، ج ۱، ص ۱۶۵)

جب رحلت کا وقت قریب آیا تو اپنے فرزندوں اور فرزندوں کے فرزندوں (پوتوں) مہلائیل، یرد، اخنوخ (ادریس) متوشلخ اور ان کی عورتوں اور ان کے فرزندوں کو بلایا اور جب سب حاضر ہو گئے تو سب پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی درخواست کی؛ اور اس بات سے منع فرمایا کہ ان کے فرزندوں میں سے کوئی بھی قابیل ملعون کی اولاد سے معاشرت اور رفت و آمد کرے، پھر اس وقت قینان کو اپنا وصی نامزد کیا اور انہیں حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی اور سب کا حکم دیا کہ ان کی خدمت میں خدا کی نماز پڑھیں اور اس کی بکثرت تقدیس کریں پھر اس وقت آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۸۔ ۹)

حضرت قینان کا عرصہ وجود پر قدم رکھنا اور ان کی پیشانی میں حضرت خاتم الانبیاء کے نور کا درخشاں ہونا ←

Presented by Ziaraat.com

قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت

جب قینان کی موت کا وقت قریب آیا، بیٹے اور پوتے مہلائیل، یرد، متوشلح اور لمک اوران کی عورتیں اوران کے بچے ان کے اردگرد جمع ہو گئے قینان نے ان پر درود بھیجا اوران کے لئے دعا کی اور برکت کی درخواست کی پھراس وقت مہلائیل کو اپنا وصی بنایا اورانہیں حضرت آدمؑ

الف۔ مروج الذھب میں ذکر کیا گیا ہے:

انوش کے فرزند قینان پیدا ہوئے جب کہ وہ نورِ معہود (خاتم الانبیاء کا نور) ان کی پیشانی میں ضوبار تھا انوش نے قینان کے پیدا ہو جانے کے بعد ان کی جانشینی اور وصایت کے بارے میں دوسروں سے عہدو پیمان لیا۔ (مروج الذھب، ج ۱، ص ۴۹)

ب۔ مرآۃ الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب حضرت انوش کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے فرزند قینان سے وصیت کی اور وہ معہود نور قینان میں منتقل ہو گیا۔

انوش نے قینان کو اس راز کی حقیقت سے جو انہیں سپرد کیا گیا تھا آگاہ کیا پھر انوش کے انتقال کے بعد قینان نے باپ کی روش اپنائی۔ (مرآۃ الزمان، ص ۲۲۴)

میری نگاہ میں سر سے مراد، وہی حضرت خاتم الانبیاء کا نور ہے کہ جو پے در پے ایک سے دوسرے میں منتقل ہوتا رہا اور ہم انشاء اللہ اس عہد کے معنی کی خدا کی مرضی سے انہیں مطالب کے ذیل میں تحقیق کریں گے۔

<u>انوش نے صحیفوں کی قینان کو تعلیم دی اور انہیں نماز قائم کرنے اور دیگر احکام کا حکم دیا</u>

اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

انوشؑ نے اپنے فرزند قینان کو اپنا وصی مقرر کیا۔ وہ اس سے پہلے حضرت آدمؑ کے صحیفوں کی تعلیم انہیں دے چکے تھے اور زمین کے ٹکڑوں اور اس بات کو کہ کون کون سی چیز ان کے اندر ہے ان کے لئے بیان کیا۔

انہوں نے قینان کو حکم دیا کہ نماز قائم کریں زکوٰۃ دیں، حج بجا لائیں اور قابیل کی اولاد سے جنگ کریں قینان نے حکم کی تعمیل کی اور باپ کے دستورات کا اجراء کیا۔ (اخبار الزمان، ص ۷۷)

Presented by Ziaraat.com

کے جسد کی حفاظت ونگہداری کی تاکید کی اور اُس نور سے جو اُن تک منتقل ہوا تھا آگاہ کیا، مہلائیل نے لوگوں کے درمیان باپ کی سیرت اختیار کی۔ [۱]

---

[۱] قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت

(تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:)

قینان ایک خلیق، ملنسار اہل تقویٰ اور پرہیزگار انسان تھے اپنے باپ کے بعد وظائف کے انجام دینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی قوم کو خدا کی اطاعت وفرمانبرداری اور اس کی بنحو احسن عبادت کرنے اور حضرت آدمؑ اور حضرت شیثؑ کی وصیتوں کی پیروی کا حکم دیا۔ اور جب قینان کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کے فرزند اور فرزندوں کے فرزند "پوتے" یعنی مہلائیل، یرد، متوشلخ، لمک ان کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پاس جمع ہو گئے قینان نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی دعا کی پھر اس وقت مہلائیل سے وصیت کی اور انہیں حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت اور نگہداشت کا حکم دیا۔ (تاریخ یعقوبی۔ ج ۱ ص ۹)

قینانؑ کے فرزند مہلائیل

(تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:)

قینان کے بعد ان کے وصی مہلائیل اپنی قوم کے درمیان آئے اور انہیں خداوند عالم کی اطاعت اور اپنے باپ کی وصیت کا اتباع کرنے کا حکم دیا۔ جب مہلائیل کی موت کا زمانہ قریب آیا، تو انہوں نے اپنے فرزند (یرد) کو اپنا وصی اعلان کیا اور حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی پھر وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (تاریخ یعقوبی، ج ۱ ص ۱۰)

(مرآۃ الزمان میں مذکور ہے:) قینان نے موت کے وقت اپنے فرزند مہلائیل کو اپنا وصی قرار دیا اور انہیں اُس نور کے بارے میں جو ان تک منتقل ہوا ہے آگاہ کیا۔ مہلائیل نے بھی باپ کی سیرت کو لوگوں کے ساتھ قائم رکھا۔ مرآۃ الزمان، ص ۲۲۴)

مہلائیل وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے گھر بنایا، مسجدیں قائم کیں اور معدن (کان) کا استخراج کیا:

(تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ:)

حضرت مہلائیلؑ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے درخت کاٹ کر (اس کی لکڑی سے فائدہ اُٹھایا اور) گھر بنایا اور معدن کے استخراج میں مشغول ہوئے۔ اور اپنے زمانے کے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ عبادت ←

Presented by Ziaraat.com

مہلائیل کی اپنے فرزند یوراد سے وصیت

یارد (یایوارد، یایرد) مہلائیل کے فرزند ہیں جو باپ کے وصی ہوئے اور مہلائیل نے انہیں سرمکنون اور حضرت خاتم الانبیاءؐ کے انتقال نور سے انہیں مطلع کیا اور صحف کی انہیں تعلیم دی اور زمین سے بہرہ مند ہونے کا طریقہ اور جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے انہیں یاد کرایا اور سر ملکوت نامی کتاب جسے مہلائیل فرشتہ نے آدمؑ کو تعلیم دی تھی ان کے حوالے کر دی، وہ حضرات اس کتاب کو مختوم اور مہر شدہ صورت میں یکے بعد دیگرے بعنوان میراث پاتے رہے ہیں۔ [1]

کے لئے کسی مخصوص جگہ کا انتظام کریں، وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے روئے زمین پر شہروں کی بنیاد ڈالی۔ انہوں نے دو شہروں کی بنیاد ڈالی ہے ایک کوفہ کے اطراف میں بابل اور دوسرا شوش نامی شہر ہے۔ (تاریخ طبری۔ ج۱، ص ۱۶۸)

(تاریخ کامل ابن اثیر میں مذکور ہے کہ:) مہلائیل وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے لوہے کا استخراج کیا اور اس سے صنعت کے آلات بنائے انہوں نے لوگوں کو زراعت اور کسانی کی تشویق دلائی اور حکم دیا کہ درندہ جانوروں کو مار کر اور ان کی کھال سے جسم چھپائیں۔ گائے، بھیڑ اور دیگر جنگلی حیوانات کا سر کاٹ کر ان کے گوشت سے استفادہ کریں یعنی کھائیں۔ (الکامل فی التاریخ، ۱، ص ۲۲)

<u>مہلائیلؑ کی اپنے فرزند یردؑ سے وصیت</u>

اخبار الزمان میں مذکور ہے کہ: مہلائیل نے اپنے فرزند یوارد (یرد) کو اپنا جانشین بنایا اور حضرت آدمؑ کے صحیفوں کی تعلیم دی اور زمین کے حصوں اور اس بات کی کہ دنیا میں کیا ہوگا انہیں تعلیم دی؛ اور کتاب سر ملکوت کہ جسے مہلائیل فرشتے نے حضرت آدمؑ کو تعلیم دی تھی اور جسے اوصیاء مہر شدہ اور لفافہ بند میراث پاتے تھے ان کے حوالے کیا۔ (اخبار الزمان، ص ۷۷)

[1] <u>مہلائیلؑ کے فرزند یوارؑ</u>

یرد کا عرصۂ وجود پر قدم رکھنا اور ان میں نور کا منتقل ہونا

مروج الذہب میں مذکور ہے:

یوارد (عربی توریت کے نسخوں میں یرد کو "یوارد" لکھا گیا ہے اور مرآۃ الزمان کے ص ۲۲۴ ←

Presented by Ziaraat.com

یوراد کی اپنے بیٹے اخنوخ (ادریس) سے وصیت

مرآۃ الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب یردؑ کی موت کا زمانہ قریب ہوا تو ان کے بیٹے اور پوتے جیسے اخنوخ، متوشلخ، لمک اور نوح ان کے پاس جمع ہو گئے۔ یرد نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی اور اخنوخ کو وصیت کی اور انہیں اُن تمام علوم سے آگاہ کیا جو اُن کے پاس تھے اور سر ملکوت نامی کتاب اُن کے حوالے کر دی اور انہیں حکم دیا کہ ہمیشہ غار گنج میں جہاں حضرت آدم کا جسد رکھا ہوا ہے نماز پڑھیں، پھر انتقال ہو گیا۔

میں 'یرد' کو توریت میں موجود یوارد کی تقریب کے عنوان سے استعمال کیا گیا ہے۔ تاریخ یعقوبی کی پہلی جلد کے دسویں صفحہ میں یوارد کو مخفف کر کے یرد لکھا گیا ہے۔ مروج الذھب، ج۱، ص۵۰ پر "لور" کو تحریف کر کے استعمال کیا گیا ہے لیکن اخبار الزمان ص ۷۷ اور تاریخ ابن اثیر، ج۱، ص ۲۲ اور طبری، ج۱، ص ۱۶۸ پر یوارد ہی مرقوم ہے۔)
مہلائیل کے فرزند دنیا میں تشریف لائے اور وہ نور جو (ایک وصی سے دوسرے وصی تک) بعنوان ارث پہنچتا رہا ان تک منتقل ہوا، عہد و پیمان ہوا اور حق اپنی جگہ ثابت اور برقرار ہو گیا۔ (مروج الذھب، مسعودی، ج۱، ص۵۰)

<u>مہلائیل کی اپنے فرزند یرد سے وصیت</u>

کتاب مرآۃ الزمان میں مذکور ہے:

مہلائیل نے اپنے فرزند یرد سے وصیت کی اور انہیں سر مکنون (پوشیدہ راز) اور حضرت خاتم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے انتقال کے بارے میں خبر دی۔ یرد نے صالحین اور نیک افراد کی سیرت اپنائی۔

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

مہلائیل کے بعد یردان کے جانشین ہوئے وہ ایک باایمان اور خداوند عزوجل کے کامل عبادت گذار انسان تھے اور شب و روز میں بہت زیادہ نمازیں پڑھتے تھے۔

یرد کا زمانہ تھا کہ شیثؑ کے فرزندوں نے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا (اور شیثؑ اور دیگر افراد کی وصیت کے برخلاف، کوہ رحمت سے) نیچے آ کر قابیلیوں کی سرزمین پر قدم رکھ دیا اور ان کے ساتھ گناہوں میں شریک ہو گئے۔ (تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۱۱، اخبار الزمان، ص۷۷)

Presented by Ziaraat.com

اخنوخ پر تیس صحیفے نازل ہوئے اور ان سے پہلے حضرت آدم پر اکیس صحیفے اور شیت پر ۲۹ صحیفے نازل ہوئے کہ ان میں تسبیح وتہلیل کا ذکر تھا۔

حضرت آدم کے بعد جو سب سے پہلے پیغمبری کے لئے مبعوث ہوئے ادریس یا اخنوخ بن یرد ہیں۔

متوشلح اور دیگر چند افراد اخنوخ کی اولاد تھے، اخنون نے متوشلح سے وصیت کی لمک اور چند افراد متوشلح کے فرزند تھے کہ متوشلح نے لمکؑ سے وصیت کی، نوح پیغمبر، لمک کے فرزند ہیں۔ [1]

---

[1] یردؑ کی اپنے فرزند ادریس سے وصیت

جب یردؑ کی موت کا زمانہ قریب آیا تو ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد یعنی اخنوخ، متوشلح، نوح اور لمک ان کے پاس جمع ہو گئے یرد نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی دعا کی اس گھڑی اپنے فرزند اخنوخ (ادریس) کو حکم دیا کہ ہمیشہ غار گنج میں (کہ جس میں حضرت آدمؑ کا جسد ہے) نماز پڑھیں، پھر آنکھ بند ہوئی اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۱۱)

خدا کے پیغمبر ادریس (اخنوخؑ)

۱۔ قرآن کریم میں ادریس کا نام

خداوند عالم سورۂ مریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

اس کتاب میں ادریسؑ کو یاد کرو کہ وہ صدیق پیغمبر تھے۔ اور ہم نے ان کو بلند مقام عطا کیا ہے۔ (سورۂ مریم: آیت ۵۶، ۵۷)

کلمات کی تشریح

الف۔ صدیق:

اللہ اور اس کے پیغمبروں کے تمام اوامر کی تصدیق کرنے والا جیسا کہ سورۂ حدید میں فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ لَهُمْ أَجْرُهُمْ

Presented by Ziaraat.com

وَنُوْرُهُمْ ۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ (سورۂ حدید: آیت:۱۹)

جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں وہ لوگ صدیق ہیں۔

ایسی چیز کا امکان نہیں ہے مگر جب امر الٰہی کے قبول کرنے اور خواہشات نفسانی کے ترک کرنے میں انسان کا قول و فعل ایک ہو۔ اس لحاظ سے صدیقین کا مرتبہ انبیاء کے بعد ہے اور ہر نبی صدیق ہے لیکن بعض صدیقین انبیاء میں سے نہیں ہیں۔

ب۔ علیاً:

علیاً یہاں پر بلند و بالا مکان کے معنی میں ہے اور توریت میں مذکور ہے کہ اخنوخ خدا کے ہمراہ گئے لیکن دکھائی نہیں دیے کیونکہ خدا نے ان کو اٹھالیا تھا۔

۲۔ ادریسؑ سیرت کی کتابوں میں

ادریس کا عرصۂ وجود پر قدم رکھنا اور خاتم الانبیاء کا نور ان میں منتقل ہونا۔

تاریخ طبری میں مذکور ہے:

حضرت ادریسؑ کے والد یرد اور ان کی ماں برکنا تھیں وہ اُس وقت پیدا ہوئے جب حضرت آدمؑ کی عمر کے ۶۲۲ سال گذر چکے تھے وہ اس اعتبار سے ادریس کہلائے کہ انہوں نے آدمؑ اور شیثؑ کے صحیفوں کا کافی مطالعہ کیا کرتے تھے۔

حضرت آدمؑ کے بعد سب سے پہلے پیغمبر حضرت ادریسؑ ہیں۔ وہ نور محمدی کے حامل تھے اور یہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے لباس سل کی زیب تن کیا تھا۔

حدیث میں مذکور ہے کہ انبیاء حضرات کا رزق یا کاشت کاری کے ذریعہ حاصل ہوتا تھا یا جانوروں کی رکھوالی کے ذریعہ سوائے ادریسؑ پیغمبر کے کہ وہ خیاط یعنی درزی تھے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کوفہ میں مسجد سہلہ حضرت ادریسؑ کا گھر تھا جہاں آپؑ سلائی کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔

جب ادریسؑ ۶۵ سال کے ہوئے تو (ادانہ) نامی ایک عورت سے شادی کی اور اس سے متوشلخ اور دیگر بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں پھر اس وقت شیثؑ کی اولاد سے خدا کی عبادت کی درخواست کی اور یہ خواہش کی کہ شیطان کی پیروی نہ کرنا اور قابیلوں سے برے اعمال، زشت افعال اور گمراہی میں اختلاط نہ کریں، لیکن انہوں نے ان کی بات نہیں مانی اور ان میں سے بعض گروہ قابیلیوں سے مخلوط ہو گئے، محرمات اور گناہوں کا ارتکاب ان کے درمیان حد سے زیادہ

Presented by Ziaraat.com

ہوگیا۔ جس قدر حضرت ادریسؑ انہیں خیر کی طرف راہنمائی کرتے اور گناہوں سے روکتے وہ اتنا ہی سرپیچی کرتے اور برے کاموں سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے راہ خدا میں ان سے جنگ کی، کچھ کو قتل کیا اور قابیلیوں کی اولاد کے کچھ گروہ کو اسیر کر کے غلام بنالیا یہ تمام واقعات حضرت آدمؑ کی زندگی میں رونما ہو چکے تھے۔

جب حضرت ادریسؑ ۳۰۸ سال کے سن کو پہنچے تو حضرت آدمؑ دنیا سے رحلت کر گئے۔

ادریسؑ نے ۳۶۵ سال کی عمر میں فرمان خداوندی کے مطابق اپنے فرزند متوشلخ کو اپنی جانشینی کے لئے انتخاب کیا اور ان کو اور ان کے اہل و عیال کو یاد دہانی کرائی کہ خداوند عالم قابیل کی اولاد اور جو ان کے ساتھ معاشرت رکھے گا اور ان کی طرف مائل ہوگا ان کو عذاب کرے گا، لہٰذا اس اعتبار سے انہیں ان کی معاشرت اور اختلاط سے منع کیا۔ (تاریخ طبری، ج۱ ص ۱۱۵، ۱۱۷)

اسی ہنگام میں ان کے وصی (متوشلخ) کا سن جو کہ نور محمدی کے حامل تھے، ۳۰۰ سال ہو چکا تھا اور ان کے آباء و اجداد یرد سے لے کر شیث تک سب کے سب زندہ و حیات تھے۔ (تاریخ طبری ج۱ صفحہ ۱۱۷ اور ۱۱۸)

<u>حضرت ادریسؑ پر آسمانی صحیفوں کا نزول اور ان کا سلائی کرنا</u>

مروج الذھب میں مذکور ہے:

یرد کے بعد آپ کے فرزند اخنوخ کہ وہی ادریس پیغمبر ہیں باپ کے جانشین ہوئے۔ صائبین (فرہنگ فارسی معین، ج۵، ص ۹۶۳) کا خیال یہ ہے کہ ادریس وہی ھرمس ہیں اور وہی ہیں جن کے بارے میں خداوند عزوجل نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ انہیں بلند جگہ تک لے گیا، ادریس وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے سب سے پہلے خیاطی کی اور سلنے کے لئے سوئی کا استعمال کیا۔ ادریس پیغمبرؑ پر ۳۰ صحیفے نازل ہوئے اور ان سے قبل حضرت آدمؑ پر ۲۱ صحیفے اور شیثؑ پر ۲۹ صحیفے نازل ہوئے ہیں کہ اس میں تسبیح و تہلیل کا تذکرہ ہے۔ (مروج الذھب، مسعودی، ج۱ ص ۵۰)

<u>خداوند عالم نے حضرت ادریسؑ کو برجوں اور ستاروں کے اسماء کی تعلیم دی</u>

ادریسؑ پیغمبرؑ حضرت آدمؑ کے زمانے میں پیدا ہوئے وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے قابیل کی اولاد اور پوتوں کو اسیر کیا اور ان میں سے بعض کو غلام بنایا۔ آپ علم نجوم، آسمان کی کیفیت، بارہ برجوں اور کواکب و سیارات کے بارے میں کافی اطلاع رکھتے تھے۔ خداوند عالم نے انہیں ان تمام چیزوں کی شناخت کے بارے میں الہام فرمایا تھا۔ (مرآۃ الزمان۔ ص ۲۲۹)

<u>ادریسؑ کے زمانے میں شیثؑ اور قابیل کے پوتوں کے درمیان اختلاط</u>

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

Presented by Ziaraat.com

یرد کے بعد ان کے فرزند اخنوخ اپنے باپ کے جانشین ہوئے اور خداوند سبحان کی عبادت میں مشغول ہوگئے اخنوخ کے زمانے میں حضرت شیثؑ کی اولاد کی اولاد ان کی عورتیں اور ان کے بچے (کوہ رحمت سے) نیچے آگئے اور قابیلیوں کے پاس چلے گئے اور ان سے خلط ملط ہوگئے۔ شیثؑ کے پوتوں کا یہ کارنامہ حضرت اخنوخ کو گراں گذرا، لہٰذا اپنے فرزند متوشلح اور پوتے لمک اور نوح کو بلایا اور ان سے کہا: ''میں جانتا ہوں کہ خداوند عالم اس امت کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا اور ان پر رحم نہیں کرے گا۔''

اخنوخ وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے سب سے پہلے قلم ہاتھ میں لیا اور تحریر لکھی۔ انہوں نے اپنے فرزندوں کو وصیت کی کہ خدا کی خالصانہ انداز میں عبادت کریں اور صدق و یقین کا استعمال کریں۔

پھر اُس وقت خدا نے حضرت ادریس کو زمین سے آسمان پر اٹھالیا۔ (تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۱۱، طبع بیروت دار صادر؛ تاریخ طبری۔ ج۱، ص ۱۷۳، ۳۵۰ طبع یورپ؛ طبقات ابن سعد، طبع بیروت، ج۱، ص ۳۹ طبع یورپ، ج۱، ص۱۶ ادریس پیغمبر کے اخبار کے بیان میں؛ اخبار الزمان، ص، ۷۷؛ مروج الذھب، ج۱، ص ۵۰ مرآۃ الزمان، ص ۲۲۹؛ ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کی خبر تاریخ یعقوبی اور مرآۃ الزمان میں آئی ہے۔)

جو کچھ ذکر ہوا اس کی بناء پر حضرت ادریسؑ صدیق اور نبی تھے، خدا نے انہیں کتاب و حکمت عنایت کی تھی اور انہوں نے اپنے زمانے کے لوگوں کو اللہ کی شریعت کی طرف راہنمائی کی تھی پھر خدا نے انہیں بلند مقام عطا کیا ان تمام چیزوں اور خوبیوں کے باوجود وہ اپنی قوم کی پیغمبری کے لئے خدا کی طرف سے مبعوث نہیں ہوئے اور خدا کی طرف سے کسی آیت اور معجزہ کے ذریعہ ان کے ڈرانے والے اور منذر نہیں تھے۔

طبقات ابن سعد میں اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

حضرت آدمؑ کے بعد سے پہلے نبی حضرت ادریسؑ تھے کہ وہی اخنوخ یرد کے فرزند ہیں۔۔۔ اخنوخ کے فرزند کا نام متوشلح تھا جو کہ اپنے باپ کے وصی تھے، ان کے علاوہ دیگر اولاد بھی تھی۔ متوشلح کے فرزند لمک ہیں جو اپنے باپ کے وصی تھے اور ان کے علاوہ بھی دیگر اولاد تھی۔ لمک کے فرزند حضرت نوحؑ تھے۔۔۔ (طبقات ابن سعد، طبع بیروت، ج۱، ص ۳۹، طبع یورپ، ج۱، ص۱۶ ادریس پیغمبر کے اخبار کے بیان میں)

<u>یوارد کی وصیت اپنے فرزند اخنوخ سے</u>

کتاب اخبار الزمان میں مذکور ہے:

یوارد نے اخنوخ کو وصیت کی اور ان تمام علوم کی انہیں تعلیم دی جو خود جانتے تھے اور مصحف سر ان کے سپرد کیا۔

Presented by Ziaraat.com

ادریس کی اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت

ادریس نے اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کی، کیونکہ خداوند عالم نے ان پر وحی نازل کی کہ اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کرو کہ ہم بہت جلد ہی ان کی صلب سے ایک پیغمبر مبعوث کرنے والے ہیں کہ اس کا کام میری مرضی کے مطابق اور میری تائید سے ہے۔

ایک دوسرے بیان میں:

ادریس نے اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کی اور جب عہد و پیمان ان کے حوالے کر دیا تو انہیں اُس نور سے جوان تک منتقل ہوا ہے (حضرت خاتم الانبیاءؐ کے نور سے) آگاہ کیا۔[1]

---

[1] اخنوخ یا ادریس پیغمبرؑ کے فرزند متوشلح

حضرت ادریسؑ کا اپنے فرزند سے وصیت کرنا اور خاتم الانبیاءؐ کا نور

اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

ادریس نے اپنے فرزند متوشلح کو وصیت کی کیونکہ خداوند سبحان نے انہیں وحی کی تھی کہ اپنے فرزند متوشلح کو وصیت کرو کہ میں بہت جلد ہی ان کی صلب سے ایک پیغمبر مبعوث کروں گا جس کے افعال میری رضایت اور تائید کے حامل ہیں۔ (اخبار الزمان، ص، ۷۹)

مرآۃ الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

ادریس نے اپنے فرزند متوشلح سے وصیت کی اور چونکہ ان کے ساتھ عہد و پیمان کیا لہٰذا وہ نور جوان کی طرف منتقل ہوا تھا (حضرت ختمی مرتبت کا نور) اُس سے آگاہ کیا متوشلح وہ پہلے آدمی ہیں جو اونٹ پر سوار ہوئے۔ (مرآۃ الزمان ص ۲۲۹، میں انہیں "متوشلح" یا "متوشلخ" کہا گیا ہے)

مروج الذھب نامی کتاب میں مذکور ہے:

متوشلح اخنوخ کے فرزند اپنے باپ کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور شہروں کے بسانے میں مشغول ہو گئے اور ان کی پیشانی میں ایک تابندہ نور درخشاں تھا (اخبار الزمان، ص ۷۹؛ مرآۃ الزمان، ص ۲۲۹ میں کہا گیا ہے کہ وہ "متوشلح" ہیں یا "متوشلخ" مروج الذھب، ج ۱، ص ۵۰؛ اور تاریخ طبری، ج ۱، ص ۱۷۱) اور وہ ←

Presented by Ziaraat.com

متوشلخ علیہ السلام کی اپنے بیٹے لمکؑ سے وصیت:

اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب متوشلخ کی موت کا زمانہ قریب آیا، تو انہوں نے اپنے بیٹے لمک سے وصیت کی، لمک جامع (جمع کرنے والے) کے معنی میں ہے اور وہ نوح پیغمبر کے والد ہیں۔

متوشلخ نے ان سے وصیت کی اور صحیفے اور مہر لگی کتابیں کہ جو ادریس پیغمبر کی تھیں ان کے حوالے کیں اور وصیت ان تک منتقل ہو گئی۔ [1]

حضرت ختمی مرتبت کا نور تھا۔ (مروج الذهب، ج ۱، ص ۵۰)

تاریخ طبری میں مذکور ہے:

اخنوخ نے اس (متوشلخ) کو فرمان خداوندی کے مطابق اپنی جانشینی کے لئے انتخاب کیا اور دنیا سے رحلت کرنے سے قبل ان سے اور ان کے اہل وعیال سے لازم وصیت فرمائی اور انہیں آگاہ کیا کہ خداوند عالم بہت جلد ہی قابیلیوں اور جو ان کے ساتھ ہیں یا ان کے دوستدار ہیں ان پر عذاب نازل کرے گا۔ اور انہیں ان کے ساتھ خلط ملط ہونے سے منع کیا۔ (تاریخ طبری، ج ۱، ص ۱۷۳)

سب سے پہلے سوار

تاریخ طبری میں مذکور ہے:

وہ (متوشلخ) سب سے پہلے آدمی ہیں جو مرکب پر سوار ہوئے وہ جہاد میں اپنے باپ کے پیرو تھے اور اپنے ایام حیات میں خداوند رحمان کی اطاعت وعبادت میں اپنے آباء واجداد کی راہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ (تاریخ طبری، ج ۱، ص ۱۷۳)

[1] متوشلخ علیہ السلام کے فرزند لمک علیہ السلام

متوشلخ علیہ السلام کی اپنے فرزند لمکؑ سے وصیت

تاریخ طبری اور اخبار الزمان میں مذکور ہے:

جب متوشلخؑ کی موت کا وقت قریب آیا، تو اپنے بیٹے لمکؑ (جامع کے معنی میں ہے) کو جو نوحؑ کے والد

Presented by Ziaraat.com

تھے وصیت کی اور ان سے عہد لیا اور حضرت ادریسؑ پیغمبر کی مہر کردہ کتابیں اور صحیفے ان کے حوالے کئے اس طرح سے وصیت ان تک منتقل ہوئی۔ (اخبار الزمان، ص ۸؛ اور تاریخ طبری، ج ۱، ص ۱۷۸، طبع یورپ)

شیثؑ اور قابیل کے پوتوں کا باہمی ازدواج اور اس شادی کے نتیجے میں ظالم و جابر، سرکش و باغی نسل کا دنیا میں آنا

مروج الذھب میں مذکور ہے:

لمک کے زمانے میں بہت سے واقعات اور نسلوں کے اختلاط ظاہر ہوئے، (مروج الذھب، مسعودی، ج ۱، ص ۵۰) یعنی حضرت شیثؑ اور قابیل ملعون کی نسل کا اختلاط۔

تاریخ یعقوبی میں اختصار کے ساتھ مذکور ہے:

لمک اپنے باپ کے بعد خدا کی اطاعت اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ ان کے زمانے میں سرکشوں اور ستمگروں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا کیونکہ شیث کے فرزندوں نے قابیل کی لڑکیوں سے ازدواج کر لیا تھا اور سرکش و ظالم لوگ ان سے پیدا ہوئے۔

شیثؑ کی اولاد میں سے صرف ۸، افراد کا باقی رہنا اور لمک کی نوحؑ سے وصیت

جب لمک کی موت کا زمانہ قریب آیا تو نوحؑ، حام، سام، یافث اور ان کی عورتوں کو بلایا یہ لوگ آٹھ آدمی تھے جو شیث کے اولاد میں باز ماندگان میں شمار ہوتے تھے اور شیث کی اولاد میں ان ۸، افراد کے علاوہ کوئی (سچے دین پر) باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اور باقی لوگ کوہ مقدس سے نیچے اتر آئے اور قابیل کی اولاد کے پاس چلے گئے اور ان سے آمیزش و اختلاط پیدا کر لیا تھا۔ لمک نے ان آٹھ افراد پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت طلب کی اور ان سے کہا:

اُس خداوند متعال سے سوال کرتا ہوں جس نے آدم کو پیدا کیا کہ وہ ہمارے باپ آدمؑ کی برکت کو تم پر باقی رکھے اور سلطنت و قدرت تمہاری اولاد میں قرار دے۔۔

اے نوحؑ! میں مر جاؤں گا اور اہل عذاب میں سے تمہارے علاوہ کوئی نجات نہیں پائے گا جب میں مر جاؤں تو میرا جنازہ غار گنج میں جہاں حضرت آدم کا جنازہ ہے رکھ دینا اور جب خدا کی مرضی ہو کہ کشتی پر سوار ہو تو ہمارے باپ آدم کے جسد کو اٹھا کر اپنے ساتھ اسے لے کر پائینتی کی طرف جاؤ اور کشتی کے اوپری کمرہ میں رکھ دو اور تم اور تمہاری اولاد کشتی کے مشرقی سمت میں اور تمہاری بیوی اور بہوویں مغربی سمت میں جگہ لیں۔ جسد آدم کو تمہارے درمیان میں ہونا چاہیے، نہ تم ان عورتوں تک دسترسی رکھو اور نہ وہ عورتیں تم تک رسائی رکھیں نہ ان کے ساتھ کھاؤ اور نہ ہی پیو اور ان سے نزدیک نہ ہو یہاں تک کہ کشتی سے باہر آ جاؤ۔۔۔ جب طوفان تھمے اور کشتی سے نیچے اتر جاؤ تو

Presented by Ziaraat.com

حضرت آدمؑ کے جسد پر نماز پڑھو۔ اس کے بعد اپنے فرزند ارشد سام سے وصیت کرو کہ جسد حضرت آدمؑ کو اپنے ہمراہ لے جائے اور زمین کے بیچ میں رکھ دے اور کسی ایک فرزند کو مقرر کرو کہ اس کے پاس رہے۔

یہاں تک فرمایا کہ:

خداوند عالم فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو اس (سام) کا راہنما قرار دے گا تا کہ اس کا مونس و غمخوار رہے اور زمین کے درمیان میں اس کی راہنمائی کرے۔ (تاریخ یعقوبی، ج ا، ص ۱۲، ۱۳، طبع بیروت ۱۳۷۹ھ)

ہم حضرت نوحؑ سے پہلے کے اوصیاء و انبیاء کے حالات کو قرآن کریم اور اسلامی منابع کی رو سے اتنی ہی مقدار میں نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں، اب خدا کی تائید و مرضی سے ان کی سوانح توریت سے بیان کریں گے۔

پیغمبروں کے اوصیاء کی تاریخ توریت کی روشنی میں

توریت کی نقل کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک اوصیاء کی کچھ سرگذشت سفر تکوین اصحاح پنجم میں مذکور ہے:

یہ کتاب میلاد آدم ہے جس دن خداوند عالم نے آدمؑ کو اپنے ہاتھ (دست قدرت) سے خلق فرمایا انہیں نرینہ اور مادینہ پیدا کیا اور انہیں برکت دی اور اسی روز تخلیق ان کا نام آدم رکھا حضرت آدمؑ ایک سو تیس سال کے ساتھ کہ ان کی شکل و صورت کا ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام (شیث) رکھا آدمؑ نے شیث کے پیدا ہونے کے بعد دنیا میں آٹھ سو سال زندگی گذاری اور اس مدت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے باپ ہوئے (کثیر اولاد ہوئی) حضرت آدمؑ کی پوری مدت عمر نو سو تیس سال تھی اور آپ نے اسی عمر میں رحلت کی ہے۔

شیث ایک سو پانچ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (انوش) پیدا ہوئے شیث انوش کی پیدائش کے بعد آٹھ سو سات سال زندہ رہے اور اتنی مدت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے مالک ہوئے شیث کی پوری مدت عمر ۹۱۲ سال تھی تب انتقال ہوا۔

انوش بھی نوے سال کے تھے کہ ان کے فرزند (قینان) پیدا ہوئے انوش قینان کی پیدائش کے بعد آٹھ سو پندرہ سال زندہ رہے اور صاحب اولاد ہوئے پھر نو سو پانچ سال کی عمر میں رحلت کر گئے قینان ستر سال کے تھے کہ ان کے بیٹے "مہلَلئیل" (مہلائیل) پیدا ہوئے، قینان مہلائیل کی پیدائش کے بعد آٹھ سو چالیس سال زندہ رہے اور ان کے بہت سے بیٹے اور بیٹیاں تھیں اور نو سو دس سال کی عمر میں وفات پائی۔

(مہلائیل) ۶۵ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (یارد) پیدا ہوئے مہلائیل یارد کی پیدائش کے بعد آٹھ سو تیس سال زندہ رہے، لڑکوں اور لڑکیوں والے ہوئے پھر انتقال کر گئے مہلائیل کی مدت عمر پورے ۸۹۵ سال

Presented by Ziaraat.com

ہے۔

یارد ۶۲ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (اخنوخ) پیدا ہوئے اخنوخ کی پیدائش کے بعد آٹھ سو سال زندہ رہے، لڑکوں اور لڑکیوں والے ہوئے یارد کی پوری عمر نو سو باسٹھ سال ہے پھر اس کے بعد انتقال کر گئے۔

اُخنوخ ۶۵ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (متوشلخ) پیدا ہوئے۔ اخنوخ متوشلخ کے پیدا ہونے سے خدا کے پاس جانے تک ۳۰۰ سال مزید زندہ رہے اور اس مدت میں صاحب اولاد ہوئے لہٰذا اخنوخ کی پوری مدت حیات ۳۶۵ سال ہے اخنوخ خدا کے جوار میں چلے گئے اس کے بعد کبھی دکھائی نہیں دیئے کیونکہ خداوند عالم نے انہیں اٹھا لیا تھا۔

متوشلخ ۱۸۷ سال کے تھے کہ ان کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں متوشلخ کی پوری مدت حیات ۹۶۹ سال ہے پھر اس کے بعد انتقال کر گئے۔

(لامک) ۱۸۶ سال کے سن میں صاحب فرزند ہوئے ان کا نام نوح رکھا اور کہا یہ بچہ، ہمارے کاروبار اور اس زمین کے حاصل سے جس پر خدا نے لعنت کی ہے ہمیں بہرہ مند کرے گا۔

لمک نوح کی پیدائش کے بعد ۵۹۵ سال زندہ رہے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں لامک کی پوری مدت حیات ۷۷۷ سال ہے پھر انتقال کر گئے، نوح پانچ سو سال کے تھے کہ ان کے بیٹے سام، حام اور یافث پیدا ہوئے۔

☆☆☆

اسی طرح توریت نے آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان اوصیاء کے حالات نقل کرنے میں ہر ایک کی مدت عمر کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے مگر اخنوخ کی خبر میں اس جملے (اور اخنوخ خدا کے پاس گئے کیونکہ خداوند عالم نے انہیں اُٹھا لیا تھا) کا بھی اضافہ ہے۔ قرآن کریم نے بھی اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا) ہم نے اسے بلند جگہ پر اٹھا لیا۔

اس بحث کا نتیجہ

خداوند عالم نے حضرت آدم کو بخش دیا اور انہیں لوگوں کی ہدایت اور اولین انسانوں کو جن چیزوں کی ضرورت تھی یعنی ان کے زمانے کے انسانوں کو جن اسلامی احکام کی ضرورت تھی اس کی تبلیغ کے لئے انتخاب کیا۔ پھر اس وقت انہیں اپنے پاس بلا لیا اور ان کے بعد اوصیاء شریعت کی حفاظت اور پاسدار اور لوگوں کی ہدایت کے لئے اس کی تبلیغ کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ انسان حضرت ادریسؑ کے زمانے تک دھیرے دھیرے تہذیب و تمدن سے

Presented by Ziaraat.com

نزدیک ہوتا گیا اور تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ زندگی کی راہ میں اسلامی احکام کی شرح و بیان کی نئے سرے سے ضرورت محسوس ہوئی یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم نے ادریس پیغمبرکو ان چیزوں کے لئے جن کی ان کے ہم عصر لوگوں کو ضرورت تھی ''یعنی اسلامی احکام'' کی وحی کی تو آپ نے بھی احسن طریقہ سے اپنی رسالت انجام دی، خدا نے جس چیز کی انہیں وحی کی تھی لوگوں کی ہدایت کی خاطر انہیں تبلیغ کی؛ اس کے بعد حکمت خداوندی یہ رہی کہ انہیں بلند جگہ پر لے جائے، خدا جانتا ہے کہ انہیں کیسے اور کہاں بلندی پر لے گیا، اس بحث میں اس کی تحقیق کی گنجائش نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اسلامی مصادر میں انبیاء واوصیاء کی خبروں سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ہرایک نے اپنے وصی سے حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے بارے میں جو کہ اس کو منتقل ہوتا تھا، عہد و پیان لیا اور اس نے بھی اپنے بعد کے وصی کے ساتھ ایسا ہی کیا اور اسے متعہد و پابند بنایا۔

اس عہد و پیان پر تاکید قرآن مجید میں نمایاں اور روشن ہے:

(وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا ... الفَاسِقُونَ)

جب خداوند عالم نے پیغمبروں سے پیمان لیا، کہ چونکہ تمہیں کتاب و حکمت دی، پھر جس وقت تمہارے پاس وہ پیغمبر جائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تمہیں چاہیے اُس پر ایمان لا کر اُس کی نصرت کرو (خداوند عالم نے پیغمبروں سے فرمایا) آیا اقرار کرتے ہو اور اپنی امتوں سے اس کے مطابق پیمان لیا ہے؟ سب نے کہا، ہاں: اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا اس پر گواہ رہنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں لہٰذا جو کوئی اس کے بعد (آخری رسولؐ کے آنے کے بعد) حق سے روگردانی کرے یقیناً وہ فاسقوں میں ہوگا۔ (آل عمران، ۸۱، ۸۲)

طبری نے پہلی آیت کی تفسیر میں حضرت امام علیؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

خداوند عالم نے حضرت آدمؑ اور ان کے بعد کے پیغمبری کے لئے مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ ان سے حضرت محمدؐ کے سلسلہ میں عہد و پیمان لیا پھر اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی:

(وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ ....)

دوسری آیت کی تفسیر میں حضرتؑ سے نقل کیا ہے کہ آیہ کریمہ اس مطلب کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے: اس مطلب پر اپنی امتوں پر گواہ رہنا کہ میں تم پر بھی گواہ ہوں اور اُن پر بھی۔

لہٰذا اے محمدؐ! جو بھی اس عہد و پیمان کے بعد ان تمام امتوں میں سے تم سے روگردانی کرے وہ فاسقوں میں

Presented by Ziaraat.com

سے ہوگا۔ (تفسیر طبری، ج ۳، ص ۲۳۲ اور ۲۳۸؛ زاد المسیر فی علم التفسیر، تالیف، ابن جوزی، ج ۱، ص ۳۱۶؛ تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۳۷۸، الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ؛ اور تفسیر قرطبی، ج ۴، ص ۱۲۵)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں قرطبی فرماتے ہیں:

یہاں پر حضرت علیؑ اور ابن عباس کے بقول "رسول" سے مراد حضرت محمدؐ ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں:

یہ دونوں مذکورہ آیتیں اُن چند آیات کے مجموعہ کے ضمن میں ذکر ہوئی ہیں جو خود ہی ایسی بات پر گواہ ہیں کہ حضرت علیؑ سے روایت کی گئی ہے، کہ جس کے آغاز ہی میں خداوند عالم نے اس طرح فرمایا: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو کتاب سے تھوڑا بہرہ مند ہوئے ہیں جب انہیں کتاب خداوندی کی دعوت دی گئی تاکہ وہ لوگ اپنے درمیان قضاوت کریں، تو ان میں سے بعض گروہ نے پچھلے پاؤں لوٹ کر روگردانی کی اور وہ لوگ اعراض (روگردانی) کرنے والوں میں ہیں؟ (سورۂ آل عمران، آیت ۲۳)

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾

(اے پیغمبر) کہدو: اگر جو کچھ تم لوگ دل میں رکھتے ہو خواہ چھپاؤ یا آشکار کرو خدا سب جانتا ہے۔ (سورۂ آل عمران، آیت: ۲۹)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

(اے پیغمبر) کہو: اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تاکہ خدا تمہیں دوست رکھے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے۔ (سورۂ آل عمران، آیت: ۳۱)

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

(اے پیغمبر) کہو: خدا اور پیغمبر کی اطاعت کرو اگر ان دو سے روگردانی کرو گے، تو بیشک خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ (سورۂ آل عمران، آیت: ۳۲)

چونتیسویں آیت اور اس کے بعد اسی سورہ میں بیان کرتا ہے کہ خدا نے آدمؑ اور نوحؑ کو منتخب کیا اور یہ کہ اس نے کس طرح عیسیٰؑ کو پیدا کیا اور بنی اسرائیل کی طرف بھیجا اور یہ کہ حواری ان پر ایمان لائے۔

Presented by Ziaraat.com

پھر اس کے بعد فرماتا ہے:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

پھر جو بھی (حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں) علم آجانے کے بعد تم سے کٹ حجتی کرے، تو اس سے کہو: آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں، پھر مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیتے ہیں۔ (سورۂ آل عمران، آیت:۶۱)

پھر چند آیات کے بعد فرماتا ہے:

يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اے اہل کتاب! کیوں حق کو باطل کے لباس میں ظاہر کرتے ہو، جب کہ خود بھی جانتے ہو کہ حق چھپا رہے ہو؟ (سورۂ آل عمران، آیت:۷۱)

دوسری جگہ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا، چونکہ ہم نے تمہیں کتاب و حکمت بخشی ہے۔۔۔ (سورۂ آل عمران، آیت:۸۱)

اس طرح سیاق آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم کی فرمایش سے مراد سورۂ آل عمران کی ۸۱ ویں آیت میں کہ اس میں فرماتا ہے: (تمہاری ہدایت کے لئے اہل کتاب! خدا کی طرف سے ایک رسول آیا جس نے تمہاری کتاب اور شریعت کی صداقت کی گواہی دی، تا کہ ایمان لاؤ اور اس کی نصرت کرو۔۔۔) یہ چیز ہے کہ امتوں سے عہد لیا گیا ہے کہ حضرت ختمی مرتبتؐ کی رسالت پر ایمان لائیں، جس طرح سے اس کی تفسیر ہم نے حضرت امیرالمومنین علیؑ سے نقل کی ہے۔ ان تمام چیزوں کے علاوہ وہ اُن آیات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کریں گے جسے ہم نے کتاب کے آخر میں ''آخرین شریعت'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے جیسے اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُم)

اہل کتاب، خاتم الانبیاء کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے کہ وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.com

لمک کی اپنے بیٹے نوحؑ [۱] سے وصیت

اور جب لمکؑ کی موت کی وقت قریب آیا تو نوحؑ، سامؑ، حامؑ اور یافثؑ اور ان کی عورتوں کو بلایا، شیثؑ کی اولاد میں صرف ان آٹھ افراد کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا تھا کیونکہ باقی پہاڑ سے نیچے آکر قابیل کی اولاد سے مخلوط ہو گئے تھے اور ان سے راہ و رسم برقرار کر لی تھی۔

ان تمام آیات سے نتیجہ نکلتا ہے کہ خداوند متعال نے گزشتہ انبیاء سے عہد و پیمان لیا ہے کہ اپنی امتوں کو حضرت ختمی مرتبتؐ کی رسالت کے وجوب پر ایمان لانے سے آگاہ کریں (لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، متوفیٰ ۷۴۱ھ، ج ۱، ص ۲۵۲ اور تفسیر البحر المحیط، ابوحیان، متوفیٰ ۷۴۵ھ، ج ۲، ص ۵۰۸، ۵۰۹ اور تفسیر در منثور، سیوطی، متوفیٰ ۹۱۱ھ، ج ۲، ص ۴۷، ۴۸) اور یہ بھی کہ ہر ایک نبی نے اپنے وصی سے اس سلسلہ میں عہد و پیمان لیا ہے جیسا کہ اسلامی منابع و مصادر سے حضرت نوحؑ کے زمانے تک اس کی شرح و تفصیل گذر چکی ہے۔

یہ سب حضرت آدمؑ نے حضرت نوحؑ کے زمانے تک انبیاء اور ان کے اوصیاء کی کچھ خبریں تھیں۔

حضرت نوحؑ کے زمانے میں شیث کے پوتوں نے قابیل کے پوتوں سے آمیز اور اختلاط پیدا کیا اور نتیجہ کے طور پر ایک فاسد، سرکش، گمراہ، بت پرست اور طاغی نسل کو جنم دیا۔

انشاء اللہ ان کے حالات کو حضرت نوحؑ کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

[۱] <u>حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد اوصیاء کے حالات</u>

<u>حضرت نوح علیہ السلام</u>

<u>قرآنی آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کی سیرت و روش</u>

۱۔ خداوند عالم سورۂ حدید کی ۲۶ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾

ہم نے نوح اور ابراہیم کو (رسالت) کے لئے مبعوث کیا اور ان کے فرزندوں کے درمیان کتاب اور نبوت قرار دی، پس ان میں سے بعض ہدایت یافتہ ہیں (لیکن) بہت سارے فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.com

۲۔ سورہ عنکبوت کی ۱۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ؕ

اور ہم نے نوح کو (رسالت کے ساتھ) ان کی قوم کی طرف بھیجا انہوں نے ان کے درمیان ساڑھے نو سو سال زندگی گذاری۔

۳۔ سورۂ مومنون کی ۲۳ سے ۲۵ آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِیْنٍ ۝

(نوح) نے کہا: اے قوم! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ کیا تم لوگ خدا سے ڈرتے نہیں؟!

کافر قوم کے بزرگوں نے کہا، یہ (نوح) تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے اور تم پر سرداری کرنا چاہتا ہے اگر خدا نے کسی پیغمبر کو بھیجنا ہی چاہتا تو کسی فرشتہ کو بھیجتا۔ ہم نے (اس کے ادّعا کو) اپنے گزشتہ آباء اجداد سے نہیں سنا ہے۔ یہ شخص ایک دیوانہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا ایک مدت تک اُس کے حالات کا انتظار کرو۔

۴۔ سورۂ شعراء کی ۱۰۶ تا ۱۰۸ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝

ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا: تم لوگ خدا سے خوف کیوں نہیں کرتے اور پرہیزگار کیوں نہیں ہوتے؟! میں تمہارے لئے ایک امین پیغمبر ہوں لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

۵۔ سورۂ یونس کی ۷۲ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(نوح نے اپنی امت سے کہا:) پس اگر تم لوگ حق سے روگرداں ہو تو میں تم سے کسی جزاء کا طالب نہیں ہوں (کیونکہ) اجر و پاداش خدا ہی کے ذمہ ہے اور میں مامور ہوں کہ مسلمان رہ کر اس کے حکم کے سامنے سراپا تسلیم ہو جاؤں۔

۶۔ سورۂ شعراء کی ۱۱۱ ویں تا ۱۱۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۝ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ

Presented by Ziaraat.com

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿۱۱۶﴾

(نوح کی قوم نے ان حضرت سے) کہا: کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں جب کہ تمہارا اتباع پست لوگ کرتے ہیں؟! فرمایا: مجھے اس سے کیا سروکار کہ ہم دوسروں کے اعمال واحوال کو جانیں، ان کا حساب میرے پروردگار کے ذمہ ہے اگر شعور رکھتے ہو، میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ مومنین کو اپنے پاس سے بھگادوں میں تو آشکار طور پر ڈرانے والا ہوں انہوں نے کہا: اے نوح! اگر تم اپنی بات سے باز نہیں آئے تو ہم تمہیں بری طرح سنگسار کردیں گے۔

۷۔ سورۂ ہود کی ۲۸ ویں تا ۳۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾

(نوح) نے کہا: اے قوم تم لوگ! کیا کہہ رہے ہو جب دیکھو کہ میرے پاس خدا کی جانب سے ایک روشن دلیل ہے اور اس کی رحمت میرے شامل حال ہے پھر بھی حقیقت تم سے پوشیدہ ہی رہے گی؟ کیا میں تمہیں تمہاری خواہش کے خلاف مجبور کروں؟ اے قوم! میں تم سے کوئی مال تو نہیں چاہتا ہوں، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور میں صاحبان ایمان کو نکال بھی نہیں سکتا ہوں کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں البتہ میں تم کو ایک جاہل قوم تصور کر رہا ہوں۔ اے قوم! اگر میں ان خدا رسیدہ مومنین کو اپنے پاس سے بھگادوں، تو کون ہے جو مجھے غضب الٰہی سے بچائے گا؟ آیا نصیحت حاصل نہیں کرتے؟! میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ خدا کے خزانے میرے پاس ہیں اور (اس بات کا) مدعی بھی نہیں ہوں کہ میں علم غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور یہ بھی نہیں کہتا کہ جو لوگ تمہاری نگاہوں میں بے قیمت ہیں انہیں خدا کوئی خیر نہیں دے گا خدا ان کے حال سے زیادہ واقف ہے اگر میں ایسی بات کروں گا تو ظالموں میں شمار ہوں گا انہوں نے کہا اے نوح! تم نے ہم سے جنگ وجدال کی اور ہم سے جدال کو طول دے دیا اگر سچے ہو تو جو کچھ ہم سے وعدہ کیا ہے پیش کرو، نوح نے کہا: اگر خدا چاہے گا تو

Presented by Ziaraat.com

اسے تم پر نازل کر دے گا اور تم اس کے مقابل کوئی قدرت اور راہ فرار نہیں رکھتے۔

۸۔ سورۂ نوح کی ۵ویں تا ۲۸ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ۝۵ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ۝۶ وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ
لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ۝۷ ثُمَّ
اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝۸ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝۹ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ۭ اِنَّهٗ
کَانَ غَفَّارًا ۝۱۰ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا ۝۱۱ وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ
وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا ۝۱۲ مَا لَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝۱۳ وَقَدْ خَلَقَکُمْ اَطْوَارًا ۝۱۴ اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ
اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝۱۵ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝۱۶ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَکُمْ مِّنَ
الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝۱۷ ثُمَّ یُعِیْدُکُمْ فِیْهَا وَیُخْرِجُکُمْ اِخْرَاجًا ۝۱۸ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹
لِّتَسْلُکُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا
خَسَارًا ۝۲۱ وَمَکَرُوْا مَکْرًا کُبَّارًا ۝۲۲ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا یَغُوْثَ
وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝۲۳ وَقَدْ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝۲۴ مِمَّا خَطِیْٓــٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا
نَارًا ۙ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝۲۵ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ
دَیَّارًا ۝۲۶ اِنَّکَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا ۝۲۷ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ
دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝۲۸

نوح نے کہا: خدایا! میں نے شب و روز اپنی قوم کو دعوت دی لیکن میری دعوت نے ان کے فرار میں اضافہ کے سوا کچھ نہیں کیا اور میں نے انہیں جب بھی دعوت دی تا کہ تو انہیں بخش دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھ لیں اور اپنے کپڑے سروں پر ڈال لئے اور عظیم تکبر کیا۔ پھر میں نے انہیں بلند آواز سے دعوت دی۔ پھر آشکار اور پوشیدہ طور پر میں نے اپنی دعوت کا اظہار کیا اور میں نے کہا: خدا سے طلب مغفرت کرو (کیونکہ) وہ بہت بخشنے والا ہے، تا کہ تم پر کثرت سے بارش نازل کرے اور تمہارے اموال اور اولاد کے ذریعے تمہاری نصرت کرے اور تمہارے لئے باغات اور نہریں قرار دے تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ خدا کی عظمت کے سامنے سر نہیں جھکاتے۔ جب کہ اس نے تمہیں مختلف اقسام میں خلق فرمایا ہے؟ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خداوند عالم نے کس طرح ایک پر ایک آسمانوں کو خلق کیا ہے اور ان کے درمیان چاند کو نور اور آفتاب کو ایک بڑا چراغ قرار دیا ہے۔

اور خدا نے تمہیں زمین سے خاص طرز سے پیدا کیا ہے اور پھر تمہیں اس کی طرف واپس کر دے گا اور مخصوص

Presented by Ziaraat.com

طریقے سے خارج کرے گا؟ خداوند عالم نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا تا کہ اس کی وسیع اور دور دراز راہوں میں چلو۔ نوح نے کہا: خدایا! ان لوگوں نے میری مخالفت کی ہے اور ایسے شخص کی بات مانی ہے کہ جس کے مال اور فرزند جز گمراہی وضلالت کے کچھ اور نہیں بڑھا سکتے اور ان لوگوں نے فریب دیا، عظیم فریب اور کہا: اپنے خداؤں سے دور نہ ہونا اور انہیں نہ چھوڑنا ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نامی بتوں کو انہوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے اب تو ظالموں پر ضلالت و گمراہی کے سوا کچھ اضافہ نہ کر تا وہ لوگ اپنے گناہوں کے سبب غرق ہو گئے اور عظیم آگ میں داخل ہو گئے اور خدا کے علاوہ کسی کو اپنا ناصر نہیں پایا۔

نوح نے کہا: خدایا! روئے زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ رکھ کہ اگر تو انہیں زندہ چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور بدکار کافر کے علاوہ کسی اور کو جنم نہیں دیں گے۔ خدایا! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں باایمان داخل ہو اور تمام مومنین و مومنات کو بھی اور ستمگروں کو ہلاکت اور نابودی کے سوا کچھ اور نہ دے۔

٩۔ سورۂ ہود کی ٣٧ تا ٤٨ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ۝ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۙ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ۝ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ ۖ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ

Presented by Ziaraat.com

وَّمَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞

ہماری نگرانی اور راہنمائی میں کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں ہم سے بات نہ کرنا کہ وہ غرق ہو جائیں گے۔ نوح کشتی بنانے لگے اور جب بھی ان کی قوم کا کوئی گروہ ان کی طرف سے (ان کے پاس سے) گذرتا تو وہ مذاق اڑاتے تھے۔ نوحؑ نے کہا: اگر تم لوگ ہمارا مذاق اڑاؤ گے تو ہم بھی اس طرح تمہارا مسخرہ کریں گے اور مذاق اڑائیں گے۔ بہت جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون ہے جس تک ذلیل اور رسوا کرنے والا عذاب پہنچے گا اور دائمی عذاب اس پر نازل ہوگا۔ یہاں تک کہ ہمارا فرمان پہنچا اور تنور سے پانی ابلنے لگا تو ہم نے کہا: ہر حیوان کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کرو۔ اپنے اہل وعیال کو بھی سوار کرو، سوائے اس کے جس پر عذاب کا وعدہ گذر چکا ہے اور مومنین کو بھی سوار کرو اور اس (نوح) پر بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے۔ نوح نے ان سے کہا: کشتی میں سوار ہو جاؤ، اس کی نقل وحرکت خدا کے نام سے ہے، بیشک میرا خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ کشتی انہیں پہاڑ جیسی موج کے درمیان لے جا رہی تھی، نوحؑ نے اپنے بیٹے کو جو کنارہ کھڑا تھا آواز دی اور کہا: میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کی ہمراہی اختیار نہ کرو۔ اس نے کہا: ابھی میں ایسے پہاڑ پر پناہ لوں گا جو مجھ کو سیلاب سے محفوظ رکھے گا۔ نوحؑ نے کہا: آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے، سوائے اس شخص کے جس کو خدا نے اپنی رحمت میں شامل کر رکھا ہے؛ (اتنے میں) ان دونوں کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی اور وہ غرق ہو گیا۔ خدا کا فرمان پہونچا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! (برسنے سے) رک جا اپنی بارش بند کر دے اور پانی زمین کی تہہ میں پہنچ گیا اور جس کا حکم دیا گیا تھا وہ انجام پا گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا کر رکی اور کہا گیا: ظالمین رحمت خدا سے دور ہیں۔ اور نوحؑ نے اپنے رب کو آواز دی کہ: خدایا! میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے اور تو تمام انصاف کرنے والوں میں سب سے زیادہ عادل اور منصف ہے۔ خدا نے کہا: اے نوح وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے وہ ایک غیر صالح عمل ہے، جو تم نہیں جانتے اس کی مجھ سے درخواست نہ کرو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں جاہلوں میں نہ ہو جانا۔ نوح نے کہا: خدایا! تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے ایسی چیز طلب کروں جسے نہیں جانتا ہوں۔ اگر تو مجھے معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا۔ کہا گیا! اے نوح! ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ نیچے اتر آؤ اور یہ سلامتی اور برکتیں تم پر اور ان لوگوں پر ہیں جو تمہارے ہمراہ ہیں اور کچھ قومیں ایسی ہیں جنہیں ہم پہلے راحت دیں گے پھر اس کے بعد ہماری طرف سے ان پر عذاب نازل ہوگا۔

۱۰۔ سورۂ صافات کی ۷۷ تا ۸۱ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

Presented by Ziaraat.com

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور ہم نے صرف ان کی ذیت کو باقی رکھا۔ اور آئندہ والوں کے درمیان ان کا نیک نام باقی رکھا ساری خدائی میں نوح پر سلام ہو۔ ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں ہی، وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں۔

۱۱۔ سورۂ ہود کی ۴۹ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۚ فَاصْبِرْ ۚ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

یہ سب کچھ غیب کی باتیں ہیں جن کی ہم نے تم پر وحی کی ہے، نہ تم انہیں اس سے پہلے جانتے تھے اور نہ ہی تمہاری قوم۔ صبر و تحمل سے کام لو کہ انجام پرہیزگاروں کے نفع میں ہے۔

کلمات کی تشریح

۱۔ فعمیت علیکم:

عمیت الاخبار والامور عنہ وعلیہ: اخبار اور واقعات اُس سے پنہاں اور پوشیدہ رہ گئے، عمی علیہ طریقہ یعنی راہ اُس پر پوشیدہ ہوگئی۔

۲۔ بمعجزین:

اعجز فلان اُس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی فرار کرے اور گرفتار نہ ہو، کہ یہی موقع اور مقام کے اعتبار سے مناسب ہے۔

۳۔ استغشوا ثیابھم:

خود کو لباس سے ڈھانپ لیا (سر پر لباس ڈال لیا) تا کہ وہ لوگ اسے سنیں لیکن دیکھ نہ سکیں۔

۴۔ مدراراً: لگاتار اور موسلا دھار برسنا

۵۔ وقاراً:

حلم و بردباری، ایسا سکون و اطمینان جو عظمت کے ساتھ یہاں پر عظمت کے معنی مناسب ہیں۔

۶۔ اطواراً:

اس کے مفرد طور ہے جو حالت اور شکل کے معنی میں آتا ہے۔

۷۔ طباقاً:

Presented by Ziaraat.com

تہہ بہ تہہ اور ایک دوسرے کے اوپر قرار پانا، خواہ فاصلہ کے ساتھ ہو یا بغیر فاصلہ کے۔

۸-فجاجاً:

کشادہ راستے اس کا مفرد فج آتا ہے۔

۹-تباراً:

ہلاکت اور نابودی

۱۰-باعیننا:

ہماری راہنمائی اور نگرانی میں اور ہماری پناہ میں۔

۱۱-تنور:

منجملہ اس کے معنی چشمہ اور فوارہ کے ہیں۔ حضرت نوحؑ کی شرح حال سے متعلق تاریخ ابن عساکر (تاریخ ابن عساکر، خطی شمارہ ۳۲۹، الف) میں اس طرح ذکر ہوا: یہ تنور مسجد کوفہ کے ایک کونے میں واقع تھا۔

۱۲-غیض:

پانی زمین کے اندر چلا گیا۔

۱۳-جودی:

اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ یہ "جودی" جزیرہ ابن عمر میں واقع تھا یا موصل کے اردگرد، یا غری میں نہر فرات سے قریب نجف کی بلندیوں پر یا دوسری جگہ۔

کتاب مقدس کی قاموس میں مذکور ہے: حضرت نوحؑ کی کشتی آرارات نامی پہاڑ پر ٹھہری جو کہ نہر ارس اور دریائے وان کے درمیان واقع ہے۔ (جودی) کی لغت کے بارے میں حموی کی معجم البلدان میں مذکور ہے: جودی دجلہ کے شرق اور موصل کے اطراف میں ابن عمر نامی جزیرہ پر واقع ایک پہاڑ ہے۔ جس پر حضرت نوحؑ کی کشتی رکی تھی۔

(استوت علی الجودی) کی تفسیر طبری، ابن کثیر اور سیوطی میں چند روایات کے ضمن میں مذکور ہے: جودی جزیرۂ ابن عمر میں ہے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ موصل میں واقع ہے۔ (تفسیر طبری، ج ۱۲، ص ۲۹۔ ۳۰؛ تفسیر ابن کثیر، ص ۴۴۶، ۴۴۷؛ الدار المنثور، ج ۳، ص ۳۳۱، ۳۳۴، ۳۳۵) اور روضہ کافی میں مذکور ہے کہ: کوہ جودی وہی فرات کوفہ ہے۔ روضہ کافی کے اس مطلب کی تشریح میں مجلسیؒ مرآۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں: احتمال ہے کہ یہ مطلب درحقیقت "قریب الکوفہ" یعنی کوفہ سے قریب تھا کہ بعد میں نسخہ برداری میں "فرات

Presented by Ziaraat.com

الکوفہ'' سے تصحیف اور تبدیل ہوگیا ہے۔ (روضۃ الکافی، حدیث ۴۲۱؛ اسی طرح بحار الانوار، ج۱۱، ص ۳۰۳، ۳۱۳، ۳۳۳، ۳۳۸)

''جودی'' سے متعلق آقا سید سامی البدری سوال کے جواب میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ:

اُس توریت میں جو عربی زبان میں ترجمہ ہوئی ہے مذکور ہے کہ نوحؑ کی کشتی ''آراراط'' کے پہاڑ پر ٹھہری تھی۔ اور کتاب مقدس کی قاموس میں مذکور ہے: یہ ایک عبری زبان کا لفظ ہے کہ جو آکادی کے لفظ ''اورارطو'' سے لیا گیا ہے جو کہ عراق کے شمال میں واقع آشور کی پہاڑی نہروں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ نوحؑ کی کشتی انہیں پہاڑوں میں سے کسی ایک پر ٹھہری تھی۔

لیکن میری نظر میں کلمہ ''آکادی'' ''اورارطو'' دو جز سے تشکیل پایا ہے۔

۱۔ ''اور'' جو شہر کے معنی میں ہے جیسے ''اورشلیم'' شہر سلام کے معنی میں ''اور کلدانیین'' کلدنیوں کے شہر کے معنی میں اور ''بیل'' شہر بت بعل۔

۲۔ ''ارطو'' یا ''اردو'' کہ یہ لفظ بھی متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے منجملہ نہر فرات کا ایک نام ہے اور شہر بابل کا قدیم نام ہے۔

جو کہا گیا اس بنیاد پر کلمہ ''اورارطو'' آکادی زبان میں شہر فرات اور شہر بابل تھا۔

جو چیز میرے نظریہ کی تائید کرتی ہے وہ حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے عہد میں عبری توریت کا آرامی ترجمہ ہے کہ آج یہودیوں کے نزدیک ''اونقلیوس کے ترجمہ'' کے نام سے مشہور ہے وہاں پر ''کلمہ'' آرارا کا ترجمہ ''قردو'' اور ''قردون'' سے کیا ہے اور سریانی زبان کی تورات نے بھی اسی معنی کو اخذ کیا اور لیا ہے۔

عہد آشور کے سلسلہ میں تحقیق کرنے والے دانشور کہتے ہیں: ''قردو'' ایک نام ہے جو حضرت مسیحؑ کی ولادت سے ۱۵۰۰ سال پہلے کشینوں کی طرف سے (کہ جنھوں نے تقریباً چار سو سال بابل پر حکمرانی کی ہے) سرزمین بابل کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

اس لحاظ سے ارارات کے پہاڑ وہی بابل یا فرات کے پہاڑ ہیں جو بلند چٹانوں اور پراگندہ طور پر کم بلندی والے پہاڑوں کا ایک مجموعہ ہیں جو کہ نجف کی سہ گانہ بلندیوں سے شروع ہو کر دریائے نجف اور حبانیہ کے شمال غربی تک چلے گئے ہیں ''جو'' ''الطارات'' سے معروف ہیں۔ ان سب میں سب سے زیادہ اونچائی نجف کی اونچائی ہے جو زمانہ قدیم میں ''کوفان'' نامی پہاڑ سے مشہور تھی۔

لیکن روضۃ کافی کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ: ''جودی پر جا کر ٹھہری اور وہ فرات کوفہ ہے'' یہ اس بات کا

Presented by Ziaraat.com

موید ہے کہ لفظ (جودی) یا (جودا) فرات کوفہ کا ایک نام ہے کہ پتھر پر مکتوب ابھی جلد ہی حاصل ہوا ہے۔ہم نے اس کی مفصل داستان اور شرح طوفان نوحؑ کے بارے میں مطالب تحریر کئے ہیں اس میں ذکر کی ہے۔(ان آیات کی تفسیر کے بارے میں جو اللہ کے پیغمبروں کی سرگذشت سے مربوط ہے انشاء اللہ جو کچھ ہماری آئندہ بحثوں سے متعلق ہوگا ہم اس کی تحقیق اور چھان بین کریں گے۔

اس کے بعد حضرت ادریسؑ پر جو کچھ اس کی تکمیل کے لئے نازل ہوا تھا اسے عصر نوحؑ کے لوگوں کی ضرورت برطرف نہیں ہو رہی تھی کیونکہ اس پیغمبر کے دور کے لوگ دھیرے دھیرے "ود، سواع، یغوث، یعوق" اور نسر نامی بتوں کی پرستش کی طرف مائل ہو گئے تھے یہ بت دراصل مجسمہ تھے ان پانچ نیک اور شائستہ افراد کی یادگار کے جو حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے زمانے کے درمیان زندگی گذار چکے تھے جنہیں اس زمانے کے لوگوں نے تراشا تھا اور ان کے ذریعہ ان بزرگوں کی یاد مناتے تھے۔شیطان نے اسی راہ سے فائدہ اٹھایا اور انہیں آمادہ کیا کہ ان ہیکلوں سے تبرک حاصل کریں اور آہستہ آہستہ ان کی عبادت اور پرستش کریں اور انہیں چھوٹے خداؤں کے عنوان سے "اللہ" کے مقابلے ایک خدا قبول کریں"۔

حضرت نوحؑ ۹۵۰ سال ان کے درمیان رہے اور انہیں خداوند عالم کی عبادت و پرستش اور احکام اسلام پر عمل کرنے اور بت پرستی کے ترک کرنے کی دعوت دیتے رہے۔لیکن ان کی طغیانی اور سرکشی میں اضافہ ہوتا گیا، ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو شدید تکلیف پہنچائی اور اذیت دی اور ان پر ایمان نہیں لائے اس وجہ سے خدا نے ان پر بارش کو روک دیا کیونکہ خدا کی حکمت اس بات کی تھی کہ جو امتیں اپنے پیغمبروں کی تکذیب کرتی تھیں وہ بے چارگی، فقر و فاقہ، مشقت، جان اور مال کے نقصان میں مبتلا ہوں تا کہ شاید ان کی سمجھ میں آجائے اور خدا کے حضور معافی تلافی کریں۔نوحؑ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ توبہ کریں اور خدا کی سمت آجائیں اور ان سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو خداوند عالم ان کے کھیتوں میں موسلا دھار بارش نازل کرے گا لیکن انہوں نے اس کے برعکس اپنے عناد اور انحراف میں اضافہ کیا اور انہیں ذلیل وخوار سمجھا اور ان کو ایذا دینے اور تکلیف پہنچانے کے لئے آمادہ ہو گئے، مجملہ یہ ہے کہ انہیں میں سے ایک اپنے بیٹے کو حضرت نوحؑ کے پاس لایا اور اپنے بیٹے کو بتایا کہ یہ نوحؑ ہیں اور کہا: اے فرزند! اگر تو میرے بعد زندہ رہے تو ہرگز اس دیوانے پر ایمان نہ لانا!!

اس عناد اور دشمنی، ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ خدا کے مہلک عذاب کے مستحق ہوئے سب سے پہلے یہ عذاب نازل ہوا کہ ان کی عورتیں بانجھ ہو گئیں اُس وقت خدا نے نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیا نوحؑ نے حکم کی تعمیل کی اور خدا کی تعلیم و راہنمائی کے ساتھ اور اس کے تحت نظر اس کی تعمیر میں مشغول ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.com

پھر تنور سے پانی ابلنے کے ساتھ جو کہ طوفان کے شروع ہونے کی علامت تھی طوفان کا آغاز ہوا، ابن عساکر کے بقول وہ مذکورہ تنور مسجد کوفہ کے ایک گوشہ میں واقع تھا۔ (تاریخ ابن عساکر شرح حال نوحؑ، خطی نسخہ مجمع علمی اسلامی میں، ص ۳۲۹ الف)

نوحؑ نے اپنے ایمان لانے والوں اور کچھ جانوروں کو کشتی پر سوار کیا پھر زمین نے ہر گوشے سے اپنا منھ کھول دیا اور سیل رواں جوش کھانے لگا اور شدید بارش ہونے لگی، پانی نے زمین کو چھپالیا یہاں تک کہ نوحؑ کی کشتی کو اٹھا کر اسے موجوں کے درمیان پہاڑوں کی بلندی پر لے گیا۔

نوحؑ کا بیٹا کشتی پر سوار ہونے سے انکار کر گیا۔ نوحؑ کی پدرانہ شفقت نے دل میں درد پیدا کیا ایسی شفقت جو تمام انسانوں کو ہوتی ہے۔ لہٰذا بیٹے کو خطاب کر کے آواز دی:

(یَا بُنَیَّ ارْکَبْ مَعنا وَلاَ تَکُن مَعَ الکَافِرِینَ. قَالَ سَآوِی إِلَی جَبَلٍ یَعصِمُنِی مِنَ المَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الیَومَ مِنْ اَمْرِ اللهِ اِلَّا مَنْ رَحِمَ وَحَالَ بَیْنَهُمَا المَوجُ فَکَانَ مِنَ المُغرَقِینَ. فَنَادی نُوحُ رَبَّه فَقَالَ رَبِّ انَّ ابنِی مِنْ اهلِی وَانَّ وَعدَكَ الحَقُّ وَاَنتَ احکمُ الحَاکِمِینَ. قَالَ یَانُوحُ اِنَّهُ لَیْسَ مِن اهلِكَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسألنِی مَالَیْسَ لَكَ بِهِ علم)

اے میرے بیٹے! ہمارے ہمراہ کشتی پر سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ رہو۔ نوحؑ کے بیٹے نے کہا: میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو میری اس پانی سے حفاظت کرے گا۔ نوحؑ نے کہا: آج کے دن امر خدا سے کوئی چیز بچانے والی نہیں ہے، مگر وہ شخص کہ جس پر خدا نے رحم کیا ہو، (اس اثناء میں) ان کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ غرق ہو گیا۔ نوحؑ نے اپنے رب کو آواز دی کہ: خدایا میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے اور تو تمام حاکموں میں بہتر حکم کرنے والا ہے۔

خدا نے کہا: اے نوح: وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے اس نے نازیبا حرکتیں کی ہیں لہٰذا تم جو نہیں جانتے ہو اس کا مجھ سے مطالبہ نہ کرو۔

نوحؑ اللہ کے خطاب کے ذریعہ اس حقیقت سے واقف ہو گئے جس انہیں علم نہیں تھا اور سمجھ گئے کہ ان کا بیٹا اپنے ناروا اور نازیبا افعال کے باعث خدا کے عذاب کا مستحق ہو گیا ہے اور عرض کیا۔

(رَبِّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ اَنْ اَسْاَلَكَ مَالَیْسَ لِی بِهِ علم...)

خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تجھ سے ایسی چیز کا مطالبہ کروں جو نہیں جانتا۔

خداوند عالم ان تمام لوگوں کو جو نوحؑ کی کشتی پر سوار نہیں ہوئے تھے ہلاک کر دیا، اس کے بعد سیل آسا بارش

Presented by Ziaraat.com

بند ہوئی اور سارا پانی زمین کے اندر چلا گیا اور جو لوگ کشتی پر سوار تھے بابل کی سرزمین پر اترے۔ (حموی معجم البلدان میں مادہ بابل کے ذیل میں اختصار کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: بابل اس علاقہ کا نام ہے کہ انہیں میں سے (حلہ اور کوفہ بھی ہے) جہاں نوح اور ان کے ساتھی کشتی سے نیچے آئے اور ایک پناہ گاہ بنائی، یہ پہلی جگہ ہے کہ وہ لوگ اس جگہ آبادی کر کے رہنے لگے اور یہاں پر تولید و نسل کا سلسلہ بڑھایا یہاں تک کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور ان میں سے بادشاہت کے مالک ہوئے اور شہروں کی بنا کی ان کی زندگی حدود دجلہ اور فرات اور دجلہ کی طرف سے نیچے (کسکر) اور کوفہ کی طرف سے ماوراء ''کوفہ'' تک پھیل گئی کہ اسے سواد کہتے ہیں اور ان کے بادشاہوں نے بابل میں اپنی پناہ گاہ بنائی اور اسی کو پایۂ تخت بنایا۔) اور جن حیوانات کو نوحؑ نے اس پر سوار کیا تھا باہر آئے اور زمین پر پھیل گئے۔

جو لوگ حضرت نوحؑ کے بعد آج تک وسیع و عریض زمین پر پیدا ہوئے ہیں ان کے تین فرزندوں سام، حام اور یافث کی نسل سے ہیں۔

قریش کو حضرت نوحؑ کے واقعہ سے آگاہی نہیں تھی اور غیبی اخبار کے ذریعہ کہ جنہیں حضرت ختمی مرتبتؐ نے وحی کے ذریعہ دریافت کیا تھا اُس واقعہ سے مطلع ہوئے۔

جو کچھ بیان ہو چکا وہ آیات کی تفسیر میں اخبار نوحؑ کا خلاصہ تھا، بعض اخبار ہیں جو اسلامی منابع و مآخذ میں مذکور ہوئے ہیں۔

اب ہم اسلامی مآخذ میں: اب ہم حضرت نوحؑ کے اخبار کے دوسرے حصہ سے بحث کرتے ہیں۔

اسلامی مصادر میں حضرت نوحؑ کی داستان

ہم تاریخ یعقوبی سے (اختصار کے ساتھ) اس طرح نقل کرتے ہیں:

خداوند عالم اخنوخ کے زمانے میں کہ اخنوخ نوحؑ کے جد اور ادریس پیغمبر ہیں ان کے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نوحؑ کو وحی کی اور حکم دیا کہ اپنی قوم کو ڈرائیں اور گناہوں کے ارتکاب سے جن کے وہ لوگ مرتکب ہوتے ہیں دور رکھیں اور اللہ کے عذاب سے ڈرائیں، نوحؑ نے حکم کی تعمیل کی اور خود اللہ کی عبادت اور قوم کو اس کی طرف دعوت دینے میں مشغول ہو گئے۔

پھر یعقوبی (اور دوسرے مورخین) مفصل شرح و بسط کے ساتھ جو ہم نے اختصار سے اس سے پہلے گزشتہ آیات کی تفسیر میں ذکر کیا ہے ذکر کرتے اور تحریر فرماتے ہیں:

نوحؑ نے کشتی سے نکلنے کے بعد ۳۶۰ سال زندگی گذاری اور جب موت قریب آ گئی تو اپنے ←

Presented by Ziaraat.com

لمک نے ان آٹھ افراد پر درود بھیجا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی اور کہا:

اس خدا سے دعا کرتا ہوں جس نے آدم کو زیور تخلیق سے آراستہ کیا کہ ہمارے باپ آدم کی برکت تم پر نازل کرے اور حکومت و سلطنت تمہارے فرزندوں میں قرار دے۔ میں مرجاؤں گا اور اے نوح! تمہارے سوا ان میں سے کوئی دوسرا جو عذاب خداوندی کا مستحق ہے نجات نہیں پائے گا اور جب میں مرجاؤں تو مجھے اٹھا کر غار گنج (جہاں حضرت آدم کا جسد رکھا ہوا ہے) میں رکھ دینا اور جب خدا کا ارادہ ہو کہ کشتی میں سوار ہو تو مجھے اور جسد آدم کو اٹھا کر پہاڑ کے نیچے لے آؤ اور ہمیں اپنے ساتھ ساتھ رکھو اُس وقت تک کہ جب تک کشتی سے باہر نہ آجاؤ۔

تینوں فرزندوں (سام، حام، یافث) اور ان کے فرزندوں کو بلایا اور ان سے وصیت کی اور حکم دیا کہ خداوند عالم کی عبادت کریں۔

پھر اس گھڑی سام سے کہا جب میں دنیا سے رحلت کرجاؤں، قبل اس کے کہ کوئی آگاہ ہو تم ہی کشتی میں سوار ہونا اور جسد آدمؑ کو مقدس جگہ جو کہ زمین کے درمیان واقع ہے لے جانا اور اس کے بعد فرمایا:

اے سام: جب تم اپنے بیٹے "ملکیز دق" کی نصرت سے حضرت آدمؑ کے جسد کو اٹھاؤ گے تو خداوند عالم فرشتوں میں ایک فرشتہ کو تمہارے ہمراہ کرے گا تا کہ وہ تمہارے راہنمائی کرے اور تمہیں زمین کے وسط کا پتہ بتائے اس ماموریت کے سلسلہ میں تمہارے کام سے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے؛ کیونکہ یہ آدم کی اپنے بیٹے سے وصیت ہے کہ ہر ایک نے دوسرے سے وصیت کی ہے یہاں تک کہ تم تک پہنچی ہے، جب تم اس جگہ پر جہاں فرشتہ تمہاری راہنمائی کرے پہنچ جانا تو وہاں پر حضرت آدمؑ کے جسد کو سپرد خاک کردینا اور "ملکیز دق" کو حکم دینا کہ اسی جگہ ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کرے اور اس سے جدا نہ ہو اور اللہ کی عبادت اور پرستش کے علاوہ کوئی کام نہ کرے۔ (تاریخ یعقوبی، ج۱، ص ۱۳ اور ص ۱۶، طبع بیروت ۱۳۷۹ھ)

جب نوحؑ کا انتقال ہوگیا تو عراق میں اسی جگہ دفن کردیئے گئے جہاں انتقال ہوا تھا کیونکہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے:

(وَمَا قُبِضَ نَبِيّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ) (سیرۂ ابن ہشام، ج۴، ص ۲۴۳ سنن ابن ماجہ، حدیث ۱۶۲۸ فتح الباری، ج۱، ص ۵۲۹ کنز العمال، ۱۸۷۶۳)

ہر پیغمبر جہاں انتقال کرتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔

اس لحاظ سے، حضرت آدم کا مدفن (دفن کی جگہ) وہیں ہونا چاہیے جہاں ان کا انتقال ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

اور جب طوفان تھم جائے اور کشتی سے باہر آ جاؤ اور زمین پر قدم رکھو تو حضرت آدم کے جسد کے پاس نماز پڑھو اور اپنے بڑے بیٹے سام کو تاکید کرو کہ آدم کے جسد کو اٹھا کر اپنے کسی فرزند کے ساتھ اُس زمین کے وسط میں سپرد خاک کر دے اور۔۔۔ خداوند عالم فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اُس کے ہمراہ بھیجے گا تا کہ اُس کا ہمدم ہو اور وسط زمین کی راہنمائی کرے۔

خداوند عالم نے نوح پر، ان کے جد ادریس پیغمبر کے زمانے میں اور ادریس کو آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے وحی نازل کی اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو طغیانی و سرکشی کے انجام سے ڈرائیں اور انہیں ان گناہوں کے ارتکاب سے منع کریں جن کے وہ مرتکب ہوتے تھے اور انہیں عذاب سے ڈرائیں نوح نے خدا کے حکم کی تعمیل کی اور عبادت خدا اور قوم کو خدا کی طرف دعوت دینے میں مشغول ہو گئے۔

نوحؑ [۱] کی اپنے بیٹے سام سے وصیت

جب حضرت نوح کشتی سے باہر آئے تو تین سو ساٹھ سال تک زندہ رہے اور جب موت کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے سام، حام، یافث اور ان کی اولاد ان کے ارد گرد جمع ہو گئی۔

---

[۱] قرآن کریم میں اوصیاء حضرت نوحؑ میں سے انبیاء کے حالات

حضرت ہود علیہ السلام

آیات کریمہ میں حضرت ہود پیغمبر علیہ السلام کی سیرت

۱۔ خداوند عالم سورۂ احقاف کی ۲۱ تا ۲۵ آیات میں اپنے رسول کو مخاطب کر کے حضرت ہودؑ کے بارے میں ان سے فرماتا ہے:

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۔ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ۔ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّا اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۔ بَلْ هُوَ مَا

Presented by Ziaraat.com

اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۚ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿۲۵﴾

قوم عاد کے بھائی (ہودؑ) کو یاد کرو جب اس نے احقاف نامی سرزمین پر اپنی قوم کو انذار کیا (ڈرایا) جب کہ ان کے زمانے میں اور ان سے پہلے پیغمبر آچکے تھے (اس بات پر کہ) خدا کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو کیوں کہ میں تمہارے سلسلہ میں عظیم دن کے عذاب کے بارے میں خوفزدہ ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے خداؤں سے منحرف کردو؟ اگر سچے ہو تو جس عذاب کا ہم سے وعدہ کیا ہے نازل کردو۔

(حضرت ہودؑ نے) کہا: علم (عذاب) خدا کے پاس ہے جس چیز کے لئے مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے اس کی میں تمہیں تبلیغ کروں گا، لیکن میں تمہیں ایک ایسی قوم دیکھ رہا ہوں جو جہالت کی راہ پر گامزن ہے اور جب عذاب کو دیکھا کہ بادل کی صورت ان کی سرزمین کی طرف آرہا ہے تو سب نے کہا: یہ بادل ہے جو ہمیں بارش نصیب کرے گا۔ (حضرت ہودؑ نے) کہا: ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے آنے کے لئے تم نے جلد بازی کی ہے، ایک ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے اور ہر زندہ چیز کو اپنے خدا کے حکم سے تباہ و برباد کردے گا جیسے ہی ان کی صبح ہوئی، ان کے گھروں کے علاوہ (کوئی چیز) دکھائی نہ دی، ہم گناہگار قوم کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

۲۔ سورہ ہود کی ۵۰ تا ۵۵ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ ۚ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ﴿۵۲﴾ قَالُوا يٰهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۵۳﴾ إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ ۗ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُونِ ﴿۵۵﴾

قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو ہم نے بھیجا، اس نے کہا: اے میری قوم والو! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تم لوگ بتوں کی پوجا کر کے (خداوند سبحان پر) تہمت لگانے کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتے۔ اے قوم! میں تم سے رسالت کی اجرت نہیں چاہتا، میری اجرت میرے خالق کے ذمہ ہے کیا تم غور کرنا نہیں چاہتے؟ اے میری قوم! اپنے خدا سے بخشش طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ تم پر وہ کثرت سے بارش نازل کرے اور تمہاری قوت میں اضافہ کرے اور گناہ گار حالت میں مجھ سے روگردانی نہ کرو سب نے کہا:

Presented by Ziaraat.com

اے ہود! تم نے ہمارے سامنے کوئی (معجزہ) دلیل پیش نہیں کی ہے اور ہم اپنے خداؤں کو صرف تمہارے کہنے سے نہیں چھوڑیں گے اور تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ صرف یہ کہیں گے کہ ہمارے بعض خداؤں نے تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے۔ حضرت ہودؑ نے کہا: میں خدا کو گواہ بناتا ہوں اور تمہیں بھی گواہ بناتا ہوں کہ میں اس چیز سے بیزار ہوں جس چیز کو تم لوگ خدا کا شریک قرار دیتے ہو پس تم سب کے سب مجھ سے فریب کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

۳۔ سورۂ مومنون کی ۳۳ تا ۴۱ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اُن (حضرت ہودؑ) کی قوم کے بزرگوں نے جو کہ کافر ہو گئے تھے اور عالم آخرت کی تکذیب کی اور دنیا میں انہیں عیش و عشرت کی ہم نے زندگی دی تھی انہوں نے کہا: یہ (ہود) بھی تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے جو تم کھاتے ہو وہ بھی کھاتا ہے جو تم پیتے ہو وہ بھی پیتا ہے اور اگر اپنے ہی جیسے انسان کا کہنا مانو گے تو اس صورت میں تم لوگ نقصان اٹھانے والوں میں ہو گے۔ کیا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے کہ جب مرجاؤ گے اور بوسیدہ ہو کر (سڑ گل کر) خاک ہو جاؤ گے تو پھر تمہیں قبر سے باہر نکالا جائے گا؟ کتنا دور ہے وہ وعدہ جو تم سے کیا گیا ہے زندگی یہی دنیا ہے، کہ مریں گے اور زندہ جئیں گے اور پھر کبھی اٹھائے نہیں جائیں گے اس شخص نے خدا پر جھوٹا الزام لگایا ہے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ (حضرت ہودؑ) نے کہا: خدایا! میری مدد کر انہوں نے میری تکذیب کی ہے۔

خدا نے کہا: کچھ دن بعد وہ پشیمان ہوں گے، ایک برحق آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا اور ہم نے انہیں کوڑا کرکٹ بنا دیا خدا کی اس ستمگر قوم پر لعنت ہو۔

۴۔ سورۂ اعراف کی ۶۵ تا ۷۲ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ

Presented by Ziaraat.com

اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۚ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٧١﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٢﴾

ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ''ہودؑ'' کو بھیجا۔ اُس (ہودؑ) نے کہا: اے قوم: واحد اور یکتا خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آیا (اس کے عذاب سے) ڈرتے نہیں؟ کافر قوم کے بزرگوں نے کہا: ہم تمہیں نادانی اور سفاہت کا پیکر جانتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ ہود نے کہا: اے میری قوم! مجھ میں کوئی سفاہت نہیں ہے بلکہ پروردگار عالم کی طرف سے ایک پیغمبر ہوں۔ اپنے رب کے پیغام تک پہنچاتا ہوں اور تمہارے لئے ایک خیر خواہ اور امین ہوں۔ کیا تم نے تعجب کیا کہ تمہارے لئے پروردگار کی جانب سے تم ہی میں سے ایک مرد کے ذریعہ نصیحت آئی ہے تاکہ تمہیں ڈرائے؟ اُس وقت کو یاد کرو جب خداوند عالم نے تمہیں قوم نوحؑ کے بعد جانشین قرار دیا اور تمہاری قوت میں اضافہ فرمایا خدا کی انوع واقسام کی نعمتوں کو یاد کرو شاید کامیاب ہو جاؤ۔ قوم ہود نے کہا! تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم صرف خدا کی عبادت کریں اور جو کچھ ہمارے آباء واجداد پوجتے تھے اسے چھوڑ دیں؟ جس عذاب کا تم نے ہم سے وعدہ کیا ہے اگر سچے ہو تو لے آؤ۔

ہودؑ نے کہا: یقیناً خدا کا عذاب اور اس کا غضب تم پر نازل ہوگا، آیا تم ان اسماء کے بارے میں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے اُن بتوں کو دیا ہے اور خدا نے اس سلسلے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے ہم سے جنگ و جدال کرتے ہو؟ لہٰذا منتظر رہو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں ہم نے ہودؑ اور ان کے ہمراہ افراد کو اپنی رحمت سے نجات دی ہے اور ان لوگوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ہم پر ایمان نہیں لائے۔

۵۔ سورۂ قمر کی ۱۸ تا ۲۰ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾

Presented by Ziaraat.com

قوم عاد نے (اپنے پیغمبر کی) تکذیب کی لہٰذا (دیکھو کہ) میرا عذاب اور انذار کیسا تھا؟ ہم نے تیز و تند، وحشتناک اور سرد ہوا ایک منحوس دن میں پے در پے بھیجی کہ وہ ہوا لوگوں کے کھجور کے جڑ سے اکھڑے ہوئے درختوں کے تنے کے مانند اکھاڑ پھینکتی تھی۔

کلمات کی تشریح

۱-احقاف:

حقف: ریت کے طولانی پر پیچ اور خم دار ٹیلے کو کہتے ہیں، اس کی جمع احقاف ہے۔ یہاں پر احقاف سے مراد عمان سے حضر موت تک ایک ریتیلا علاقہ ہے جس کی تفصیل کو حموی کی معجم البلدان میں لفظ احقاف کے باب میں مطالعہ کیجئے۔

۲-لتافکنا: افک:

عظیم افتراء اور جھوٹ ہے اور مشرکین کا مقصد یہ تھا کہ: تم آئے ہو تا کہ ہمیں اپنے عظیم افتراء اور جھوٹ سے ہمارے خداؤں سے روگرداں اور منحرف کر دو؟!

۳-عارضٌ: عارض:

جو کچھ افق میں منجملہ بادل کا ٹکڑا ہو یا ٹڈی اور شہد کی مکھی نمودار ہوتی ہے۔

۴-اترفناھُم:

ترف: لغت میں تنعم کے معنی میں ہے۔ یعنی ہم نے انہیں انواع واقسام کی نعمتوں، مال، اولاد اور عالی شان محلوں سے نوزا۔

۵-ھیھات:

ھیھات ھذا الامر، اس سے مراد یہ ہے کہ اس کو انجام بہت بعید ہے یعنی نہ ہونے والا ہے۔

۶-بصطۃ:

بصطہ لغت میں وہی وسعت اور فراخی ہے، بصطۃ فی العلم، علم میں وسعت، فضیلت اور زیادتی کے معنی میں ہے۔ بصطہ فی الجسم، قوت اور طاقت میں زیادتی کے معنی میں ہے کہ یہاں پر یہی آخری معنی مراد ہے۔

۷-رجس:

یہاں پر اس عذاب کے معنی میں ہے جو ناپسندیدہ اعمال اور ناز یبا افعال کی بناء پر نازل ہوتا۔

۸-قطعنا دابرھم:

Presented by Ziaraat.com

قطع الدابر عجز اور بے چارگی مراد ہے، قطع اللہ دابرھم یعنی خدا نے ان کی بیخ کنی کی اور ان کو درمیان سے اٹھالیا۔

گزشتہ آیات کی تفسیر کا خلاصہ

عاد قبیلہ حضرت نوحؑ کے اعقاب میں سے تھا وہ لوگ تہذیب وثقافت میں اس درجہ ترقی کر چکے تھے کہ حضرت نوحؑ کی وسیع وعریض شریعت کے لائق اور مناسب ہو گئے، لیکن شیطان انہیں آہستہ آہستہ بتوں کی عبادت کی طرف کھینچ لے گیا۔ یہی وجہ تھی کہ خدا نے ان کی ہدایت کے لئے ہودؑ کو جو کہ اس قبیلہ سے تھے پیغمبری کے لئے مبعوث کیا تو ہودؑ نے انہیں خداوند یکتا کی عبادت و بندگی اور دین اسلام پر عمل کرنے کی دعوت دی جو خدا کی شریعت سے متعلق تھا اور حضرت نوحؑ اسے لائے تھے۔ انہوں نے انہیں پند ونصیحت اور انذار کیا، لیکن قوم عاد نے عناد اور گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو خدا نے بھی ان پر سختی کی اور ان سے بارش کو روک دیا، شاید کہ وہ خود کو سنبھال لیں اور خدا کی اطاعت وعبادت کا راستہ اختیار کر لیں، پھر ہودؑ نے انہیں بشارت دی کہ اگر ایمان لا کر، ناشائستہ اور ناروا اعمال سے توبہ کریں تو خداوند عالم انہیں فراوان بارش سے نوازے گا اور عذاب خداوندی سے انہیں ڈرایا لیکن وہ لوگ اس کے برعکس اپنی سرکشی اور عناد میں اضافہ ہی کرتے رہے اسی وجہ سے خدا نے ان کی طرف سیاہ اور کالی آندھی بھیج دی جب قوم عاد نے اس آندھی کو دور سے افق کے کنارے دیکھا تو سمجھی کہ وہ برسنے والا بادل ہے، اس بات سے غافل کہ وہ ایک تیز وتند آندھی ہے جو انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی اور ان کے گھروں کو اپنی جگہ پر چھوڑ دے گی۔ قوم ثمود کا بھی یہی انجام ہوا اب انشاء اللہ ان کے حالات کی تفصیل بیان کریں گے۔

حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام

قرآن کریم میں حضرت صالح علیہ السلام کی سیرت اور روش

۱۔ خداوند سبحان سورۂ نمل کی ۴۵ تا ۴۷ آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝

اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا تا کہ وہ کہیں کہ خداوند واحد ویکتا کی عبادت کرو، ان کی قوم دو گروہ میں تقسیم ہوگئی (ایک مومن گروہ اور دوسرا کافر گروہ) اور آپس میں دونوں جنگ وجدال کرنے لگے۔ صالح نے کہا: اے قوم والو! کیوں قبل اس کے کہ کوئی نیک کام کرو برے کاموں کی طرف جلد بازی کررہے ہو تم اللہ سے استغفار کیوں نہیں کرتے کہ شاید تم پر رحم کر دیا جائے؟ انہوں نے کہا: ہم تجھے اور تیرے ماننے والوں کو

Presented by Ziaraat.com

فال بد جانتے ہیں۔ صالح نے کہا: تمہاری سرنوشت (برا انجام) خدا کے پاس ہے بلکہ تم لوگ آزمائے گئے ہو۔

۲۔ سورۂ شعراء کی ۱۴۱ تا ۱۵۵ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝

قوم ثمود نے بھی اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا: کیوں تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے؟ میں تمہارے لئے ایک امانتدار پیغمبر ہوں، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں تم سے اپنی رسالت کا اجر نہیں چاہتا میرا اجر رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ اس دنیاوی ناز ونعمت میں رہو گے؟! انہیں باغات، بہتے چشموں، کھیتیوں اور نخلستان میں جو کہ لطیف اور نازک پھول والے ہیں اور جو پہاڑوں میں ہنر مندی اور مہارت کے ساتھ گھروں کی تعمیر کرتے ہو؟! خدا سے ڈرو اور میری بات مانو اور فضول خرچی اور اسراف کرنے والوں کا کہنا نہ مانو وہی لوگ جو اس سرزمین پر فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: یقیناً تم پر جادو کر دیا گیا ہے، تم ہمارے جیسے انسان کے علاوہ کچھ نہیں ہو، اگر سچے ہو تو معجزہ دکھاؤ (صالح) نے کہا: یہ اونٹنی ہے ایک دن یہ پانی پیئے گی اور ایک دن پینا تم لوگوں کے لئے معین اور مخصوص ہے۔

۳۔ اور سورۂ ہود کی ۶۱ تا ۶۸ آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ ۝ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ ۖ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ۝ وَيَا قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ۝ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ

Presented by Ziaraat.com

هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٦٧﴾ كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِثَمُودَ ﴿٦٨﴾

قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا۔ صالح نے کہا: اے میری قوم! اس خدا کی عبادت کرو جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اس نے تمہیں خاک سے پیدا کیا اور تمہیں اس میں آباد کیا لہٰذا اس سے مغفرت طلب کرو اور گناہوں سے توبہ کرو یقینا میرا رب (تم سے) نزدیک ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔

انہوں نے کہا: اے صالح! اس سے قبل تم ہم لوگوں کے نزدیک ایک پناہ گاہ (امید کی جگہ) تھے کیا تم ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کے خداؤں کی عبادت کرنے سے روک رہے ہو؟ جس چیز کے لئے تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اس کی بہ نسبت ہم بدگمان اور مشکوک ہیں۔

صالح نے کہا! اے قوم والو! اگر میں اپنے رب کی طرف سے کوئی معجزہ دکھاؤں جو کہ اس نے مجھ کو اپنی رحمت سے منتخب کیا ہے تو اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اور اگر اس کا کہنا نہ مانوں تو پھر کون ہے جو ہمیں اللہ (کے غضب) سے امان دے گا؟ کہ تم لوگ مجھ پر ضرور نقصان کے اضافے کے سواء کچھ نہیں کر سکتے اور اے میری قوم! یہ اونٹنی خدا کی ہے جو تمہارے لئے معجزہ ہے، اسے چھوڑ دو تا کہ اللہ کی سرزمین میں چرے اور اسے ایذا نہ پہنچاؤ ورنہ بہت جلد ہی خدا کا عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔ صالح کی قوم نے اونٹنی کو مار ڈالا۔ صالح نے ان سے کہا: تین دن مزید اپنے گھروں میں زندگی کا لطف اٹھاؤ، یہ وعدہ جھوٹا نہیں ہے۔ جب ہمارا عذاب آیا تو صالح اور ان کے ہمراہ باایمان افراد کو اپنی رحمت کے ذریعہ اس دن کی رسوائی سے نجات دی، بے شک تمہارا پروردگار تو قوی اور عزیز ہے اور ستمگروں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنی گرفت میں لے لیا اور ہنگام صبح اپنے گھروں میں موت کی نیند سو رہے تھے گویا وہ لوگ کبھی اس دیار میں زندہ ہی نہیں تھے۔ جان لو کہ ثمود کی قوم اپنے رب کی منکر ہوئی اور خدا کی رحمت سے دور ہو گئی۔

۴۔ سورۂ اعراف کی ۷۳ تا ۷۹ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ قَالُوا

Presented by Ziaraat.com

إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ۝

اور قوم ثمود پر ان کے بھائی صالح کے لئے مبعوث کیا صالح نے کہا: اے میری قوم والو! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ بتحقیق تمہارے رب کی طرف سے آشکار معجزہ آیا ہے یہ خدا کی اونٹنی ہے جو کہ تمہارے لئے ایک معجزہ ہے اُسے چھوڑ دو تا کہ خدا کی سرزمین میں چرے اور اسے ایذا نہ پہنچانا ورنہ دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

اُس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تمہیں قوم عاد کی ہلاکت کے بعد گزشتہ افراد کا جانشین بنایا اور زمین میں ٹھکانہ دیا کہ اس کی ہموار زمینوں میں محلوں کی تعمیر کرو اور پہاڑوں میں گھروں کی بناڈالو۔ لہٰذا خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین پر فساد برپا نہ کرو، تو اس قوم کے بڑے لوگوں نے کمزور بنادیئے جانے والے لوگوں میں سے جو ایمان لائے تھے ان سے کہا: کہ تم کیا معلوم کہ صالح اپنے رب کا فرستادہ ہے؟ وہ لوگ بولے: جو آئین (قانون) وہ لائے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ہیں، تو جن بڑے لوگوں نے ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لیا تھا بولے: جن باتوں پر تم ایمان لائے ہو ہم ان کے منکر اور کافر ہیں۔ لہٰذا اونٹنی کو مار ڈالا اور خدا کے حکم کی نافرمانی کی اور کہا: اے صالح! اگر تم پیغمبر ہو تو جس عذاب کا تم نے ہم سے وعدہ کیا ہے وہ لے آؤ پھر وہ زلزلہ میں گرفتار ہو گئے اور اپنے گھروں میں بے جان پڑے رہ گئے۔ پھر اس وقت صالح نے ان سے منہ پھیر کر کہا: اے میری قوم! میں نے اپنے رب کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور تمہیں پند و نصیحت بھی کر دی لیکن تم لوگ خیر خواہوں اور نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے۔

۵۔ سورہ نمل کی ۴۸ تا ۵۳ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝

اُس شہر میں نو افراد قبیلہ (رؤسائے میں سے) تھے جو فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے ان

Presented by Ziaraat.com

لوگوں نے کہا: تم سب آپس میں خدا کی قسم کھاؤ کہ شب میں اس (صالح) کو اور جو اس کے ساتھ ہیں ان سب کو ہم قتل کر ڈالیں گے، پھر اس وقت ان کے ورثہ سے کہیں گے کہ ہم لوگ ان کے ساتھیوں کی ہلاکت کے وقت حاضر نہیں تھے اور سچ کہتے ہیں انہوں نے زبردست دھوکا دیا اور ہم نے ان کی بے خبری میں تدبیر کی۔ غور کرو کہ ان کے فریب کا نتیجہ کیا ہوا؟ ہم نے ان سب کو اور ان کی قوم کو ایک ساتھ ہلاک کر ڈالا اور یہ خالی گھر انہیں کے ہیں جن کی دیواریں اور چھتیں نیچے گر گئی ہیں ان کے ان مظالم کے سبب سے جو انہوں نے کئے ہیں؛ اس میں، ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں ایک عبرت ہے اور جن لوگوں نے ایمان قبول کر لیا اور پرہیزگاری کا ثبوت دیا ہم نے انہیں نجات دی۔

کلمات کی تشریح

۱۔ اطیرنا وطائرکم: تطیر واطیر:

اس نے بدفالی کی، بدشگونی کی اور طائرکم یہاں پر تمہاری بدشگونی اور نحوست کے معنی میں ہے۔

۲۔ ھضیم:

ھضیم پختہ اور قابل استفادہ اور لطیف یعنی خوشگوار اور نرم میوہ

۳۔ فارھین:

فارہ، مدہوش اور ماہر کہ دونوں ہی معنی بحث سے مناسبت رکھتے ہیں۔

۴۔ جاثمین:

جثم جثوما، زمین سے چپکا ہوا، افتادہ اور ہلاک شدہ۔

۵۔ بوّاکم:

بوّاہ منزل، وہاں سے نیچے لایا۔

۶۔ ولا تعثوا:

عادت وعثا، زبردست فساد کیا۔

۷۔ عتوا

عتا عتو، تکبر کیا سرکشی اور طغیانی کی حد کر دی

۸۔ رجفۃ:

رجف، اُسے زبردست حرکت اور جنبش پر مجبور کیا، الرجفہ: یکبارگی لرزنا (زلزلہ)

Presented by Ziaraat.com

۹-رھط:

رھط یہاں پر دس آدمی سے کم کا ایک گروہ ہے جس میں کوئی عورت نہ ہو۔

آیات کی تفسیر کا خلاصہ

ثمود کا قبیلہ حضرت نوحؑ کے اعقاب میں تھا جو قوم عاد کے بعد زندگی گذارتے تھے وہ لوگ مدینہ اور شام کے درمیان عالی شان محلوں میں زندگی گذارتے تھے۔

یہ قوم خود پسندی اور سرکشی میں مبتلا ہوگئی اور خدا کو ترک کر دیا اور بتوں کی پرستش میں مشغول ہوگئی خداوند عالم نے بھی صالح پیغمبر کو جو کہ اسی ثمود قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے بشارت وانذار کی ذمہ داری دے کر ان کی طرف بھیجا گزشتہ آیات میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ ان کے اور ان کے افراد قبیلہ کے درمیان کیا گزری۔

آخر کار قوم ثمود نے اپنے پیغمبر سے معجزہ طلب کیا اس شرط کے ساتھ کہ پہاڑ سے ایک حاملہ اونٹنی اپنے مدعا کی صداقت کے عنوان سے ظاہر کریں۔ خداوند سبحان نے ان کی یہ خواہش پوری کی، پہاڑ کے اندر زبردست پیچ و تاب کی کیفیت پیدا ہوئی پھر اس سے ایک حاملہ موٹی اونٹنی برآمد ہوئی اور اس نے قوم ثمود کے سامنے بچہ جنا۔

حضرت صالح نے اپنی قوم سے طے کیا کہ ایک دن ناغہ کر کے نہر کا پانی اُس اونٹنی سے مخصوص رہے اور کوئی دوسرا اس پانی سے استفادہ نہ کرے اور اونٹنی کا دودھ پانی کی جگہ ان کا ہوگا اور دوسرے دن نہر کا پانی ان کے اور ان کے چوپایوں کے لئے ہوگا۔ ایک مدت تک وہ لوگ اس عہد پر باقی رہے، یہاں تک کہ ۹ اوباش اور ظالم افراد نے اس اونٹنی کے قتل کا مصمم عزم کر لیا اور آخر کار اسے قتل کر ڈالا۔ نتیجہ کے طور پر خوفناک آسمانی آواز (چنگھاڑ) آئی اور زمین کو شدید جنبش ہوئی (زلزلہ آیا) اور اپنی جگہ پر ہلاک ہو گئے۔

بحث کا نتیجہ:

خداوند عالم نے ہودؑ اور صالحؑ کو (رحمت خداوندی کا) بشارت دینے والا اور (اس کے عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر ان کی قوم کی طرف بھیجا انہوں نے بھی شریعت نوحؑ اور ان کے قوانین و آئین پر عمل کرنے کی دعوت دی۔

اس طرح سے جو بھی حضرت نوحؑ کے بعد آیا ان کے آئین اور شریعت کی تبلیغ کرتا تھا وہ نوحؑ پیغمبر کا ان کی شریعت پر وصی تھا خواہ خدا کی طرف سے رسول ہو جیسے ہود اور صالح علیہما السلام یا نہ ہو جیسے نوحؑ کے فرزند سام یا دیگر اوصیاء جو ان کے بعد تشریف لائے ہیں؛ یہاں تک کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو شریعت حنفیہ کے ساتھ رسالت کے لئے مبعوث کیا کہ انشاء اللہ اس موضوع سے متعلق مطالب آئندہ بحث میں آئیں گے۔

Presented by Ziaraat.com

نوح نے ان سے وصیت کی اور خداوند سبحان کی عبادت کا حکم دیا اور سام کو حکم دیا کہ جب وہ انتقال کر جائیں تو کشتی کے اندر جائے اور کسی کو اطلاع دیئے بغیر حضرت آدم کے جسد کو زمین کے وسط میں اور مقدس جگہ پر سپرد لحد کر دے۔ پھر کہا: اے سام! جب تم ملکیز دق کے ہمراہ اس کام کو انجام دینے کے لئے روانہ ہو جاؤ گے تو خداوند سبحان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو تمہارے ساتھ کرے گا تاکہ تمہارا راہنما ہو اور وسط زمین کے بارے میں تمہیں اطلاع دے اس ماموریت میں کسی کو اپنے کام سے باخبر نہ کرنا یہ حضرت آدمؑ کی وصیت کا جز ہے جو انہوں نے اپنے فرزندوں سے کی تھی اور ہر ایک نے دوسرے کو اس کے انجام دینے کی وصیت کی یہاں تک کہ یہ وصیت تم تک پہونچی؛ پھر جب اس جگہ پہنچ جاؤ جہاں فرشتہ نے راہنمائی کی ہے تو، تو جسد آدم کو اسی جگہ خاک میں دفن کر دو، پھر اس گھڑی حکم دو کہ ملکیز دق وہاں سے جدا نہ ہو اور خدا کی عبادت کے سوا کوئی کام نہ کرے۔

خداوند سبحان نے ریاست اور وہ تمام کتابیں جو پیغمبروں پر نازل ہوئی تھیں سام کے حوالے کیں اور اسے دیگر فرزندوں اور بھائیوں سے الگ نوح کی جانشینی سے مخصوص کر دیا۔ [1]

---

[1] نوحؑ کے فرزند سام

نوحؑ کی اپنے بیٹے سام سے وصیت

تاریخ ابن اثیر میں مذکور ہے:

حضرت نوحؑ نے اپنے سب سے بڑے بیٹے سام سے وصیت کی (تاریخ ابن اثیر، طبع اول مصر، ج۱، ص۲۶)

مسعودی کی اخبار الزمان میں مذکور ہے:

خداوند عالم نے حضرت نوحؑ کے بعد ریاست ان کے فرزند سام کے حوالے کی اور انہیں گزشتہ پیغمبروں کی کتابوں کا وارث قرار دیا اور حضرت نوحؑ کی وصیت کو دیگر بھائیوں کے علاوہ خود ان سے اور ان کے فرزندوں سے مخصوص قرار دیا۔ (اخبار الزمان، مسعودی، ص ۷۵۔ ۱۰۲ سال طباعت ۱۳۸۶ھ بیروت)

سام حضرت آدمؑ کے جسد کو کشتی سے اٹھاتے ہیں ←

Presented by Ziaraat.com

سامؑ کی اپنے بیٹے ارفخشدؑ سے وصیت

سام باپ کی وفات کے بعد خدا کی عبادت اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں مشغول ہو گئے۔ انہوں نے کشتی کا دروازہ کھولا اور حضرت آدم کے جسد کو اپنے بیٹے ملکیز دق کے ہمراہ لے کر خفیہ طور پر بھائیوں اور خاندان کو اطلاع دیئے بغیر جسد کو نیچے لائے۔ فرشتہ نے ان کی راہنمائی کی ذمہ داری لی اور اس جگہ تک جہاں حکم تھا کہ حضرت آدمؑ کے جسد کو وہاں دفن کریں ان کے ساتھ ساتھ رہا؛ اور جسد آدم کو وہیں پر سپرد لحد کر دیا۔

اور جب سام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے ارفخشد کو وصیت فرمائی، جو کہ اپنے والد کے بعد زمین میں ان کے جانشین تھے۔ [1]

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

سام اپنے والد کے بعد خداوند عالم کی عبادت اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں مشغول ہو گئے اور کشتی کا دروازہ کھولا اور خفیہ طور پر اپنے دونوں بھائیوں کو اطلاع دی اور ان کے حاضر ہوئے بغیر اپنے بیٹے کی مدد سے حضرت آدمؑ کے جسد کو وہاں سے اٹھا کر باہر نکال لائے اور نگہبان فرشتے نے انہیں راستہ کی راہنمائی کی اور وہ لوگ اسی طرح حضرت آدمؑ کے جسد کو اپنے ہمراہ لے گئے یہاں تک کہ ایسی جگہ پہنچے جہاں طے تھا کہ حضرت آدم کا جسد سپرد خاک ہو پھر حضرت آدمؑ کے جسد کو خاک کے حوالے کر دیا (دفن کر دیا)۔

سامؑ کی اپنے فرزند ارفخشدؑ سے وصیت

جب سام کی موت کا زمانہ قریب آیا تو انہوں نے اپنے فرزند ارفخشد کو بلایا اور ان سے وصیت کی۔ (تاریخ یعقوبی، ص ۱۷۔۱، طبع بیروت، ۱۳۷۹ھ)

[1] سامؑ کے فرزند ارفخشدؑ

ارفخشدؑ اپنے والد سام کے بعد

مسعودی کی مروج الذهب میں مذکور ہے:

سام کے بعد ان کے فرزند ارفخشدؑ نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ ←

Presented by Ziaraat.com

ارفخشدؑ کی اپنے بیٹے شالحؑ سے وصیت

جب ارفخشد کی موت کا وقت قریب آیا، بیٹے اور خاندان والے ان کے پاس جمع ہو گئے، انہوں نے خداوند عالم کی عبادت اور گناہوں سے دوری اختیار کرنے کی تاکید کی۔

پھر اس وقت اپنے بیٹے شالح سے کہا: میری وصیت قبول کرو اور میرے بعد خاندان کے درمیان میرے جانشین رہو اور خداوند رحمان کی اطاعت وعبادت کے لئے قیام کرو، یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ [1]

(مروج الذہب، مسعودی، ج۱، ص ۵۴)

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

ارفخشدؑ اپنے والد سام کے بعد خداوند عالم کے اوامر کی اطاعت اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور ۱۸۵ سال کے بعد ان کے فرزند شالح پیدا ہوئے۔ ان کے عہد میں نوحؑ کی اولاد متفرق ہو کر مختلف جگہوں پر سکونت اختیار کر چکی تھی، ظالموں اور سرکشوں کی روز افزوں زیادتی ہونے لگی اور انہوں نے ہر سو تعدی اور تجاوز کا ہاتھ بڑھایا اور کنعان بن حام کے فرزندوں کو تباہی اور فساد میں مبتلا کر دیا؛ اور وہ لوگ گستاخانہ اور کھلم کھلا گناہوں کے مرتکب ہونے لگے۔ (تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۱۸)

ارفخشد کی اپنے بیٹے سے وصیت

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: جب ارفخشد کی موت کا زمانہ قریب آیا تو ان کے بیٹے اور رشتہ دار سب ان کے پاس جمع ہو گئے ارفخشد نے ان سے خدا کی عبادت اور گناہوں سے دوری کی وصیت کی، پھر اس وقت اپنے فرزند شالح سے کہا: میری وصیت کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے اہل وعیال کے درمیان میرے بعد خدا کی عبادت میں مشغول رہنا، پھر آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۱۸)

[1] ارفخشدؑ کے فرزند شالحؑ

خدا کی اطاعت وعبادت میں شالحؑ کا مشغول ہونا

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

پھر ارفخشدؑ کے فرزند شالحؑ (اپنے باپ کی وصیت کے مطابق) اپنی قوم کے درمیان خدا کی ←

Presented by Ziaraat.com

شالخ کی اپنے بیٹے عابرؑ سے وصیت

شالخ کی موت کا وقت جب نزدیک آیا، تو اپنے بیٹے عابر سے وصیت کی اور انہیں حکم دیا کہ قابیل ملعون کی اولاد سے کنارہ کشی اختیار کریں یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

گزشتہ فصلوں میں بھی ہم نے دیکھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کس طرح اپنے دو بیٹے اسمٰعیل و اسحٰق کو حنفیہ شریعت کی حفاظت کے لئے وصیت فرمائی ہے۔

جو کچھ ہم نے یہاں تک ذکر کیا ہے، جانشینی اور وصایت سے متعلق اخبار کے سلسلوں کا ایک حصہ تھا۔

خداوند عالم نے موسیٰ کلیم اللہ کو کس طرح حکم دیا کہ یسع بن نون کو اپنی شریعت اور امت پر اپنا وصی بنائیں۔

اور حضرت داوُدؑ نے اپنے فرزند سلیمان کو اسی امر سے متعلق وصیت فرمائی اور حضرت عیسیٰ نے اپنے حواری شمعون یا سمعان کو اسی امر کی وصیت کی اور یہ وصیت کا سلسلہ حضرت آدمؑ کے زمانے سے حضرت عیسیٰ کے دور تک یوں ہی جاری وساری رہا۔

واضح ہے کہ حضرت محمدؐ دیگر پیغمبروں کے بہ نسبت کوئی الگ روش نہیں رکھتے تھے اور ان کی سیرت بھی اُن سے جدا اور متفاوت نہیں تھی۔ لہٰذا آنحضرت نے خدا کے حکم سے اپنے بعد کے لئے اپنے اہلبیت اور عترت سے بارہ وصی معین کئے کہ اُن میں سب سے پہلے ان کے

عبادت میں مشغول ہو گئے اور انہیں خدا کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا اور گناہوں کے ارتکاب سے منع فرمایا اور عذاب الٰہی سے جو کہ گناہ گاروں کے لئے آئے گا ڈرایا۔ شالخؑ ۱۳۰ سال کے تھے کہ ان کے فرزند عابر پیدا ہوئے اور جب ان کی وفات کا زمانہ قریب ہوا تو اپنے فرزند عابر کو بلایا اور ان سے وصیت کی اور انہیں حکم دیا کہ قابیل کی اولاد کے گناہ آلود کاموں سے دوری اختیار کریں پھر اس وقت آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رحلت کر گئے۔ (تاریخ یعقوبی، ج۱، ص۱۸)

Presented by Ziaraat.com

چچازاد بھائی امیر المومنینؑ ہیں اور ان میں آخری امام حسن عسکری کے فرزند حضرت مہدی علیہ السلام (عج) ہیں۔

اس وصایت سے متعلق مفصل و مشروح اخبار ہمارے ماہر فن بزرگوں نے اپنی کتابوں میں تحریر کیئے ہیں۔

یہاں پر اختصار کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

۱۔ اسلام کی دعوت کے آغاز میں اور آیت (وَاَنذِرۡ عَشِيرَتَكَ الۡاَقۡرَبِينَ) کے نازل ہونے کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے جناب عبد المطلبؑ کے فرزندوں کو بلایا اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

پھر اُس مہمانی کے اختتام پر رسول خداؐ نے اپنا ہاتھ اپنے چچازاد بھائی علی بن ابی طالبؑ کی گردن پر رکھا اور فرمایا: یہ تمہارے درمیان میرا بھائی میرا وصی اور جانشین ہے۔

اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ [۱]

۲۔ پیغمبر کے دو صحابی سلمان فارسی اور ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

میرا وصی اور میرے راز کا محافظ اور سب سے اچھا شخص جسے میں اپنے بعد اپنا جانشین بناؤں گا اور وہ شخص جو میرے امور کو انجام دے گا اور میرے قرضوں کو ادا کرے گا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔ [۲]

---

[۱] تاریخ طبری، طبع یورپ، ج ۳، ص ۱۱۷۱؛ اور تاریخ ابن اثیر، ج ۲، ص ۲۲۲؛ تاریخ ابن عساکر میں امیر المومنینؑ کے حال کی تشریح اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۲۶۳ کہ جس میں اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

[۲] سلمان فارسی کی روایت معجم الکبیر میں، ج ۶، ص ۱۲۲۱ اور مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۱۳۔ ابو سعید کی روایت علی بن ابی طالبؑ کے فضائل سے متعلق کنز العمال، ج ۲، ص ۱۱۹ کی کتاب فضائل سے اور طبران نے ج ۲، ص ۲۷۱ پر ذکر کیا ہے؛ ابو سعید بن مالک خرابی متوفی ۵۴ھ کی سوانح حیات استیعاب اور اسد الغابہ اور اصابہ نامی کتاب میں ذکر ہوئی ہے، بعد کے صفحات میں ان تین کتابوں سے متعلق "سہ گانہ کتابوں" کے عنوان سے نام ذکر کریں گے۔

Presented by Ziaraat.com

۳۔ انس بن مالک سے (اختصار کے ساتھ) روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر خداؐ نے اُس سے فرمایا: سب سے پہلا شخص جو اس در سے داخل ہوگا امام المتقین، سید المسلمین، یعسوب الدین اور خاتم الوصیین ہے۔۔۔۔اور اسی وقت علی اُس در سے داخل ہوئے۔ [1]

۴۔ بریدہ صحابی نے کہا کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ: ہر پیغمبر کا ایک وصی اور وارث رہا ہے اور علی میرے وصی اور وارث ہیں۔۔۔۔ [2]

۵۔ صحیح بخاری، مسلم اور دیگر منابع و مصادر میں مذکور ہے۔ [3] (اور ہم بخاری کی بات کو نقل کرتے ہیں):

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

(یَا عَلِی اَنتَ مِنِّی بِمَنزِلَة هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعدِی)

اے علی تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے، اس فرق کے ساتھ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔

---

[1] حضرت امیر المومنینؑ کی سوانح حیات ابن عساکر اور حلیۃ الاولیاء کی پہلی جلد کے صفحہ ۶۳ پر اور زبیدی کی تالیف موسوعۂ اطرف الحدیث عن امجاد سادۃ المتقین میں ذکر ہوئی ہے، انس بن مالک اور ابوثمامہ خزرجی کے سال وفات کے بارے میں اختلاف ہے ۹۰ سے ۹۳ ہجری تک ذکر کیا گیا ہے۔

[2] ریاض النضرہ میں امام کی سوانح حیات ج ۲، ص ۲۳۴ اور تاریخ ابن عساکر۔ بریدہ، ابوعبداللہ بن حدید بن عبداللہ الاسلمی جنگ احد کے بعد مدینہ آئے اور دوسری جنگوں میں رسول اکرمؐ کے ہمرکاب ہو کر شرکت کی ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے سہ گانہ کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

[3] صحیح بخاری، ج ۲ ص ۲۰۰ باب مناقب علی بن ابی طالب؛ صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۰ باب فضائل علی بن ابی طالب؛ ترمذی، ج ۱۳، ص ۱۷۱، باب مناقب علی؛ طیالسی، ج ۱، ص ۲۸۔۲۹، حدیث ۲۰۵، ۲۰۹، ۲۱۳؛ ابن ماجہ؛ باب فضائل علی بن ابی طالب، حدیث ۱۱۵، مسند احمد، ج ۱، ص ۱۷۰، ۱۷۳، تا ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۵ اور ۳۳۰ اور ج ۶، ص ۳۶۹ اور ۴۳۸؛ اور مستدرک حاکم، ج ۲، ص ۳۳۷؛ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۱، ۱۴ اور ۱۵؛ مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۰۹ تا ص ۱۱۱ اور بہت سے دیگر منابع و ماخذ۔

Presented by Ziaraat.com

۶۔ سنن ترمذی اور مسند احمد بن حنبل میں مذکور ہے: (اور ہم ترمذی کی بات کو نقل کرتے ہیں)۔[1]

(اِنّی تَارِکٌ فِیکُم مَا اِنْ تَمَسَّکْتم بِہٖ لَن تَضِلُّوا بَعدِی، أَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخرِ: کِتَابَ اللّٰہِ حَبل مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرضِ، وَعِترَتِی اَهلَ بَیْتِی، وَلَنْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوضَ، فَانْظُرُوْ کَیفَ تَخْلُفُو نِی فِیهِمَا)

میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان سے متمسک رہے، تو میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور ان میں سے ایک دوسرے سے عظیم اور گرانقدر ہے ایک خدا کی کتاب جو آسمان سے زمین کی طرف کھینچی ہوئی رسی ہے اور دوسری میری عترت یعنی میرے اہلبیت یہ دو ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں غور کرو کہ ان دو کے بارے میں میری وصیت کا کیسے پاس ولحاظ رکھو گے۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا:

(لَا یَزَالُ هٰذَا الدِّیْنُ قَائِماً حَتّٰی تَقُومَ السَّاعَةُ اَو یَکُونَ عَلَیْکُمْ اِثْنَا عَشَرَ)

یہ دین قیامت کے دن تک، یا اُس وقت جب تک کہ تم پر بارہ آدمی امامت کریں گے ہمیشہ برقرار رہے گا۔

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے:

(لَا یَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِیاً اِلٰی اِثْنَی عَشَرَ)

---

[1] سنن ترمذی، ۱۳، ص ۲۰۱؛ اسد الغابہ، ج ۲ ص ۱۲ حضرت امام حسنؑ کی سوانح حیات کے ذیل میں الدرّ المنثور سورۂ شوریٰ کی آیہ مودت کی تفسیر کے ضمن میں؛ مستدرک الصحیحین اور ان کی تلخیص ج ۳، ص ۱۰۹۔ خصائص نسائی ص ۳۰؛ مسند احمد، ۳، ص ۱۷ اصدر روایت میں "انی اوشک ان ادعیٰ فاجیب" ذکر ہے کہ جس کی صفحہ ۱۴، ۲۶، ۵۹ پر بسط وتفصیل کے ساتھ شرح کی گئی ہے۔ طبقات ابن سعد ج ۲، ق ۲، ص ۲؛ کنز العمال، ج ۱ ص ۷ ۴۴اور ۴۸ اور اس کے صفحہ ۹۷ پر اختصار کے ساتھ مذکور ہے۔

Presented by Ziaraat.com

لوگوں کا کام ہمیشہ بارہ آدمیوں پر ثابت واستوار رہے گا۔

اس کے بعد دوسری روایت میں فرمایا:

ثُمَّ یَکُونُ المَرجُ وَالهَرجُ

(ائمہ معصومین علیہم السلام اور حضرت صاحب الزمان (عج) کا دور گزرنے کے بعد) پھر دنیا تباہی وبربادی اور ہرج ومرج کا شکار ہو جائے گی اور آخری زمانے کا فتنہ ظاہر ہوگا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

فَاذَا هَلَکُو مَاجَتِ الاَرضُ بِاَهلِهَا

اور جب تمام ائمہ آ کر کے گزر جائیں گے تو زمین اور اس کے باشندے اضطراب اور بے چینی کا شکار ہو جائیں گے۔

ایک دوسری روایت میں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ ان کی تعداد بنی اسرائیل کے نقباء کے برابر بارہ افراد پر مشتمل ہے۔

یہ روایات اہلبیت پیغمبر کے بارہ ائمہ کے علاوہ کسی اور پر صادق نہیں آتی ہیں؛ ایسے امام جن کے آخری فرد کی عمر خدا نے طولانی کر دی ہے اور اُن کے بعد دنیا نابود ہو جائے گی۔

چونکہ مکتب خلفاء کے علماء ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے معتقد نہیں ہیں لہٰذا ان روایات کی تفسیر میں حیران وسرگرداں ہو کر رہ گئے ہیں اور وہ اپنی مرضی کے مطابق اس کے معنی اور تاویل کرنے سے عاجز وبے بس ہیں۔

Presented by Ziaraat.com

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

ان کے بارہ اوصیاء

ہم یہاں پر ان بارہ افراد کے اسماء بیان کر رہے ہیں جن کے ناموں کی تصریح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دوسری روایات میں فرمائی ہے۔

پہلے وصی حضرت علی ابن ابی طالب امیر المومنینؑ وصی رسول رب رلعالمین۔

دوسرے وصی حضرت حسن بن علیؑ	سبط اکبر
تیسرے وصی حضرت حسین بن علیؑ	سبط اصغر، شہید کربلا
چوتھے وصی حضرت علی بن الحسینؑ	سجاد، زین العابدین
پانچویں وصی حضرت محمد بن علیؑ	باقر
چھٹے وصی حضرت جعفر بن محمدؑ	صادق
ساتویں وصی حضرت موسیٰ بن جعفرؑ	کاظم
آٹھویں وصی حضرت علی بن موسیٰؑ	رضا
نویں وصی حضرت محمد بن علیؑ	جواد، تقی
دسویں وصی حضرت علی بن محمدؑ	ہادی، نقی۔
گیارھویں وصی حضرت حسن بن علیؑ	عسکری
بارھویں وصی حضرت محمد بن الحسنؑ	مہدی، حجت اور منتظر (عج)

اس طرح سے حضرت آدمؑ سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وصی کی تعیین کا سلسلہ چلا ہے۔

دوسرے:

یہ کہ ہم نے اس کتاب میں دیکھا کہ اللہ کی حجتوں کے درمیان "انوش" نے زمین پر

Presented by Ziaraat.com

کھجور کا درخت لگایا، زراعت کی اور زمین میں بیج بویا اور زمین کی آبادکاری میں مشغول ہوئے اور اپنے فرزند قینان کو نماز قائم کرنے، زکاۃ ادا کرنے، خانہ خدا کا حج کرنے اور قابیلیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور خود بھی باپ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کو کمال کے تمام مراحل تک کامیابی سے ہمکنار کیا۔

اور ''یرد'' کو دیکھتے ہیں کہ استخراج معاون اور شہر کی تعمیر میں مشغول ہوئے ہیں، مسجدیں بنانے مضر درندوں کے قتل کرنے اور گائے بھیڑ کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔

ادریسؑ وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سوئی سے خیاطی (سلائی) کی ہے اور وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے قابیل کی اولاد کو قید کیا اور انہیں اپنا غلام بنایا، وہ علم نجوم میں ماہر تھے اور بارہ برجوں اور آسمانی سیاروں میں سے ہر ایک کا مخصوص نام رکھا ہے۔

متوشلخ بھی شہروں کی تعمیر کی جانب متوجہ ہوئے ہیں وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اونٹ کی سواری کی ہے۔

یہیں سے ہم درک کرتے ہیں کہ جو لوگ خدا کی طرف سے اسلام کی تبلیغ پر مامور تھے وہ اپنے زمانے میں بشری تمدن کے بھی راہنما تھے، لوگوں کی ہدایت کے بارے میں عیسائیوں کے دعوے کے برخلاف صرف ان کی عبادت کی کیفیت اور طریقوں پر اکتفا نہیں کیا ہے۔

تیسرے:

عصر فترت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد کو دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے فرزند اسمٰعیلؑ کی دعا کے مصداق تھے جیسا کہ ان دونوں حضرات نے سورۂ بقرہ کی ۱۲۸ آیت کی نقل کے مطابق بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا:

(رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ...)

خدایا! ہمیں اپنا مسلم مطلق قرار دے اور ہمارے فرزندوں کو بھی ایسی امت قرار دے

Presented by Ziaraat.com

جو تیرے سامنے خاضع اور سراپا تسلیم ہوں۔

انہیں میں سے "خزیمہ بن مدرکہ" بھی تھے کہ فرماتے تھے:

مکہ سے احمد نامی پیغمبر کے خروج کا زمانہ قریب ہے اس کی خصوصیت یہ ہوگی کہ لوگوں کو خدا کی عبادت اور پرستش کی دعوت دے گا لہٰذا اس کی پیروی کرنا اور اس کی تکذیب نہ کرنا کہ وہ جو کچھ پیش کرے گا وہ حق ہے۔

"کعب بن لوی" بھی کہتے تھے آسمان وزمین بیکار خلق نہیں کئے گئے ہیں اور دار آخرت تمہارے سامنے ہے، وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کی دعوت دیتے تھے اور کہتے تھے: اللہ کے پر امن حرم سے خاتم الانبیاء، اس امر کے لئے جس کی موسیٰ اور عیسیٰ نے خبر دی ہے مبعوث ہوں گے۔

اور اس طرح فرماتے تھے "اچانک خدا کے پیغمبر محمد پہنچ جائیں گے جب کہ تم غافل ہوگے۔۔۔" پھر کہتے تھے۔ اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا اور پیغمبر کی دعوت و بعثت کو درک کرتا۔

اور جب "عمرو بن لحی" "ہبل" نامی بت کو مکہ لایا اور بت پرستی عام ہوگئی تو، یہ "قصی" تھے کہ بت پرستی کو مردود سمجھتے ہوئے لوگوں کو خدا کی عبادت کی طرف دعوت دیتے تھے۔ انہوں نے حج کے شعائر کو جو کہ ابراہیمؑ کے دین حنیف کے بنیادی جز میں شامل تھے قائم رکھا اور مکہ والوں کی مدد سے حجاج کو کھانا کھلانے اور ان کی مہمان نوازی کے لئے قدم اُٹھایا۔

ان کے بعد یہی ذمہ داری ان کے فرزند "عبد مناف" نے سنبھالی اور انہوں نے قریش کو تقوائے الٰہی اور صلہ رحم کی رعایت کا حکم صادق کیا۔

ان کے فرزند "جناب ہاشم" بھی حجاج کو کھانا کھلانے اور مہمان نوازی کے لئے اٹھے، انہیں نے مکہ میں اپنے مددگاروں سے کہا: تمہیں اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم لوگ اس امر کے لئے صرف اور صرف حلال مال مخصوص کرو اور خبردار وہ مال جو غصبی ہو، زور

Presented by Ziaraat.com

زبردستی سے چھینا گیا ہو اور قطع رحم کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہو ایسے مال کو اس محترم کام کے لئے ہرگز مخصوص نہ کرنا۔

یہ جناب ہاشم ہی تھے کہ جنہوں نے جاڑے اور گرمی میں دو تجارتی سفر کی، شام اور ایران، یمن اور حبشہ کی جانب بنیاد ڈالی۔

ان کے فرزند "جناب عبدالمطلب" نے بھی اپنے آباء واجداد کی راہ وروش اپنائی۔ ان کے بارے میں اس طرح کہا گیا ہے:

وہ قلبی اعتبار سے توحید اور روز قیامت پر اعتقاد رکھتے تھے، خداوند عالم نے زمزم نامی کنویں کی کھدائی ان کے ہاتھوں کرائی اور جب ابرہہ اپنے لشکر کے ساتھ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ آیا تو اُس سے جناب عبدالمطلبؑ نے کہا: اس گھر کا ایک مالک ہے جو تجھے روک دے گا پھر اُس وقت خدا سے راز و نیاز کرتے ہوئے اس طرح شعر پڑھا:

"یارب فان المرء یمنع" "رحله فامنع رحالك"

"خدایا! ہر شخص اپنے گھر کا دفاع کرتا ہے، لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع کر"۔

ابرہہ اور اس کے سپاہیوں کے مکہ پر حملہ کرنے کے بعد قریش فرار کر گئے اور جناب عبدالمطلبؑ اور ان کا گھرانہ تنہا وہاں رہ گیا۔

اور جب خدا نے ابرہہ کے لشکر کو نیست و نابود کر دیا تو اس طرح شعر پڑھا:

"طارت قریش اذ رات خمیساً" "فظلت فرداً لا اری انیسا"

"جب قریش کی نظر ابرہہ کے لشکر پر پڑی تو داہنے بائیں سے فرار کر گئے اور میں تن تنہا بے یار و مددگار باقی رہ گیا"۔

"ہم قدیم الایام ہی سے آل اللہ تھے اور حضرت ابراہیمؑ کے دور سے اب تک ایسا ہی ہے۔

ہم نے قوم ثمود کو درمیان سے اکھاڑ پھینکا اور اس سے پہلے شہر ارم والی قوم عاد کو۔

Presented by Ziaraat.com

ہم خدا کے عبادت گزار ہیں، صلۂ رحم اور عہد و پیمان کا پاس ولحاظ رکھنا ہماری سنت ہے۔
ہمیشہ خدا کی ہماری درمیان ایک حجت (راہنما) رہی ہے کہ خداوند عالم اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے۔''

شبیۃ الحمد (جناب عبدالمطلب) ان اشعار میں فرماتے ہیں:

جب قریش نے ابرہہ کے لشکر کو دیکھا تو پرندوں کی طرح ہر جانب سے فرار کر گئے اور میں تن تنہا بے مونس و یار و حرم میں باقی رہ گیا عبدالمطلب کی یہ بات اس ایمان اور اطمینان کی عکاسی کر رہی ہے جو ایمان وہ خدا پر رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ خدا ابرہہ کو حرم میں داخل نہیں ہونے دے گا اور اسے تباہ و برباد کر دے گا۔ وہ ان کا گھرانہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے آل اللہ ہیں اور اس بات کا مخلوق میں خدا کی حجت کے سوا کوئی مصداق نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا کی یہی حجتیں تھیں کہ ثمود اور عاد قبیلہ کو ارم اور اس کے ستونوں کے ساتھ ویران کر دیا اور چونکہ ہود اور صالح جناب عبدالمطلب کے اجداد کے سلسلے میں نہیں ہیں اور ان دو پیغمبروں کی قومیں قریش سے نہیں تھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبدالمطلب کی یہ بات کہ ''ہم نے قوم ثمود اور عاد کو اپنے درمیان سے اکھاڑ پھینکا'' اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کی حجتوں نے کہ اُن میں سے ایک جناب عبدالمطلب بھی تھے ثمود اور عاد کو اپنے درمیان سے اکھاڑ پھینکا، پھر خدا نے اس وقت ان کی دعا سے ابرہہ کو نابود کر دیا اور اُن کا یہ کہنا کہ ''ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی حجتیں رہی ہیں کہ خدا ان کے ذریعہ ہم سے بلاؤں کو دور کرتا ہے'' یہ اس بات کی تاکید ہے کہ اپنے زمانہ میں وہ خود ہی خدا کی ایک حجت تھے، جیسا کہ حضرت ہود اور حضرت صالح اور حضرت ابراہیم اپنے زمانے میں خدا کی حجت تھے۔

جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے، تو جناب عبدالمطلب نے اپنے شعر میں کہا کہ ان کے پوتے کا نام آسمانی کتابوں میں ''احمد'' ہے جیسا کہ خدا نے عیسیٰ بن مریم کی زبان سے فرمایا:

Presented by Ziaraat.com

(وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ)

میں اپنے بعد آنے والے پیغمبر کی تمہیں بشارت دے رہا ہوں جس کا نام احمد ہوگا۔

اور جب پیغمبر کی دایہ حلیمہ سعدیہ نے جناب عبدالمطلب کو ان کے مکہ کے پہاڑوں میں گم ہو جانے کی خبر دی، تو جناب عبدالمطلب نے اپنے رب سے خطاب کر کے کہا:

''خدایا! محمد کو کہ تو نے خود ہی اس کا نام محمد رکھا ہے ہمیں لوٹا دے''۔

یہ تمام باتیں اس بات کی عکاسی کر رہی ہیں کہ عبدالمطلب ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے سے قبل کی آسمانی کتابوں کے بارے میں آگاہی رکھتے تھے؛ اور یہ مکہ جیسے جہالت سرشت شہر اور قریش کی طرح جاہل لوگوں میں ممکن نہیں ہے مگر یہ کہ اس بات کو قبول کریں کہ وہ کتابیں اُن کے اختیار میں تھیں اور جناب عبدالمطلب سلسلۂ اوصیاء ابراہیم اور اسمٰعیل کی ایک کڑی ہیں۔

اور یہ بھی کہ جناب عبدالمطلب صلۂ رحم کی رعایت، محتاجوں کو کھانا کھلانے، ظلم وستم نہ کرنے اور سرکشی وطغیانی نہ کرنے کا حکم دیتے تھے اور کہتے تھے:

کوئی ستمگر دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ وہ اپنے ظلم وستم کی سزا بھگت لے اور کہتے تھے: خدا کی قسم اس دنیا کے بعد پاداش اعمال کی ایک جگہ ہے۔ جہاں اچھے یا برے کاموں کی جزا یا سزا ملے گی۔

جناب عبدالمطلب نے نذر پوری کرنے، چور کا ہاتھ کاٹنے، محارم سے شادی کرنے کی ممانعت اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے روکنے کی سنت قائم کی۔

اور شراب پینے، زنا کرنے اور برہنہ خانہ خدا کے اردگرد طواف کرنے سے روکا ہے۔[1]

یہ سب کچھ خاتم الانبیاءؐ کی شریعت میں مذکور ہے۔

---

[1] دور جاہلیت میں بعض افراد، اپنے لباس میں اس بہانے سے طواف نہیں کرتے تھے کہ انہوں نے اس لباس میں گناہ کیا ہے لہٰذا طواف کے موقع پر یا مکہ والوں سے عاریۃً لباس مانگتے تھے یا عریاں کعبہ کا طواف کرتے تھے۔

Presented by Ziaraat.com

خداوند عالم نے مکہ والوں کے لئے جناب عبدالمطلب کی طلب باراں سے متعلق دعا مستجاب کی ہے، وہ ہر سال ماہ رمضان میں غار حرا میں عبادت کے لئے جاتے تھے؛ جناب عبدالمطلب نے تمام قریش (بالخصوص جناب ابو طالب) کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رعایت کی تاکید فرمائی۔

آیات کی تفسیر میں عبرت کے مقامات

خداوند عالم نے بنی اسرائیل کو ان کے زمانے میں تمام عالم پر ان کو فوقیت و برتری عطا کی اُس وقت جب فرعون اور فرعون کے ماننے والوں نے ان کے لڑکوں کے سر کاٹ کر اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ کر بدترین عذاب سے انہیں دو چار کیا تو اس نے انہیں نجات دی اور سارے عالم پر انہیں برتری عطا کی اور دنیا میں عظیم فوقیت اور رفعت کا مالک بنایا۔

اسی طرح اُن کے لئے دریا کو شگافتہ کیا اور اس کے درمیان خشکی کا راستہ پیدا کیا تاکہ وہ عبور کرسکیں اور اس نے انہیں عبور کرایا۔ فرعون اور اس کے سپاہیوں نے ان کا پیچھا کیا اور اسی خشکی کے راستہ پر قدم رکھا جس سے بنی اسرائیل آگے تھے اور بنی اسرائیل کی آخری فرد کے باہر آتے ہی دریا آپس میں مل گیا اور خدا نے فرعون اور اُس کے سپاہیوں کو بنی اسرائیل کی نگاہوں کے سامنے غرق کردیا۔ پھر فرعون کی لاش کو پانی کی سطح پر لے آیا کہ آج تک مصر کے میوزیم میں سالم موجود ہے اور دنیا والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔

بنی اسرائیل اُسی طرح آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ ایک قوم کو دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کررہی ہے، تو پھر انہوں نے موسیٰ سے کہا: ''ہمارے لئے بھی ان کی طرح کوئی خدا قرار دو'' موسیٰ نے اُن سے کہا: ان کی روش لغو اور باطل ہے۔

آیا اس خدا کے علاوہ کہ جس کا نام جلیل ہے اور اُس نے تم کو سارے عالم پر برتری و فوقیت عطا کی ہے کوئی دوسرا خدا تلاش کروں؟!

Presented by Ziaraat.com

اس کے بعد خدا نے بنی اسرائیل سے فرمایا: (اسکنوا الارض)

اس سرزمین کو اپنے تصرف میں قرار دو یہ اس حال میں خطاب تھا جب کہ ان کی ایک عمر فرعون کی غلامی میں گذر چکی تھی حتیٰ کہ اپنے مالک و مختار بھی نہیں تھے چہ جائیکہ وہ کسی زمین کے تمام خصوصیات و امتیازات کے ساتھ مالک ہوں۔

اور خداوند عالم نے بادل کو ان کے سر پر سایہ فگن قرار دیا اور آسمانی غذائیں (من و سلویٰ) انہیں کھلائیں کہ سلویٰ سب سے عمدہ گوشت کو شامل ہے اور من اصلی اور خالص شکر کو شامل ہے۔ ایسی حالت میں انہوں نے موسیٰ سے کہا! اے موسیٰ: ہم ایک قسم کی غذا پر اکتفا نہیں کر سکتے۔ اپنے رب سے کہو کہ ہمیں زمین کی پیدا شدہ چیزیں، دانے، لہسن، پیاز، مسور کی دال وغیرہ سے نوازے کہ موسیٰ نے ان سے کہا: کسی ایک شہر میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہاری آرزوئیں پوری ہو جائیں گی۔

اسی طرح خداوند عالم نے انہیں سارے عالم پر برتری دی، جب موسیٰ نے انہیں بارہ قبیلوں میں تقسیم کیا اور خدا کے حکم سے اپنا عصا پتھر پر مارا تو پانی کے بارہ چشمے اُس سے پھوٹ پڑے اور ہر قبیلہ نے اپنی اپنی پینے کی جگہ مخصوص و معین کر لی اور ہر ایک نے اپنی اپنی پیاس بجھائی۔

خداوند جل جلالہ نے موسیٰ سے ۳۰ شب کا وعدہ کیا کہ طور سینا پر جائیں تا کہ توریت جو کہ بنی اسرائیل کے لئے قوانین اور شریعت پر مشتمل ہے، انہیں عطا کرے۔ خدا نے اس وعدہ کو دس دن مزید بڑھا دیا اور اس کو چالیس دن میں کامل کر دیا لیکن اس مدت میں سامری نے [1] حضرت موسیٰ کے طور سینا پر مناجات کے لئے جانے کے بعد قوم بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا۔ اُس

[1] سامری شمرونی کا معرب ہے جس طرح کلمہ عیسیٰ کہ یشوع جو کہ عبری زبان کا لفظ ہے، اس سے معرب ہوا ہے شمرونی شمرون کی طرف منسوب ہے (جو کہ اسباط بنی اسرائیل میں سے یسا کار کا چوتھا بیٹا ہے) اس کے لئے قاموس کتاب مقدس میں لفظ شمرون ملاحظہ ہو۔

Presented by Ziaraat.com

نے ان کے سونے کے زیورات سے ایک گوسالہ بنایا اور جو خاک وہ اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا وہ حضرت جبرئیل کے قدموں کی خاک تھی اسے گوسالہ کے منھ میں ڈال دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اس میں ہوا پھونکنے سے گوسالہ کی آواز نکلتی تھی۔ سامری نے اُن سے کہا؛ یہ تمہارا اور موسیٰ علیہ السلام کا خدا ہے!! تو ہارون نے ان سے کہا! تم لوگ اس کے ذریعہ امتحان اور آزمائش میں مبتلا ہو گئے ہو۔ تمہارا رب خداوند رحمن ہے انہوں نے جواب دیا۔ جب تک کہ موسیٰ ہمارے پاس نہیں آجاتے ہم اس گوسالے کی پوجا نہیں چھوڑیں گے۔

خداوند عالم نے بنی اسرائیل کی اس کارستانی کی موسیٰ کو خبر دی، پھر موسیٰ انتہائی افسوس اور غم وغصہ کے ساتھ ان کے پاس واپس آئے اور اپنے بھائی ہارون کو زجر وتوبیخ کی، ہارون نے کہا: اے بھائی! اپنا ہاتھ میرے سر اور داڑھی سے ہٹالو۔ اس قوم نے مجھے چھوڑ دیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔

پھر جب بنی اسرائیل اپنی خطا پر نادم وپشمان ہوئے تو خداوند سبحان نے ان کی توبہ قبول کی اس شرط کے ساتھ کہ جو لوگ گوسالہ پرستی میں مشغول ہو گئے تھے وہ خود کو خدا پرستوں کے حوالے کر دیں تا کہ انہیں قتل کیا جائے جب ان لوگوں نے اس فرمان کو قبول کیا اور امر خداوندی کے سامنے سراپا تسلیم ہو گئے، تو خداوند منان نے انہیں معاف کر دیا لیکن تعجب ہے کہ اُس کے بعد بھی موسیٰ سے خواہش کی کہ انہیں بھی اپنے ہمراہ رب العزت کی وعدہ گاہ تک لے جائیں اور وہ خود ان کو خدا سے کلام کرتے ہوئے دیکھیں۔

اس وجہ سے موسیٰ نے اُن میں سے ستر افراد کو چنا جب وہ لوگ میقات (وعدہ گاہ) پر پہونچے تو کہنے لگے کہ ہم خدا کو آشکار طور پر دیکھنا چاہتے ہیں! لٰہذا (جیسا وہ خیال کرتے تھے) اسی اثناء میں ایک بجلی نے انہیں اپنے لپیٹ میں لے لیا (اور اسی جگہ مر گئے) کہ خداوند عالم نے دوبارہ انہیں موسیٰ کی درخواست پر حیات دی۔ پھر اس طرح سے یہ لوگ توریت پر (جسے خداوند سبحان نے چراغ ہدایت قرار دیا تا کہ ان کے انبیاء اس کے مطابق حکم کریں) ایمان لائے۔

Presented by Ziaraat.com

موسیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ یاد دلانے کے بعد کہ خداوند عالم نے ان پر کیا کیا نعمتیں نازل کیں ہیں اور ان کے ذریعہ سے انہیں عالمین پر فضیلت دی ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے میری قوم! مقدس سرزمین (سرزمین شام) کہ خداوند عالم نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے داخل ہو جاؤ۔

انہوں نے کہا: اے موسیٰ! وہاں ایک ستمگر اور سرکش قوم رہتی ہے ہم وہاں اُس وقت تک قدم نہیں رکھ سکتے جب تک کہ وہ وہاں سے باہر نکل نہ جائیں اور جیسے ہی وہ باہر جائیں گے ہم وہاں داخل ہو جائیں گے۔

اُس وقت ان کی قوم کے دو دانشوروں نے اُن سے خطاب کرتے ہوئے کہا: دروازہ سے اُن کے سامنے وارد ہو، کہ تمہارے داخل ہو جانے ہی سے تمہاری کامیابی ہو جائے گی اور اگر مومن ہو تو خدا پر توکل اور بھروسہ کرو۔

قوم نے کہا: اے موسیٰ! جب تک کہ وہ وہاں ہیں ہم ہرگز وہاں داخل نہیں ہوں گے۔ لہٰذا تم خود اور تمہارا خدا چلے جاؤ اور اُن سے جنگ کرو ہم یہاں بیٹھ کر انتظار کر رہے ہیں!!

اس کا جواب دیتے ہوئے خداوند سبحان نے فرمایا:

(فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ)

چالیس سال تک ان کا اس سرزمین پر تصرف کرنا حرام ہے، وہ لوگ اتنی مدت تک سینا کے جنگلوں میں اسی طرح حیران و سرگرداں رہیں گے اور تم اے موسیٰ! ستمگروں کے لئے اپنا دل نہ جلاؤ اور ان کی خاطر رنجیدہ نہ ہو۔

یہ سب حضرت موسیٰ کے زمانے میں بنی اسرائیل کی بعض داستان ہے لیکن جو کچھ اس قوم سے موسیٰ کے بعد سرزد ہوا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

اُن میں سے بعض نے دریائے سرخ کے کنارے سکونت اختیار کر لی اور مچھلی کا شکار

Presented by Ziaraat.com

کرنے لگے (قضاء الٰہی سے دریا کی مچھلیاں شنبہ کو بہت زیادہ ساحل کے کنارے آتی تھیں اور خدا نے انہیں شنبہ کو شکار کرنے سے ان کے سرکش نفس کی ریاضت وتزکیہ کے لئے منع کر دیا تھا)۔ ان لوگوں نے اس ممانعت کی مخالفت کی اور سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کرنے لگے، نتیجہ کے طور پر خدا نے انہیں بندر کی شکل میں مسخ کر کے ہلاک کر ڈالا۔

خداوند منان نے حضرت موسیٰ کے اوصیاء کے درمیان حضرت داؤد کو قرار دیا اور ان کو زبور عطا کی، جب داؤد زبور کی تلاوت کرتے اور تسبیح خداوندی کی آواز بلند کرتے تو اُن کی خوش الحانی پہاڑوں میں اس طرح گونجتی کہ پرندے تسبیح میں ان کے ہم آواز ہو جاتے خداوند عالم نے انؑ کے ہاتھ میں لوہا نرم بنا دیا تھا تاکہ اُس سے زرہ بنائیں پھر ان کے بعد حضرت سلیمان کو قرار دیا اور ہوا کو اُن کے اختیار میں دے دیا تاکہ اُن کے حکم کے مطابق وہ جہاں چاہیں حرکت کرے اسی طرح جناتوں کو جو دریا میں غواصی پر مامور تھے تاکہ ان کے لئے اندر سے گوہر نکال لائیں اور عبادت خانے، مجسمے، محرابیں وحوض کے برابر پیالے اور بڑی بڑی ثابت دیگیں یعنی جو قابل نقل و انتقال نہ ہوتی تھیں حضرت سلیمان کے لئے بناتے تھے۔

خداوند منان نے انہیں حیوانوں کی زبان سکھائی اس طرح سے کہ چیونٹی کی گفتگو درک کر لی اور ھدھد نے تخت بلقیس کے بارے میں انہیں باخبر کیا اور ان کے ملازموں میں اُس شخص نے جسے کتاب کا تھوڑا سا علم تھا یمن سے چشم زدن میں تخت بلقیس شام میں حاضر کر دیا۔

ملائکہ ان کے خدمت گزار تھے اور جنوں میں جو حضرت سلیمان کے حکم کی نافرمانی کرتا تو اسے عذاب کے تازیانہ سے تنبیہ کرتے تھے۔

جنات حضرت سلیمان کے مرنے کے بعد اسی طرح اپنی فعالیت اور ماموریت پر لگے ہوئے تھے یہاں تک کہ دیمک نے اُن کے عصا کو کھوکھلا کر دیا اور سلیمان زمین پر گر پڑے۔

یہ تمام موارد (مقامات) بنی اسرائیل اور ان کے پیغمبروں کے درمیان استثنائی صورت کے حامل تھے، منجملہ ان استثنائی حالات کے حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک واقعہ یہ تھا کہ ایک

Presented by Ziaraat.com

مقتول کے قاتل کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف ہوگیا تو خدا نے انہیں حکم دیا کہ ایک گائے کا سر کاٹیں اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول کے جسم پر ماریں، جب انہوں نے ایسا کیا تو اس کے زیر اثر خدا نے اس مقتول کو زندہ کر دیا اور حقیقت امر آشکار ہوگئی۔

منجملہ ان داستانوں کے ''عزیر'' اور ''ارمیا'' کی بھی داستان ہے کہ ایک ایسے ویران گاؤں سے ان کا گذر ہوا جس کی دیواریں اور چھتیں گر چکی تھیں اور وہاں کے رہنے والے سب مر چکے تھے اور درندے ان کے جسموں کو کھا چکے تھے، تو حیرت سے کہا: خداوند عالم ان مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟! خدا نے انہیں ایک سو سال مردہ رکھا پھر دوبارہ زندہ کیا صبح کے وقت ان کی روح قبض کر لی اور شام کے وقت ان کی زندگی واپس کر دی (یعنی جسم میں جان ڈال دی) ایک فرشتہ نے اُن سے پوچھا کتنی دیر تک سوتے رہے؟

عزیرؑ نے آسمان اور سورج کی طرف نظر کی تو وہ ڈوبنے ہی کے قریب تھا اور کہا: (میرے خیال میں) ایک دن یا اس کا ایک حصہ سویا رہا۔

فرشتہ نے کہا: بلکہ تمہارے سونے کی مدت ایک سو سال ہے! اپنی غذا (انجیر، انگور) اپنی پینے کی چیز (انگور کے رس) کی طرف نظر ڈالو اور دیکھو، کہ اتنے سالوں کے بعد بھی ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے اور اب اپنے گدھے کی طرف دیکھو کہ اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر تتر بتر اور نابود ہو گئیں ہیں!

پھر اس وقت خداوند عالم نے پراگندہ جسموں کو ایک دوسرے سے متصل کیا اور ان پر گوشت چڑھایا اور انہیں زندہ کر دیا تو عزیرؑ کو معلوم ہوگیا کہ کس طرح خدا مردہ کو زندہ کرے گا اور جب انہوں نے ایسا دیکھا تو کہا: مکمل طور پر مجھے معلوم ہوگیا کہ خدا ہر چیز پر قادر و توانا ہے۔

حضرت موسیٰ کے بعد استثنائی داستانوں میں حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا جیسے پیغمبروں کی بھی داستان ہے۔

حضرت زکریا خدا کو پکار کر کہتے ہیں: خدایا! میری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں (کمزور

Presented by Ziaraat.com

ہوگئیں) ہیں اور میرے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں اور میری بیوی بانجھ ہے، اپنے بعد اپنے وارثوں سے خائف اور ہراساں ہوں تو خود ہی مجھے ایک جانشین عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

تو خداوند عالم نے انہیں یحییٰ کی خوشخبری دی ایسے نام کے ساتھ کہ اُس سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں رکھا گیا تھا اور خدا نے ان کے بچپنے ہی میں انہیں کتاب اور قضاوت عطا کی۔

سب سے زیادہ مشہور ان کی استثنائی داستان خدا کے پیغمبر حضرت عیسیٰ کی ان کی ماں مریم کے ذریعہ بن باپ کے ولادت کی خبر ہے اور اپنی قوم سے گھوارہ میں ان کا کلام کرنا اور یہ کہنا کہ خدا نے انہیں کتاب و حکمت عطا کی ہے اور ان کا مٹی سے ایک پرندہ کا پیدا کرنا اور کوڑھی کور مادرزاد کو شفا دینا، مردوں کو زندہ کرنا اور حضرت عیسیٰ کی شکل وصورت میں ان کی مخبری کرنے والے بدخواہ کو تبدیل کرنا تا کہ عیسیٰ کی جگہ اسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے خدا نے حضرت عیسیٰ کو زمین سے اٹھا کر آسمان کی بلندی پر بلا لیا اور اب تک اسی طرح انہیں زندہ رکھا ہے تا کہ انہیں آخری زمانے میں زمین میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم مہدی صاحب الزمانؑ کے پاس لوٹا دے۔

اسی طرح بنی اسرائیل کے انبیاء کے لئے بھی استثنائی حالات کا سراغ رکھتے ہیں کہ اُن سے پہلے کسی ایک پیغمبر میں بھی انہیں دیکھا ہے، جیسے وہ سب کچھ جو حضرت سلیمان کو دیا گیا، جناتوں کو ان کے لئے کام کرنا، یا بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ کا پیدا ہونا اور خدا کی اجازت سے ان کا مٹی سے پرندہ خلق کرنا۔

اور ہم کسی قوم کو بنی اسرائیل سے زیادہ سنگدل قوم نہیں جانتے وہ نہایت بدطینت لوگ تھے جنہوں نے اپنے پیغمبر سے معجزات اور آیات دیکھے اور اس کا مشاہدہ کیا کہ اُس نے انہیں دریا کے بارہ خشکی راستوں سے گذارا اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا۔ خداوند منان نے انہیں پوری تاریخ انسانیت میں بے مثال معجزے کے ذریعہ نجات دی لیکن جیسے ہی اُن کی نظر بتوں پر پڑی تو اپنے پیغمبر سے کہتے ہیں: اے موسیٰ ہمارے لئے ان کے بتوں کے مانند بت سے ایک خد

Presented by Ziaraat.com

اپناؤ!!

یا جب ان کے پیغمبران کے عمل کے لئے شریعت لانے گئے تو گوسالہ پرستی میں مشغول ہو گئے!!

یہ سب ان کے ناپسندیدہ اور برے صفات کے نمونے ہیں کہ جن کے ذریعہ ایسا طرز تفکر اور ایسی روش دکھائی دیتی ہے جو ان سے مخصوص اور گزشتہ یا ان کے بعد کی امتوں میں نہیں پائی گئی ہیں۔

ان کے دشمن بھی ایسے ہی تھے؛ جیسے فرعون اور اس کے درباری اور وہ اقوام اور امتیں جو اُس زمانے میں سرزمین شام کی ساکن کہلاتی تھیں اور وہ اُن سے جنگ پر مامور ہوئی تھیں۔

ان تمام استثنائی حالات اور مواقع کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ دیگر امتوں کی بہ نسبت استثنائی اور خصوصی احکام کی احتیاج رکھیں انہیں موارد (مقامات) میں کعبہ سے بیت المقدس کی طرف قبلہ کا تبدیل ہونا ہے اور ان تمام چیزوں کی تحریم جنہیں اسرائیل (یعقوب پیغمبر) نے اپنے اوپر حرام کر رکھی تھیں اور چونکہ بعض خصوصی حالات ان امتوں کے نابود ہو جانے کی وجہ سے کہ جن سے ان کی سرزمین میں انہوں نے جنگ کی تھی۔ حضرت عیسیٰ بن مریم کے زمانے میں ختم ہو چکے تھے۔لہٰذا، خداوند عالم نے اُن کے کچھ محرمات جو اُن پر حرام کر دیئے تھے حلال کر دیئے۔

اور چونکہ حضرت ختمی مرتب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ان تمام استثنائی مواقع اور خاص حالات کا خاتمہ ہو چکا تھا، لہٰذا استثنائی احکام اور ان سے مخصوص قوانین بھی درمیان سے اٹھا لے گئے؛ چنانچہ خداوند متعال سورۂ اعراف کی ۱۵۷ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ؗ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ

Presented by Ziaraat.com

اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

جو لوگ اس امی نبی رسول کی جس کا نام ونشان اپنے پاس موجود توریت اور انجیل میں تحریر پاتے ہیں پیروی کریں ایسا پیغمبر جو انہیں نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے اور نجاستوں کو اُن پر حرام کرتا ہے، قید و بند کی تکلیف گراں سے انہیں آزاد کر دیتا ہے۔

اسی وجہ سے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی شریعت منسوخ ہوگئی اور حکم ہوا کہ ابراہیمؑ کے دین حنیف کی پیروی کریں کہ اب اس کے مبلغ اور بیان کرنے والے حضرت خاتم الانبیاءؐ ہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام کے قوانین اور شریعتیں حضرت آدم سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک دین واحد اور انسان کی فطرت کے مطابق ہیں اور چونکہ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے لہٰذا خدا کی شریعت اور اس کے قوانین بھی تبدیل نہیں ہوئے ہیں۔

اللہ کی شریعت ہر زمانے کے پیغمبر کے ہم عصر لوگوں کی ضرورت کے مطابق اس پیغمبر پر نازل ہوئی ہے اسی لحاظ سے اُس شریعت میں سے ایک خاندان کی ضرورت کے مطابق حضرت آدم پر نازل ہوئی۔

حضرت ادریس کے زمانے میں ایک شہر کے رہنے والوں کی نیاز کے قبدر اور نوح کے زمانے میں چند شہروں اور علاقوں کی نیاز وضرورت کے بقدر اس شریعت کا دائرہ وسیع ہوگیا حضرت نوح کے زمانے کی شریعت کی اتنی مقدار ہمارے زمانے کو بھی شامل ہے۔

چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے:

(شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا)

''تمہارے لئے دین میں وہ راستہ قرار دیا ہے جس کی نوح کو وصیت کی تھی، ابراہیمؑ کا دین حنیف نوح کی شریعت سے اختلاف نہیں رکھتا جیسا کہ خداوند سبحان فرماتا ہے:

Presented by Ziaraat.com

(وَاِنَّ مِنْ شِیعَتِهٖ لَاِبْرَاهِیمَ)

اس معنی میں کہ ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے اتباع کرنے والوں میں تھے۔

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت بھی حضرت ابراہیمؑ کے دین حنیف سے اختلاف نہیں رکھتی جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے:

(وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیمَ حَنِیفاً) ''ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرو'' اور ہم سے بھی فرمایا:

(وَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرَاهِیمَ حَنِیفاً)

ابراہیم [1] کے دین حنیف کی پیروی کرو! اللہ کی شریعت کی یہ نسبت آدمی کی شان شہد کی مکھی کے مانند ہے کہ خداوند عالم نے جس کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اس خاص نظم و ترتیب کے تحت زندگی بسر کرے جو اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہو۔

اسی طرح وہ نظامِ آفرینش جسے رب العالمین نے اپنی ربوبیت کے اقتضاء کے مطابق تمام مخلوقات کے لئے اوّل تخلیق سے مقرر فرمایا ہے آج تک متغیر نہیں ہوا ہے اور اس کا نظام حیات، خدا کی عطا کردہ فطرت کی پیروی سے دور نہیں ہوا ہے اور آدمی اس قاعدہ سے بری اور مستثنیٰ نہیں ہے اور وہ خدا کی دیگر مخلوقات کے درمیان کوئی نئی مخلوق نہیں ہے۔

جبکہ ہمیں یہ معلوم ہو چکا کہ جناب عیسیٰؑ سے لے کر نبی آخر الزمانؐ تک خدا نے انسانیت کو بغیر اپنی حجت کے نہیں چھوڑا اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور یہ واضح ہو گیا کہ اس دور کی حجتیں کون تھیں اب ہم اس مقام پر امام معصومؑ کے قول پر اپنی معروضات کو اختتام کریں گے کہ قَالَ ابو الحسنؑ: اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ حُجَّةٍ (الکافی) خدا نے کبھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑا۔ (وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

---

[1] قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کی سرگذشت کے مناظر

پہلا منظر، حضرت ابراہیمؑ اور مشرکین

Presented by Ziaraat.com

زمانۂ فترت میں حضرت عیسیٰؑ سے نبی آخرالزمانؐ کے درمیان حجتِ خدا کا سلسلہ

۱۔ خداوند سبحان سورۂ شعراء کی ۶۹ سے ۸۲ آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا
عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا
كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ
لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ
فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾

(اے پیغمبر!) ابراہیم کی خبرامت کے لئے بیان کرو جب انہوں نے اپنے مربی باپ (چچا) اور اپنی قوم سے کہا: تم لوگ کس معبود کی عبادت کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا: اُن بتوں کی جو مسلسل ہماری پرستش کا محل ومحور ہیں۔ اُنہوں نے کہا تم لوگ انہیں پکارتے ہو تو کیا وہ تمہارے باتیں سنتے ہیں؟!۔ یا تمہارے حال کے لئے کوئی نفع ونقصان کے مالک ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم نے اپنے آباء واجداد کو دیکھا ہے کہ ایسا کرتے تھے۔ حضرت ابرہیمؑ نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ تم جن کی پرستش کرتے ہو، تم اور تمہارے گزشتہ آباء واجداد میں ان سب کو دشمن رکھتا ہوں جز رب العالمین کے کہ اُس نے ہمیں پیدا کیا اور راہ راست کی ہمیں راہنمائی کی وہ ہے جس نے ہمیں سیر کیا اور ہماری تشنگی دور کی ہے اور جب بیمار ہوتے ہیں تو ہمیں شفا دیتا ہے اور وہ کہ جو ہمیں مارتا اور اُس کے بعد زندہ کرتا ہے۔ وہ خدا جس سے لولگائے رہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہمارے گناہوں کو بخش دے۔

۲۔ سورۂ انعام کی ۷۴ سے ۸۱ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً ۖ إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٧٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُرِي
إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ
قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ
لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ ۖ
فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٧٨﴾ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٧٩﴾ وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ ۚ وَلَا أَخَافُ مَا
تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٨٠﴾ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا
أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ
بِالْأَمْنِ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨١﴾

Presented by Ziaraat.com

(اے پیغمبر) اُس وقت کو یاد کرو جب ابرہیم نے اپنے مربی باپ آزر سے کہا: آیا تم نے بتوں کو خدا بنایا ہے؟ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو آشکار گمراہی میں دیکھتا ہوں اور اس طرح سے ابراہیم کو زمین و آسمان کے ملکوت کا نظارہ کرایا تاکہ مقام یقین تک پہنچ جائیں۔ لہٰذا جب شب کی تاریکی چھائی، تو ایک ستارے کو دیکھا اور کہا یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ ستارہ ڈوب گیا تو کہا: میں ڈوبنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہوں پھر جب چاند کو درخشاں دیکھا، تو کہا: یہ میرا رب ہے، لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا: اگر خدا میری راہنمائی نہ کرے تو یقیناً میں گمراہوں میں ہو جاؤں گا اور جب ضوفشاں خورشید (تابناک سورج) کو دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا: اے میری قوم! میں ان چیزوں سے جن کو تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو بیزار ہوں۔ میں نے خالص ایمان کے ساتھ اس خدا کی طرف رُخ کیا ہے جو زمین اور آسمانوں کا خالق ہے اور میں کبھی مشرکین کا موافق نہیں ہوں گا۔ ابراہیم کی قوم ان کے ساتھ دشمنی اور کٹ حجتی پر آمادہ ہو گئی تو آپؑ نے کہا: آیا ہم سے خدا کے بارے میں بحث کرتے ہو جبکہ خدا نے درحقیقت ہماری ہدایت کی ہے؟ تم جن چیزوں کو خدا کا شریک قرار دیتے ہو میں ان سے خوفزدہ نہیں ہوں مگر یہ کہ خدا کی مرضی ہو کہ ہمارے رب کا علم تمام موجودات کو محیط ہے، کیوں تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ اور میں کیسے ان چیزوں سے خوف کھاؤں جنہیں تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو جب کہ تم خدا کا شریک قرار دینے سے نہیں ڈرتے جب کہ اس سلسلے میں کوئی حجت اور برہان نہیں ہے؟ ہم دونوں میں سے کون سلامتی (اور کون خوف) کا سزاوار ہے، اگر تم لوگ فہم رکھتے ہو (یا جانتے ہو تو بتاؤ)۔

۳۔ سورۂ عنکبوت کی ۱۶ سے ۱۸ اور ۲۴ اور ۲۵ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

ابراہیم کی داستان کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اگر سمجھو تو تمہارے لئے یہ بہتر ہے تم خدا کے علاوہ صرف بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اپنے پاس سے جھوٹ گڑھتے

Presented by Ziaraat.com

ہو اور جن لوگوں کو خدا کے علاوہ پوجتے ہو وہ تمہیں روزی دینے پر قادر نہیں ہیں لہٰذا خداوند سبحان سے روزی طلب کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر بجالاؤ کہ تمہاری بازگشت اسی کی طرف ہے اور تم لوگ جو مجھے جھٹلاتے ہو تم سے پہلے کی امتوں نے بھی (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کی ہے، لیکن رسول پر رسالت کی آشکار تبلیغ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ (ان تمام نصیحتوں کے بعد جو ابراہیم نے کی ہے) ان کی قوم کا جواب اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا کہ انہوں نے کہا: اسے قتل کر ڈالو جلا ڈالو؛ اور خدا نے اسے آتش سے نجات دی بیشک اس حکایت میں صاحبان قوم کے لئے نشانیاں ہیں پھر ابراہیمؑ نے کہا: اے لوگو! جن کو تم لوگ خدا کے سوا خدا بنائے ہوئے ہو وہ ایسے بت ہیں جو تم نے صرف اپنے درمیان دنیاوی زندگی میں دوستی کے لئے اپنایا ہے (اور) پھر قیامت کے دن تم لوگ ایک دوسرے کی تکفیر کرو گے اور ایک دوسرے پر لعن و نفرین کرو گے اور تمہارا ابدی ٹھکانہ آتش جہنم ہوگا اور کوئی یاور مددگار بھی نہیں ہوگا۔

۴۔ سورۂ صافات کی ۷۹ اور ۸۳ سے ۹۸ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰۤی اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْیَمِیْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ﴿۹۸﴾

تمام عالم میں نوح پر اسلام۔۔۔ اور ان کے شیعوں میں ایک ابراہیم ہیں۔ وہ پاکیزہ دل اور سالم قلب کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں آئے۔ اُس وقت جب انہوں نے اپنے مربی باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیا ہے جس کی تم لوگ پرستش کرتے ہو؟ آیا جھوٹے خداؤں کو (سچے) خدا کی جگہ چاہتے ہو؟! عالمین کے رب کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اُس وقت ستاروں کی طرف نگاہ ڈالی اور کہا: میں بیمار ہوں (لوگ) ان سے منھ موڑ کر باہر نکل گئے انہوں نے ان کے بتوں کی طرف رخ کیا اور کہا: آیا اُن غذاؤں کو (جو مشرکین عید کے دن تمہارے لئے لاتے ہیں) کیوں نہیں کھاتے؟! تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیوں نہیں بولتے؟! (یہ کہا) اور کلہاڑی سے بتوں پر حملہ کر دیا اور بڑے بت کے علاوہ سب کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ (شہر کے لوگ) ہراساں اور سراسیمگی کے عالم میں ان کی طرف دوڑے۔

Presented by Ziaraat.com

ابراہیم نے پوچھا: آیا اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہو۔ جب کہ خدا نے تمہیں اور تمہارے بنائے ہوئے بتوں (پتھروں) کو پیدا کیا ہے؟!

انہوں نے کہا: اس کے لئے کوئی عمارت بناؤ اور اسے آگ میں ڈال دو۔ انہوں نے ان کے ساتھ ایک چال چلنا چاہی لیکن ہم نے انہیں پست اور ذلیل کر دیا ہے۔

۵۔ سورۂ انبیاء کی ۵۱ تا ۷۰ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝

بیشک ہم نے ابراہیم کو وہ رشد عطا کیا جو ان میں ہونا چاہیے تھا اور ہم اس سے آگاہ تھے۔ جب انہوں نے اپنے مربی باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ مورتیاں کیا ہیں کہ جن کی عبادت میں مشغول ہو گئے ہو؟ انہوں نے کہا۔ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ان کا پجاری پایا ہے۔ ابراہیم نے کہا: بیشک تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلی ہوئی گمراہی میں ہو۔ انہوں نے پوچھا: آیا تم حق کی طرف سے ہماری جانب آئے ہو یا تم بھی ایک بازی گر ہو؟! ابرہیم نے کہا: بلکہ تمہارا رب زمین اور آسمانوں کا رب ہے، جس نے ان سب کو خلق کیا ہے اور میں اس امر پر گواہی دیتا ہوں خدا کی قسم تمہارے باہر جانے کے بعد تمہارے بتوں کے بارے میں کوئی تدبیر میں ضرور کروں گا پھر بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جز بڑے بت کے کہ شاید اس کی جانب رجوع کریں۔ (لوگوں نے) کہا: جس نے ہمارے

Presented by Ziaraat.com

خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے وہ ستمگروں میں سے ہے انہوں نے کہا: ہم نے سنا ہے کہ ابراہیم نامی جوان ہمارے بتوں کو بڑے لفظوں سے یاد کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: اسے لوگوں کے سامنے حاضر کرو تا کہ سب گواہی دیں انہوں نے پوچھا! اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہے؟ ابراہیمؑ نے جواب دیا: بلکہ ان میں جو سب سے بزرگ ہے اس نے ایسا کیا ہے، اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو! (قوم) نے اپنے نفوس کی طرف رجوع کر کے کہا: تم خود ہی ظالم و ستمگر ہو۔ پھر سر جھکا کر بولے، (اے ابرہیم) تم تو جانتے ہو کہ یہ کلام نہیں کر سکتے ابراہیم نے کہا: پھر خدا کے سوا کیوں کسی ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ تم کو نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان؟! تم پر اور ان بتوں پر وائے ہو جن کی خدا کے بجائے پرستش کرتے ہو، کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے؟! (لوگوں نے کہا) اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو اگر تم لوگ کچھ کر سکتے ہو تو اور ہم نے خطاب کیا کہ: اے آگ! ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا انہوں نے ان (ابراہیم) کے ساتھ مکر و فریب کا ارادہ کیا تو ہم نے بھی انہیں نقصان اٹھانے والوں میں قرار دیا۔

۶۔ سورۂ بقرہ ۲۵۸ آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کیا تم نے نہیں دیکھا اس شخص (بادشاہ وقت) کو جس نے ابرہیم سے ان کے رب کے بارے میں بحث کی صرف اس لئے کہ خدا نے اس کو ملک عطا کیا تھا جس وقت ابراہیم نے کہا: میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، (بادشاہ) نے کہا کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں، ابراہیم نے کہا: میرا خدا وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے (اے بادشاہ) تو اسے مغرب سے نکال دے وہ کافر (بادشاہ) مبہوت و ششدر ہو گیا اور جواب سے عاجز اور بے بس ہو گیا خدا ستمگروں کی راہنمائی نہیں کرتا۔

دوسرا منظر۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوط علیہ السلام

۱۔ سورۂ عنکبوت کی ۲۶، ۲۷، ۳۱، ۳۲ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

Presented by Ziaraat.com

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

پس لوط ان (ابراہیم) پر ایمان لائے اور کہا: میں (اس دیار شرک سے) اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں، میرا رب عزیز اور حکیم ہے اور ہم نے اسے اسحق اور یعقوب عطا کیا اور اس کے خاندان میں نبوت اور آسمانی کتاب قرار دی اور دنیا میں اسے اس کا اجر مرحمت کیا اور آخرت میں بھی وہ صالحین کے زمرہ میں ہے اور جب ہمارے نمائندہ فرشتوں نے ابراہیم کے لئے (فرزند کی ولادت کی) خوشخبری دی اور انہوں نے کہا: ہم (اپنے رب کے حکم سے) اس دیار کے لوگوں کو جو ظالموں کے زمرہ میں ہیں ہلاک کردیں گے۔ ابراہیم نے کہا: لوط بھی وہیں ہیں، انہوں نے کہا: ہم وہاں کے رہنے والوں سے زیادہ واقف ہیں ہم لوط اور ان کے خاندان کو نجات دے دیں گے ان کی بیوی کے علاوہ جو کہ ہلاک ہونے والی ہے۔

۲۔ سورۂ ہود کی ۶۹۔۷۶ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاۗءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ وَامْرَاَتُهٗ قَاۗىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ ھٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ يٰٓـاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝

ہمارے فرشتوں نے ابراہیم کو بشارت دی (مژدہ سنایا) اور انہیں سلام کیا، ابراہیم نے بھی جواب سلام دیا اور (چونکہ انہیں آدمی کی شکل میں دیکھا تھا اس لئے) ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک بھنا ہوا گائے کا بچھڑا حاضر کردیا۔ اور جب دیکھا کہ وہ لوگ غذا کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تو انہیں ناراض سمجھا اور دل میں ان سے خوفزدہ ہوئے (فرشتوں نے) کہا: نہ ڈرو ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں ان کی بیوی جو کھڑی ہوئی تھی (خوشی سے) ہنسنے لگی پھر ہم نے اس کو اسحق کی بشارت دی اور اسحق کے بعد یعقوب کی، اس نے کہا: اے وائے! میں ایک بوڑھی عورت ہوں اور میرا شوہر بھی ضعیف ہے (کیا میں بچہ پیدا کرسکتی ہوں) یہ تو بالکل عجیب سی بات ہے فرشتوں نے کہا: کیا تمہیں حکم الٰہی میں تعجب ہو رہا ہے؟! خدا کی رحمت اور برکت تم گھر والوں پر ہو وہ بیشک حمد و مجد اور بزرگی کا سزاوار ہے اور جب حضرت ابراہیم کا ڈر ختم ہوگیا اور فرزند کی بشارت مل گئی، تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں

Presented by Ziaraat.com

اصرار کرنا شروع کر دیا، یقیناً ابراہیم حلیم و بردبار، دلسوز اور ہمدرد، توبہ وانابت کرنے والے تھے۔

اے ابراہیم! اس بات سے اعراض کرو کہ تمہارے رب کا حکم آچکا ہے ان کی طرف قطعی اور اٹل عذاب آنے والا ہے۔

۳۔ سورۂ ذاریات کی ۲۴ تا ۳۷ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۞ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ۞ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ۞ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۞ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۞ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۞ قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۞ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۞ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ۞ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ۞ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۞ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۞ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۞ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۞

آیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت تم تک پہنچی ہے؟! جب وہ لوگ ان کے پاس آئے اور انہیں سلام کیا (اور ابراہیم نے بھی) سلام کیا اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ ناآشنا انسان ہو پھر اس گھڑی اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور موٹے تازے گوسالہ کا کباب لے آئے اور اسے ان کے پاس رکھ کر ان سے کہا: کیا تم لوگ نہیں کھاؤ گے؟ اُس وقت انہیں ان لوگوں سے خوف پیدا ہوا تو ان لوگوں نے کہا: نہ ڈرو اور انہیں ایک دانا اور عقلمند بچے (اسحق) کا مژدہ دیا پھر ان کی بیوی شور مچاتی ہوئی آئی اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور بولی: میں ایک بوڑھی بانجھ عورت ہوں (کیسے بچہ پیدا کر سکتی ہوں)؟

تو انہوں نے جواب دیا! تمہارے رب نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ وہ حکیم اور دانا ہے۔ ابراہیم نے ان سے سوال کیا: اے خدا کے نمائندو! تمہارا کیا کام ہے؟ جواب دیا: ہم لوگ بدکار قوم کی جانب بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ ان کے سر پر مٹی اور پتھر کی بارش کریں۔ ایسے پتھروں سے کہ جن پر تمہارے رب کے نزدیک ستمگروں کے لئے نشانی لگی ہوئی ہے اور ہم مومنین میں سے جو بھی وہاں تھا اسے باہر لے آئے اور اس پورے علاقے میں ایک مسلم، خدا پرست گھرانے کے ہم نے کوئی گھرانہ نہیں پایا اور وہاں ان لوگوں کے لئے جو خدا کے دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں نشانی اور عبرت قرار دی۔

۴۔ سورۂ شعراء کی ۱۶۰ تا ۱۷۳ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

Presented by Ziaraat.com

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۞ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۞
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۞ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ اَتَاْتُوْنَ
الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۞ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۞
قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۞ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ۞ رَبِّ نَجِّنِيْ
وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۞ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اَجْمَعِيْنَ ۞ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۞ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۞
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۞

قوم لوط نے پیغمبروں کی تکذیب کی جب ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا: کیوں تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور تقویٰ اختیار نہیں کرتے؟ میں تمہارے لئے ایک امین اور خیر خواہ پیغمبر ہوں خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو میں تم سے اس رسالت کی اجرت نہیں چاہتا ہوں میری اجرت صرف رب العالمین کے پاس ہے۔ آیا تم لوگ زمانہ کے مردوں کی طرف رخ کرتے ہو اور اپنی اُن ازواج کو جنہیں خدا نے تمہارے لئے خلق کیا ہے انہیں چھوڑ دیتے ہو؟ یقیناً تم لوگ ظالم اور تجاوز پیشہ انسان ہو۔ انہوں نے جواب دیا: اے لوط! اگر اس کے بعد تم ممانعت کرنے سے باز نہیں آئے تو تمہیں شہر سے باہر کر دیں گے۔ لوط نے کہا: میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔ خدایا! ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو ان (بُرے) کاموں سے جن کے یہ مرتکب ہوتے ہیں نجات دے ہم نے اُسے اور اس کے تمام گھرانے کو نجات دی۔ سوائے اُس بوڑھی عورت کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی (اور اسے ہلاک ہونا چاہیے تھا)۔

پھر دوسروں کو ہلاک کر دیا اُن پر پتھروں کی بارش نازل کر دی جو ڈرائے جانے والوں کے حق میں بدترین بارش ہے۔

تیسرا منظر۔ ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام اور تعمیر خانہ کعبہ:

۱۔ خداوند سبحان سورۂ ابراہیم کی ۳۵۔۳۷ اور ۳۹۔۴۱ آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۞ رَبِّ اِنَّهُنَّ
اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ رَبَّنَآ اِنِّيْ
اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً
مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى
الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۚ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۞ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا

Presented by Ziaraat.com

وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۞ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۞

اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کیا: خدایا! اس شہر (مکہ) کو جائے امن قرار دے اور مجھے اور میرے فرزندوں کو بتوں کی پرستش سے دور رکھ، خدایا! ان لوگوں نے بہت سارے افراد کو گمراہ کیا ہے، لہٰذا جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے، تو بخشنے والا مہربان ہے، خدایا! میں نے اپنے بعض اہل وعیال کو بے آب وگیاہ صحرا میں ساکن کر دیا ہے جو تیرے اس محترم گھر کے نزدیک ہے۔ خدایا تاکہ وہ لوگ نماز پڑھیں لہٰذا لوگوں کے قلوب کو اُن کی طرف مائل کر دے اور انواع واقسام کے پھلوں سے انہیں روزی عطا کر شاید صبر وشکر ادا کریں۔ اس خدا کی ستائش ہے جس نے ہمیں بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ سے نوازا، میرا رب دعا کا سننے والا ہے، خدایا! مجھے نماز قائم کرنے والوں میں قرار دے اور میرے فرزندوں میں بھی، خدایا! میری دعا کو قبول کر، خدایا! جس دن عدل کی میزان قائم ہوگی (جس دن حساب وکتاب ہوگا) تو مجھے اور میرے والدین اور تمام مومنین کو بخش دے۔

۲۔ سورۂ حج کی ۲۶، ۲۷، ۷۸ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۞ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۞
وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۚ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۚ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۚ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۞

جب ہم نے ابراہیم کے لئے بیت اللہ کی جگہ آمادہ کی اور (میں نے فرمایا) کسی چیز کو میرا شریک اور ہمتا قرار نہ دو اور ہمارے گھر کا طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ گذاروں کے لئے پاک وپاکیزہ رکھو اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلاج کرو تاکہ پیادہ اور لاغر سواریوں پر سوار ہو کر دور دراز علاقوں سے تمہاری طرف آئیں اور خدا کی راہ میں جہاد کرو، ایسا جہاد جو اُس کے سزاوار اور مناسب ہو اُس نے تمہیں منتخب فرمایا ہے اور تمہارے لئے دین میں کوئی زحمت ودشواری قرار نہیں دی ہے، یہی تمہارے باپ ابراہیم کا آئین ہے کہ اس نے تمہارا پہلے ہی سے مسلمان نام رکھا ہے۔

۳۔ سورۂ بقرہ کی ۲۴ تا ۲۹ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

Presented by Ziaraat.com

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۹﴾

جب خداوند منان نے (حضرت) ابراہیم کا چند کلمات کے ذریعہ امتحان لیا اور جب وہ کامیاب ہو گئے تو خداوند عالم نے کہا: میں نے تمہیں لوگوں کا پیشوا اور امام قرار دیا۔ ابراہیم نے کہا: میرے فرزندوں کو بھی؟ خدا نے کہا: میرا عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا اور جب ہم نے کعبہ کو جائے امن اور لوگوں کا مرجع بنایا اور یہ مقرر کیا کہ مقام ابراہیم کو مصلیٰ قرار دو اور ابراہیم و اسمٰعیل سے عہدہ و پیمان لیا کہ ہمارے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں رکوع کرنے والو اور سجدہ گزاروں کے لئے پاک و پاکیزہ رکھیں اور جب ابراہیم نے عرض کیا: خدایا: اس شہر کو جائے امن قرار دے اور وہاں کے لوگوں کو جو خدا اور رسول اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں پھلوں سے رزق عطا کر۔ خداوند عالم نے فرمایا: جو کفر اختیار کرے گا اسے بھی دنیا میں تھوڑا بہرہ مند کروں گا، لیکن آخرت میں آتش جہنم میں جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے اُسے ضرور عذاب دوں گا اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی دیواریں بلند کر رہے تھے، تو انہوں نے کہا: خدایا! ہماری خدمت کو قبول فرما کہ تو ہی سننے والا اور دانا ہے۔ خدایا! ہمیں اپنے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم قرار دے اور ہماری ذرّیت کو بھی اپنے سامنے سراپا تسلیم ہونے والی امت قرار دے اور ہمیں عبادت کا طریقہ سکھا اور ہم پر بخشش کر کہ تو بخشنے والا اور مہربان ہے۔ خدایا! ان کے درمیان انہیں میں سے پیغمبر بھیج تا کہ تیری آیات کی ان پر تلاوت کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے بیشک تو عزیز اور حکیم ہے۔

۴۔ سورۂ صافات کی ۹۹ تا ۱۰۷ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

Presented by Ziaraat.com

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۷﴾

ابراہیم نے کہا: میں خدا کی طرف جا رہا ہوں یقیناً وہ میری ہدایت کرے گا۔ خدایا! مجھے نیک اور صالح فرزند عطا کر۔ لہٰذا ہم نے اسے ایک حلیم و بردبار اور صابر فرزند کی بشارت دی۔ اور جب وہ بچہ سن رشد کو پہنچا اور ان کے ہمراہ کوشش و عمل میں لگ گیا تو ابراہیم نے کہا: اے میرے فرزند! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہاری قربانی کر رہا ہوں تمہارا کیا خیال ہے (تمہاری رائے کیا ہے) بیٹے نے کہا! اے بابا: جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے اُسے انجام دیجئے انشاء اللہ مجھے صابروں میں پائیں گے اور جب دونوں ہی امر حق کے سامنے سراپا تسلیم ہو گئے اور ابراہیم نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل لٹایا تو ہم نے اُسے آواز دی اے ابراہیم! تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا! اور ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں یہ روشن و آشکار امتحان و آزمائش ہے اور ہم نے اسے ذبح عظیم کا فدیہ قرار دیا ہے۔

۵۔ سورۂ آل عمران کی ۶۵۔۶۷۔۶۸ اور ۹۵ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾

اے اہل کتاب! کیوں ابراہیم کے دین کے سلسلہ میں آپس میں نزاع کر رہے ہو جب کہ توریت اور انجیل اس کے بعد نازل ہوئی ہے، آیا فکر نہیں کرتے ؟!۔۔۔ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی لیکن دین حنیف، توحید اور اسلام سے وابستہ تھے اور مشرکوں میں نہیں تھے ابراہیم سے لوگوں میں سب سے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہیں جو ان کے پیرو ہیں اور یہ پیغمبر اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور خداوند عالم مومنین کا سرپرست ہے۔۔۔ کہو (اے پیغمبر) خدا کی بات سچی ہے (نہ کہ تمہارا دعویٰ) لہٰذا حضرت ابراہیم کے دین و آئین کا اتباع کرو کہ ایک پاک و پاکیزہ اور صاف ستھرا دین ہے۔ اور وہ (ابراہیم) کبھی مشرکوں میں نہیں تھے۔

Presented by Ziaraat.com

۶۔ سورۂ نحل کی ۱۲۳ آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

پھر ہم نے تم کو وحی کی کہ ابراہیم کے پاکیزہ آئین کا اتباع کرو کہ اُس نے کبھی خدا یکتا کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دیا:

۷۔ سورۂ نساء کی ۱۲۵ آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَھُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا

اُس شخص سے بہتر کس کا دین ہے جو خدا کی طرف مائل اور نیکوکار ہے اور ابراہیم کے پاکیزہ دین کا اتباع کرتا ہے؟ خداوند عالم نے ابراہیم کو اپنا خلیل اور دوست بنایا ہے۔

چوتھا منظر۔ ابراہیم علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام

۱۔ خداوند سبحان سورۂ مریم کی ۴۹ اور ۵۰ آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

جب ابراہیم نے اُن سے اور جن کو وہ خدا کی جگہ پوجتے تھے، ان سب سے کنارہ کشی اختیار کی اور ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب سے نوازا اور سب کو نبی بنایا اور ایک شہرہ آفاق ذکر خیر انہیں عطا کیا۔

۲۔ سورۂ انبیاء کی ۷۲ اور ۷۳ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ

اور ہم نے اُس (ابراہیم) کو اسحٰق اور یعقوب عطا کیا اور سب کو صالح قرار دیا اور اُن سب کو پیشوا بنایا تا کہ (لوگوں کو) ہمارے امر کی طرف ہدایت کریں اور امور خیر، نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی انہیں وحی کی: اور وہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار تھے۔

۳۔ سورۂ مریم کی ۵۸ آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۤ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَاۗءِيْلَ.....

Presented by Ziaraat.com

یہ وہ لوگ ہیں جن پر خداوند عالم نے انعام کیا ہے وہ اولاد آدم ہیں اور ان کی اولاد سے ہیں جن کو ہم نے نوح کے ہمراہ کشتی میں بٹھایا اور ابراہیم و یعقوب (اسرائیل) کی اولاد ہیں۔

کلمات کی تشریح

۱-حنیفاً:

حنیف! ایسے مخلص انسان کو کہتے ہیں جو خدا کے اوامر کے سامنے سراپا تسلیم ہو اور کسی مورد میں بھی اس سے روگرداں نہ ہو، وہ شخص جو گمراہی کے مقابل راہ راست کو اہمیت دیتا ہو۔

حنف:

گمراہی سے راہ راست کی طرف مائل ہونا۔

جنف:

راہ راست سے گمراہی کی طرف مائل ہونا۔

۲-راغ:

راغ؛ رخ کیا، متوجہ ہوا۔

۳-یزفون:

زف؛ جلدی کی، یزفون جلدی کرتے ہیں۔

۴-اُف:

نفرت اور بیزاری کا ترجمان ایک کلمہ ہے۔

۵-جذاذاً: جذّہ، اُسے توڑا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

۶-بُہِت:

بہت الرجل: حیرت زدہ ہوگیا، ششدر ہوگیا، دلیل و برہان کے سامنے متحیر و پریشان ہوگیا۔

۷-بوّانا:

بوّاہ منزلہ؛ اُسے نیچے لایا، بوّا المنزل: اس کے لئے ایک جگہ فراہم کی۔

۸-ضامر:

ضمر الجمل۔ لاغر و کمزور اور کم گوشت اور کم ہڈی والا ہوگیا۔ ضامر یعنی لاغر اونٹ

۹-فجّ عمیق

Presented by Ziaraat.com

الفج ،وسیع اور کشادہ راستہ

۱۰-مثابہ:

المثاب والمثابۃ: گھر، پناہ گاہ۔

۱۱-تلّہ:

اُسے منہ کے بل لٹایا۔

۱۲-قانتاً:

قنت للہِ : اُس نے فرمانبرداری کی اور خداوند عالم کی طولانی مدت تک عبادت کی

۱۳-اوّاہ:

الاوّاہ: کثرت سے دعا کرنے والا ،رحیم ،مہربان اور دل کا نازک اور کمزور۔

۱۴-منیب:

بہت زیادہ توبہ کرنے والا۔

ناب الیہ:

بارہا اس کی بارگاہ کی طرف رخ کیا ناب الی اللہ توبہ کیا اور خدا کی طرف متوجہ ہوا۔

۱۵-صرۃ: الصرۃ: چیخ پکار۔

۱۶-فضکت:

صکّت ، یہاں پر یعنی تعجب اور حیرت سے اپنے چہرے پر طمانچہ مارا۔

۱۷-نافلۃ:

زیادہ ،اضافہ۔

منجملہ وہ معانی جو اس بحث کے لئے مناسب ہیں وہ یہ ہیں: حد سے زیادہ نیکی ،جس کو پسند کیا ہو، فرزند اور فرزند کی اولاد چونکہ فرزند پر اضافہ ہے۔

۱۸-اسرائیل:

اسرائیل حضرت یعقوب پیغمبر کا لقب تھا اسی لئے حضرت یعقوب کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ (قاموس کتاب مقدس: لفظ اسرائیل)

گزشتہ آیات کی تفسیر میں قابل توجہ مقامات (موارد) اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سرگذشت کا ایک منظر اور

Presented by Ziaraat.com

عقائد اسلام پیش کرنے میں انبیاء علیہم السلام کا طریقہ

پہلا منظر۔ ابراہیم علیہ السلام اور مشرکین۔

حضرت ابراہیمؑ کی جائے پیدائش بابل میں خداوند وحدہ لاشریک کی عبادت کے بجائے تین قسم کی درج ذیل پرستش ہوتی تھی:

ستاروں کی پرستش، بتوں کی پرستش، زمانے کے طاغوت (نمرود) کی پرستش

حضرت ابراہیمؑ نے مشرکین سے احتجاج میں صرف عقلی دلائل پر اکتفا نہیں کیا (ایسا کام جسے علم کلام کے دانشوروں نے فلسفہ یونانی کی کتابوں کے تراجم نشر ہونے کے بعد، دوسری صدی ہجری سے آج تک انجام دیا ہے اور دیتے ہیں) اور آپ نے اپنے دلائل میں ممکن الوجود، واجب الوجود اور ممتنع الوجود جیسی بحثوں پر تاکید نہیں کی بلکہ صرف حسی دلائل جو ملموس اور معقول ہیں ان پر اعتماد کیا ہے جن کو ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں، توجہ کیجے:

۱۔ ابراہیمؑ اور ستارہ پرست افراد:

ابراہیم خلیل اللہ نے ستارہ پرستوں سے اپنے احتجاج میں آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھایا سب سے پہلے اُن سے فرمایا: تم لوگ تو پرنور اشیاء کو اپنا رب تصور کرتے ہو، چاند تو ان سے بھی زیادہ روشن اور نورانی ہے لہٰذا یہ میرا پروردگار ہوگا؟!

یہ تدریجی اور طبیعی و محسوس اور معقول بات ہے اور یہی امر زینہ بہ زینہ یہاں تک منتہی ہوتا ہے کہ ان کے اذہان چاند سے سورج کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور ابراہیمؑ فرماتے ہیں: یہ میرا رب ہے تو یہ سب سے بزرگ اور سب سے زیادہ نورانی ہے؟! خورشید (سورج) کی بزرگی اور نورانیت سورج کے ڈوبنے اور اس کے نور کے زائل ہونے کے بعد ستارہ پرستوں کے اذہان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ زائل و فنا ہونے والی چیز لائق عبادت نہیں ہے۔ یہاں پر ابراہیمؑ فرماتے ہیں:

اے گروہ مشرکین! میں اُس چیز سے جسے تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو بیزار ہوں میں نے تو خالص ایمان کے ساتھ خدا کی طرف رُخ کیا ہے جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔

۲۔ ابراہیمؑ بت پرستوں کے ساتھ:

بت پرست بتوں کو پکارتے تھے اور اُن سے بارش کی درخواست کرتے تھے اور خود سے دشمنوں کو دور کرنے کے بارے میں اُن سے شفاعت اور نصرت طلب کرتے تھے اور ان کی جانب رخ کر کے پوشیدہ اور خفیہ دونوں طریقوں سے اپنی حاجتوں کو طلب کرتے تھے!

Presented by Ziaraat.com

یہاں اُن بتوں کی بے چارگی اور ناتوانی ظاہر کرنے کے لئے وہ بھی بُت پرستوں کے یقین و اعتقادات میں، ان بتوں کو توڑنے سے بہتر کوئی دلیل نہیں تھی اور ان کے اعتقادات کا مذاق اُڑانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

توحید کا علمبردار اسی راستہ کو اپنائے ہوئے آگے بڑھا اور نہایت غور وخوض کے ساتھ بتوں کو توڑ ڈالا اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور آخر میں اپنی کلہاڑی کو بڑے بُت کی گردن میں لٹکا دیا!

جب بُت پرست اپنے عید کے مراسم سے لوٹنے اور بتوں کو ٹوٹا پھوٹا اور بکھرا ہوا پایا تو ایک دوسرے سوال کیا کہ: کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ سب بولے! ہم نے ایک نوجوان کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور اُسے ابراہیم کہتے ہیں!

سب نے کہا:

لوگوں کے سامنے اور جماعت کے حضور اُسے حاضر کیا جائے تا کہ سب اس کام سے متعلق گواہی دیں اور جب ابراہیم کو حاضر کیا گیا اور اُن سے پوچھا گیا۔

اے ابراہیم آیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ ابراہیم نے مقام احتجاج میں کہا: بلکہ ایسا ان کے بڑے نے کیا ہے۔ تم لوگ ان بتوں سے سوال کرو، اگر بولتے ہیں تو۔

ابراہیمؑ کی دلیل نہایت قاطع اور روشن دلیل تھی کامیاب ہوگئی۔ مشرکین اپنے آپ میں ڈوب گئے (دم بخود ہو گئے) اور اپنے آپ سے کہنے لگے:

(انکم انتم الظالمون)

تم لوگ خود ظالم ہو نہ ابراہیم کہ جس نے بتوں کو توڑا ہے۔

پھر انہوں نے سر جھکا لیا اور لاجواب ہو گئے، وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ بُت جواب نہیں دیں گے۔ وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی دلیل کے مقابلے میں عاجز ہو گئے اس لحاظ سے کہ بُت اپنے دفاع کرنے سے عاجز اور بے بس ہیں، چہ جائیکہ لوگوں کو نفع پہنچائیں؟

(فَمَا كَانَ جَوابَ قَومِهِ إلّا ان قَالوا اقتلُوهُ أو حَرِّقوه)... (وَقَالُوا ابنُو لهُ بنُيانا فَألقُوهُ فِي الجَحِيم)

لہٰذا (ابراہیمؑ کی ان تمام نصیحتوں اور مواعظ کے بعد) ان کی قوم نے صرف یہ کیا: اسے قتل کر ڈالو یا آگ میں جلا ڈالو، اس کے علاوہ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ قوم نے (ان کی حجت اور برہان کو نسی ان سنی کر دیا۔۔۔) اور کہا: اس کے لئے کوئی آتش خانہ بنانا چاہیے اور اسے آگ میں جلا دینا چاہیے اور سب نے کہا:

اسے جلا ڈالو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو اگر (خداؤں کی رضایت میں) کچھ کرنا چاہتے ہو، اس قوم

Presented by Ziaraat.com

نے عظیم اور زبردست آگ روشن کی اور اس میں ابراہیم کو ڈال دیا۔ ہم نے خطاب کیا کہ: اے آگ! ابراہیمؑ کے لئے سرد و سلامت ہو جا۔ وہ لوگ ان سے مکر و حیلہ اور کینہ و کدورت کرنے لگے تو ہم نے ان کے مکر و حیلے کو باطل کر دیا اور انہیں نقصان میں ڈال دیا۔

۳۔ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے زمانے کے طاغوت۔

ابراہیمؑ نے اپنے زمانے کے طاغوت نمرود (جس کی حکومت کا دائرہ نہایت وسیع تھا) اور ربوبیت کا ادّعا کرتے ہوئے احتجاج کیا خداوند عالم نے فرمایا:

(أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ)

کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جسے خداوند عالم نے ملک دیا تھا، اُس نے ابراہیم سے پروردگار کے بارے میں احتجاج کیا۔

جیسا کہ قرآن کا شیوۂ بیان، اس احتجاج سے عبرت حاصل کرنا ہے، لہٰذا خدا اس کے بعد فرماتا ہے:

(إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ)

• جب ابراہیم نے (نمرود سے) کہا: میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے (موت دیتا ہے)۔

یہ بات نمرود کے ادعائے ربوبیت کے مقابلہ میں بیان کی گئی ہے، اس کے بعد قرآن نے نمرود کی ابراہیم کے مقابل گفتگو کو بیان کیا ہے:

(أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ)

میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

فوراً ہی حکم دیتا ہے کہ ایک آزاد انسان پکڑ کر اسے قتل کر دیا جائے اور قتل کے مجرم کو آزاد کر دیں! اس نے اپنے خیال میں جو دعویٰ کیا اسے ثابت کر دیا۔ یہاں پر حضرت ابراہیمؑ نے نمرود سے عقلی احتجاج نہیں کیا کہ ایک بے گناہ کا قتل کرنا اور اسی طرح موت کی سزا کے مستحق کو زندہ چھوڑنا حقیقی طور پر مارنا اور زندہ کرنا نہیں ہے، بلکہ ایک دوسرا محسوس اور معقول احتجاج پیش کیا کہ:

....فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ... الظَّالِمِينَ

''خداوند عالم مشرق سے آفتاب نکالتا ہے، تم اسے مغرب سے نکال دو تو وہ کافر ششدر و مبہوت ہو کر رہ گیا!''

(سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸)

حضرت ابراہیم خلیل الرحمن مشرکین سے اپنے احتجاج میں اسی طرح محسوس اور معقول دلائل کا استعمال

Presented by Ziaraat.com

کرتے ہیں جس طرح دیگر پیغمبروں نے بھی اپنے زمانے کے مشرکین سے بحث و احتجاج کے موقع پر اسی روش سے استفادہ کیا ہے۔

قرآن کریم بھی جب تمام لوگوں سے گفتگو کرتا ہے یا مشرکین کے مختلف طبقے کو مخاطب قرار دیتا ہے تو یہی راستہ اپناتا ہے اور استدلال کرنے میں صرف فلاسفہ اور دانشوروں پر اکتفاء نہیں کرتا مثال کے طور پر سورۂ حج کی ۷۳ ویں آیت میں تمام انسانوں کے لئے محسوس اور معقول مثال دیتا ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۔ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ۝

''اے لوگو! ایک مثال دی گئی ہے، اس کی طرف توجہ دو: جن بتوں کو تم لوگ خدا کے بدلے پوجتے ہو، وہ کبھی ایک مکھی بھی خلق نہیں کر سکتے۔

خداوند عالم نے جو مثال پیش کی ہے اُس میں ایک کثیف اور گندے حشرہ (مکھی) کی بات ہے کہ سب ہی اُس سے نفرت کرتے ہیں اور وہ ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ وہ فرماتا ہے:

جن بتوں کی خدا کی جگہ عبادت کرتے ہو، تاکہ تمہاری ضروری کو پوری کریں، وہ مکھی کے مانند کثیف اور پست حشرہ کے پیدا کرنے سے بھی عاجز ہیں اور اس کو لفظ (لن) یعنی ہرگز سے تعبیر کیا ہے تاکہ ایسی توانائی کو ان سے ہمیشہ کے لئے نفی کر دے پھر عبادت کئے جانے والے جعلی اور خود ساختہ خداؤں کی عاجزی اور توانائی کی زیادہ سے زیادہ تشریح کرتے ہوئے فرماتا ہے:

(مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ)

ان ضعیف اور ناتواں بندوں نے خدا کو جیسا کہ حق ہے اُس طرح نہیں پہچانا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اُس خدا کا جو زمین اور آسمان کا خالق ہے ذلیل و خوار، ضعیف و ناتواں مخلوق کو شریک قرار دیا ہے!

خداوند عالم اور اس کے پیغمبروں کا احتجاج اسی طرح کا ہے ان کے احتجاج میں علماء علم کلام کی روش جو ان کی تالیفات میں ذکر ہوئی ہے دکھائی نہیں دیتی یقیناً کونسی روش اور طریقہ بہتر ہے جس کا مناظرہ اور احتجاج کے موقع پر استعمال کیا جائے؟!

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی جائے پیدائش بابل میں، ستارہ پرستوں، بت پرستوں اور زمانے کے طاغوت (نمرود) سے مقابلہ کیا، شام میں کنعانیوں کی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے کے بعد وہاں پر بھی درجہ ذیل داستان پیش آئی ہے:

Presented by Ziaraat.com

دوسرا منظر۔ قوم لوط کی داستان میں ابراہیم علیہ السلام کا موقف

خداوند عالم سورۂ عنکبوت کی ۲۶ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

لوط ان (ابراہیم) پر ایمان لائے''

اس آیۂ کریمہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت لوطؑ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی شریعت پر عمل کیا اور خداوند عالم نے انہیں ایسے دیار میں مبعوث کیا جہاں برے افعال انجام دیئے جاتے تھے تاکہ وہاں جا کر حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کی تبلیغ کریں۔

کیونکہ خداوند عالم سورۂ صافات کی ۱۳۳ آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

''لوط پیغمبروں میں سے تھے'' منجملہ ابراہیم کی لوط سے خبر کے متعلق ایک بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے قوم لوط پر عذاب الٰہی کے نزول کے مسئلہ میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ جو قرآن کریم میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

الف: سورۂ عنکبوت کی ۳۲ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ

(ابراہیم نے قوم لوط پر عذاب کے مامور فرشتوں سے) کہا:

لوط اس علاقہ میں ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہم وہاں کے رہنے والوں کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں۔ لوط اور ان کے خاندان کو ہم نجات دیں گے سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔

ب۔ سورۂ ہود کی ۷۴۔ ۷۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ يٰٓـاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ

جب حضرت ابراہیمؑ سے خوف دور ہو گیا اور ان کے لئے بشارت آگئی، تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں بحث کرنے لگے۔

ابراہیمؑ بہت زیادہ صابر، گریہ وزاری کرنے والے اور توبہ کرنے والے تھے۔ اے ابراہیمؑ اس سے درگذر کرو کہ تمہارے رب کا حکم آچکا ہے اور ان کے لئے ناقابل برگشت عذاب آچکا ہے۔ جس بحث کے بارے

Presented by Ziaraat.com

میں خداوند عالم نے خبر دی ہے وہ بحث ابراہیمؑ اور عذاب پر مامور فرشتوں سے تھی اور ایسا اس وقت ہوا جب فرشتوں نے حضرت کو آگاہ کر دیا تھا کہ خداوند عالم نے انہیں قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے مامور کیا ہے۔ابراہیمؑ نے ان سے سوال کیا: اگر اس شہر کے درمیان مسلمانوں کا کوئی گروہ ہوگا، پھر بھی وہاں کے لوگوں کو ہلاک کردو گے؟

ایک روایت میں مذکور ہے کہ!

حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا:

اگر وہاں پچاس آدمی مسلمان ہوں گے تب بھی ہلاک کردو گے؟

فرشتوں نے جواب دیا: اگر پچاس آدمی ہوں گے تو نہیں۔

پوچھا: اگر چالیس آدمی ہوں تو؟

جواب دیا: اگر چالیس آدمی ہوں تو بھی نہیں۔

سوال کیا: اگر تیس آدمی ہوں تو؟

فرشتوں نے کہا: اگر تیس آدمی ہوں تو بھی نہیں

اسی طرح سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ پوچھا اگر ان کے درمیان دس آدمی مسلمان ہوں تو کیا کرو گے؟۔

فرشتوں نے جواب دیا: حتیٰ اگر ان کے درمیان دس آدمی بھی مسلمان ہوں گے تو بھی ہم انہیں ہلاک نہیں کریں گے۔

قرآن کے اسی جملہ سے کہ قرآن فرماتا ہے!

(قَالَ اِنَّ فِیْهَا لُوطاً)

معلوم ہوتا ہے کہ صرف حضرت لوط تھے اور فرشتوں نے کہا تھا کہ اگر ایک مسلمان بھی ہوگا تو اسے عذاب نہیں کریں گے، اسی وجہ سے ابراہیمؑ نے ان سے فرمایا: لوط ان کے درمیان ہیں اور فرشتوں نے بلا فاصلہ جواب دیا اسے ہم نجات دیں گے۔جس ہمدردی اور مہربانی کا اظہار حضرت ابراہیمؑ نے حضرت لوط کی قوم سے متعلق کیا ہے اور جو کوشش آپ نے ان سے عذاب دور کرنے کے لئے کی اس کے نتیجے میں وہ خداوند متعال کی تمجید اور تعریف کے مستحق قرار پائے۔

خداوند متعال نے فرمایا کہ:

(اِنَّ اِبراهیمَ لَحَلِیمٌ اَوّاهٌ مُنِیبٌ)

Presented by Ziaraat.com

تیسرا منظر۔ابراہیم اور اسمٰعیل کی خبر خانہ کعبہ کی تعمیر اور حج کا اعلان کرنا

سارہ، ابراہیمؑ کی زوجہ اور ان کی خالہ زاد بہن تھیں (چونکہ حضرت ابراہیمؑ سے ان کی کوئی اولاد نہیں تھی) انہوں نے اپنی کنیز ہاجرہ کو ابراہیمؑ کو بخش دیا تا کہ ان سے سکون حاصل کریں پھر، ہاجرہ حاملہ ہوئیں اور اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔

ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کے دیدار سے رشک اور حسد سارہ کے دل میں پیدا ہو گیا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے شوہر ابراہیمؑ سے خواہش کی کہ ہاجرہ اور اپنے فرزند اسمٰعیل کو ان کی نگاہ سے دور کر دیں اور ان دونوں کو نا قابل زراعت سرزمین پر ساکن کر دیں۔ خداوند عالم نے بھی ابراہیمؑ کو حکم دیا تا کہ اپنی بیوی سارہ کی خواہش کو پوری کریں۔
ابراہیمؑ نے ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو اپنے ہمراہ لیا اور صحرا کی طرف چل پڑے وہ جب بھی قابل زراعت سرزمین سے گذرتے اور وہاں اترنے کا قصد کرتے تو وحی خدا کے امین جبرئیلؑ مانع ہو جاتے یہاں تک کہ ''فاران'' کی سرزمین مکہ میں جو کہ پہاڑوں کے درمیان واقع ہے، سیاہ پتھروں سے گھری ہوئی، نا قابل زراعت اور بے آب و گیاہ زمین پر بیت اللہ الحرام سے نزدیک اور ایک ایسی جگہ جو حضرت آدمؑ اور دیگر انبیاء کا محل طواف ہے پہنچے، ایسی جگہ پر جبرائیلؑ نے اُن سے خواہش کی کہ اسی جگہ رک جائیں (پڑاؤ ڈال دیں) اور ساز و سامان اتار دیں ابراہیمؑ نے حکم کی تعمیل کی اور بیوی بچے کو وہاں پر اتار دیا اور کہا:
خدایا! میں نے اپنی بعض ذرّیت کو نا قابل زراعت وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس ٹھہرایا ہے، خدایا! تا کہ نماز قائم کریں، لہٰذا بعض لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔
ابراہیمؑ نے ان دونوں کو ایک جگہ چھوڑا اور اپنے گھر شام واپس ہو گئے۔
ہاجرہ جتنا پانی اپنے ہمراہ لائی تھیں سب تمام ہو گیا اور دودھ بھی خشک ہو گیا اور حجاز کی مہلک گرمی سے بے گناہ بچے کے چہرے پر موت کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ بچہ پیاس کی شدت سے زمین پر ایڑی رگڑ رہا تھا اور ہاجرہ گھبرائی ہوئی ہر طرف چکر لگاتی تھیں اور دیوانہ وار صفا نامی پہاڑ کی طرف دوڑنے لگیں اور وہاں سے اوپر بلندی پر گئیں تا کہ پہاڑ کے اس طرف درّہ میں کسی کو دیکھیں، لیکن جب کسی کو نہیں دیکھا اور ان کے کانوں میں کوئی آواز نہیں آئی تو صفا سے نیچے آئیں اور مروہ (پہاڑ) کی طرف رُخ کیا اور اس کے بھی اوپر گئیں انہوں نے ان دونوں صفا و مروہ نامی پہاڑوں کے درمیان سات بار رفت و آمد کی اور ہر نوبت میں جب اپنے بچے کے روبرو پہنچتیں تو اپنے قدموں کو تیزی کے ساتھ اٹھاتیں، پھر ساتویں بار دو پہاڑوں کے درمیان سعی و تلاش کے بعد اپنے بچے کے پاس لوٹ آئیں تا کہ اس کے حال اور کیفیت سے آگاہ ہوں، انہوں نے انتہائی تعجب کے ساتھ دیکھا کہ

Presented by Ziaraat.com

بچے کے پاؤں کے نیچے پانی جاری ہے پھر انہوں نے تیزی کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے پانی کے چاروں طرف مٹی سے گھیر دیا اور اسے بہنے سے روک دیا پھر اس پانی کو خود بھی نوش کیا اور بچے کو بھی سیراب کیا اور اسے دودھ پلایا۔

ابھی زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ "جرہم" نامی قبیلہ کا ایک قافلہ اس طرف سے عبور کر رہا تھا وہ لوگ مکہ کی فضا میں پرندوں کے وجود کی علت کی تلاش میں لگ گئے کہ جس سے نتیجہ نکالا کہ اس تپتی سرزمین پر پانی ضرور موجود ہے، لہٰذا ہاجرہ اور آپ کے فرزند (اسمٰعیل) کے دیدار کے لئے آئے اور اس خاتون سے اجازت طلب کی کہ ان کے نزدیک پڑاؤ ڈالیں اور سکونت اختیار کریں، ہاجرہ نے ان کی درخواست قبول کر لی۔

ایک مدت گذر گئی اور اسمٰعیلؑ بڑے ہو گئے اور جرہم قبیلہ کی ایک لڑکی سے ازدواج کیا، ان کے والد ابراہیمؑ ان کے دیدار کے لئے خداوند عالم نے بھی حکم دیا کہ کعبہ کی تعمیر کریں۔

ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کی مدد سے کعبہ کی تعمیر کی اور خداوند عالم نے بھی انہیں مناسک حج کی تعلیم دی ابراہیمؑ نے اسی حال میں یعنی کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے اپنے رب سے درخواست کی۔

پروردگار! ہمیں اپنے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم قرار دے اور ہمارے فرزندوں کو بھی اپنے سامنے سراپا تسلیم قرار دے

اور کہا:

(رَبِّ اجعَلنِی مُقِیمَ الصَّلاۃِ وَمِن ذُرِّیَّتِی)

خدایا! ہمیں اور ہماری ذریت کو نماز گذار قرار دے۔

پھر اس وقت اپنے فرزندوں سے اس انداز میں وصیت کی:

(اِنَّ اللّٰہَ اِصطَفٰی لَکُمُ الدِّینَ فَلا تَمُوتُنَّ اِلّا وَاَنتُم مُسلِمُونَ)

خداوند عالم نے اس دین کو تمہارے لئے منتخب کیا ہے لہٰذا نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ (یعنی موت آئے تو حالت اسلام میں آئے)

کعبہ کی تعمیر تمام ہونے کے بعد، حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کے ہمراہ مناسک حج کی ادائیگی کے قصد سے روانہ ہو گئے، جب یہ دونوں حضرات عرفات سے منیٰ کی طرف واپس ہوئے، حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو اطلاع دی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں (اور چونکہ پیغمبروں کا خواب ایک قسم کی وحی ہے) لہٰذا اپنے فرزند سے ان کا نظریہ جاننا چاہا۔

اسمٰعیلؑ نے کہا:

Presented by Ziaraat.com

(یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِی اِنْشَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ)

بابا! جو آپ کا حکم دیا گیا ہے اُس کی تعمیل کیجئے انشاء اللہ مجھے صابروں میں پائیں گے۔

ابراہیمؑ نے بیٹے کو زمین پر لٹایا اور ذبح کرنے کے قصد سے ان کے حلقوم پر چھری چلا دی، لیکن حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ چھری سے حضرت اسمٰعیل کا سر نہیں کٹا اس حال میں خداوند عالم نے انہیں آواز دی:

(یَا اِبْرَاھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا)

اے ابراہیم! تم نے عالم رویا کہ ذمہ داری نبھا دی۔

کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا تھا کہ بیٹے کا سر کاٹ رہے ہیں نہ یہ کہ اسمٰعیل کا سر کاٹ چکے ہیں، اس لحاظ سے انہوں نے خواب میں جو کچھ دیکھا تھا انجام دیا تھا خداوند عالم نے بھی ایک گوسفند جبرائیلؑ کے ہمراہ اس کی قربانی کے لئے روانہ کیا اور ابراہیمؑ نے اُس گوسفند کا سر کاٹا اور مناسک حج کو اختتام تک پہنچایا۔

حضرت ابراہیمؑ کے گزشتہ امور کی انجام دہی کے بعد خدا نے انہیں حکم دیا کہ اعلان کریں اور لوگوں کو حج کی دعوت دیں تا کہ وہ لوگ دور دراز سے لاغر اور کمزور اونٹ پر سوار ہو کر خانہ خدا کی زیارت کو آئیں۔ اس طرح سے بیت اللہ الحرام کا حج ابراہیمؑ کی حنیفیہ شریعت کی اساس قرار پایا اور ایک ملت کا ستون بن گیا کہ جس کے بارے میں خداوند متعال نے ارشاد فرمایا ہے:

(فَاتَّبِعُوْا مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفاً)

ابراہیم کے پاکیزہ اور صاف ستھرے آئین کا اتباع کرو۔

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ مذکور مراحل سے گذر چکے تو خداوند سبحان نے انہیں لوگوں کو امام اور پیشوا بنا دیا اور فرمایا:

(وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماً قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظَّالِمِیْنَ)

جب خداوند عالم نے ابراہیم کا چند کلمات (امور) کے ذریعہ امتحان لیا اور آپؑ نے سب کو (بطور احسن) انجام دے دیا تو خدا نے ان سے کہا: میں تمہیں لوگوں کی پیشوائی اور امامت کے لئے انتخاب کرتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا۔ یہ امامت ہمارے فرزندوں کو بھی عطا کرے گا؟ فرمایا کہ میرا عہدہ ظالموں کو نصیب نہیں ہوگا۔

ہم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سیرت اور روش میں آپؑ سے مخصوص دو واضح خصوصیت مشاہدہ کرتے

Presented by Ziaraat.com

ہیں جو تمام انبیاء اور پیغمبروں کے درمیان امتیازی شان رکھتی ہے۔

۱۔ مہمان نوازی اور لوگوں کو کھانا کھلانے والی خصوصیت کہ اس کے بارے میں خدا نے بھی خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے: (فَمَا لَبِثَ أَن جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ) پھر بلا توقف بھنا ہوا گائے کا بچہ حاضر کر دیا۔

حضرت ابراہیمؑ کا یہ عمل نا آشنا اور اجنبی افراد کے لئے بھی غذا کی فراہمی میں پیش قدم رہنے کو بیان کرتا ہے۔

اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مہمان نوازی کی صفت حضرت ابراہیمؑ کی ایک خاص صفت تھی اور صرف انہیں مہمانوں سے مخصوص یہ مہمان نوازی نہیں تھی۔

۲۔ کعبہ اور بیت اللہ الحرام کا اہتمام کرنا اور لوگوں کو مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دعوت دینا:

خداوند سبحان نے فرمایا ہے:

(وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ. وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ)

(اور ہم نے اسے وحی کی کہ) میرے گھر کو طواف کرنے والوں، نماز گذاروں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو اور لوگوں میں مناسک حج کی ادائیگی کا اعلان کر دو تا کہ لوگ پیادہ اور لاغر اونٹوں پر سوار تمام دور دراز علاقوں سے تمہاری طرف آئیں۔

ہم عنقریب انشاء اللہ ان دو صفتوں کو جو حضرت ابراہیمؑ کی زندگانی کا لازمہ شمار کی جاتی تھیں ان کے اوصیاء میں بھی تھیں جنہوں نے اُن سے میراث پائی تھی تحقیق اور بررسی کریں گے۔

چوتھا منظر: ابراہیمؑ اپنے خاندان کی دو شاخ کے ہمراہ:

حضرت ابراہیمؑ ہاجرہ اور اسمٰعیل کو مکہ منتقل کرنے اور اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر اور مناسک حج بجالانے کے بعد اپنے وطن شام واپس آ گئے وہی وقت تھا جب خداوند عالم نے لوط کی قوم پر عذاب نازل کیا اور حضرت ابراہیمؑ کو اسحقؑ اور ان کے فرزند یعقوبؑ جیسے بیٹے بھی عطا فرمائے خداوند عالم نے انہیں ایسا پیشوا قرار دیا جو خدا کے حکم سے لوگوں کو حق کی جانب راہنمائی کرتے ہیں؛ اور انہیں نیک کام کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی۔

یہاں سے حضرت ابراہیم خلیل کے بعد نبوت اور وصایت دو شاخ میں منتقل ہوئی:

پہلی شاخ:

Presented by Ziaraat.com

حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی اولاد جو مکّہ میں ساکن تھی، یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی حنیفیہ شریعت پر ان کے اوصیاء ہیں۔

دوسری شاخ:

حضرت اسحٰقؑ اور ان کے فرزند یعقوب اور ان کی اولاد جو فلسطین میں ساکن تھی اور خداوند عالم نے ان کے لئے مخصوص شریعت قرار دی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے ذریعہ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

انشاء اللہ ہم دونوں شاخوں کو جدا جدا تحقیق کریں گے۔

سب سے پہلے ان کے چھوٹے فرزند حضرت اسحٰق علیہ السلام اور ان کے فرزند یعقوبؑ (اسرائیل) اور ان کی اولاد (بنی اسرائیل) کے سلسلے میں تحقیقی گفتگو کریں گے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند حضرت یعقوبؑ (اسرائیل) اور فرزند یعقوب (بنی اسرائیل)

مجھے حضرت اسحٰق کے حالات میں کوئی ایسی خبر نہیں ملی جو اس بات پر دلالت کرے کہ ان کے والد حضرت ابراہیمؑ کے علاوہ کوئی مخصوص ان کی شریعت تھی۔ ہم نے اس مطلب کو وہاں جہاں خدا نے ان کے بیٹے یعقوب (جو اسرائیل کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں) کے بارے میں خبر دی ہے، حاصل کیا ہے کہ انشاء اللہ آئندہ بحث میں اس کی تحقیق و بررسی کریں گے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند یعقوبؑ (اسرائیل)

حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند حضرت یعقوبؑ (اسرائیل) اور ان کی اولاد "بنی اسرائیل" اور وہ احکام جو خداوند عالم نے ان کے لئے وضع کئے ہیں

۱۔ خداوند عالم سورۂ آل عمران کی ۹۳ آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ ٱلتَّوْرَىٰةُ ۗ قُلْ فَأْتُوا۟ بِٱلتَّوْرَىٰةِ فَٱتْلُوهَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝

ساری غذائیں بنی اسرائیل کے لئے حلال تھیں بجز ان کے جنہیں اسرائیل (یعقوب) نے توریت کے نزول سے پہلے اپنے اوپر حرام کر رکھی تھیں۔ (اگر اس کے علاوہ ہے) تو کہو: توریت لے آؤ اور اس کی تلاوت کرو اگر سچے ہو۔

۲۔ سورۂ اسراء کی دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

Presented by Ziaraat.com

وَ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ؈

اور ہم نے موسیٰ کو توریت نامی کتاب عطا کی اور اسے بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ قرار دیا۔

۳۔ سورۂ سجدہ کی ۲۳ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآىِٕهٖ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؁

اور ہم نے موسیٰ کو توریت نامی کتاب عطا کی اور (تم اے پیغمبر) ان سے ملاقات ہونے پر اظہار تردد نہ کرنا اور ہم نے توریت کو بنی اسرائیل کی ہدایت کا وسیلہ قرار دیا ہے۔

۴۔ سورۂ مائدہ کی ۴۴ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًی وَّ نُوْرٌ ۚ یَحْکُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِ اللّٰهِ وَ کَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىِٕکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ ؃

ہم نے توریت جس میں ہدایت و نور ہے نازل کی تا کہ وہ انبیاء جو (امر خداوندی کے سامنے) سراپا تسلیم ہیں اس کے ذریعہ سے یہودیوں، خدا کی معرفت رکھنے والوں اور ان عالموں پر جو کہ کتاب خدا کے احکام کی حفاظت اور نگہداری پر مامور ہیں اور اس کی صحت و درستگی پر گواہی دیتے ہیں، حکم کریں لہٰذا (احکام خداوندی کے اجراء میں) لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو ہماری آیات کو معمولی قیمت پر نہ بیچو، کہ جو بھی حکم خداوندی کے خلاف حکم کرے گا وہ کافروں سے ہوگا۔

۵۔ سورۂ صف کی ۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم لوگ مجھے کیوں ستاتے ہو جبکہ تم لوگ یقین کے ساتھ جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف خدا کا فرستادہ ہوں۔

۶۔ سورۂ آل عمران کی ۴۵ ویں تا ۴۹ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓىِٕکَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖۗ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۝ وَ یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ کَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ؕ قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ

Presented by Ziaraat.com

كُن فَيَكُونُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم! خداوند عالم تمہیں اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے اور وہ دنیا و آخرت میں آبرومند اور خدا کا مقرب ہے۔۔۔ وہ ایک پیغمبر ہے بنی اسرائیل کی طرف۔

۷۔ سورۂ صف کی چھٹی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور (اے پیغمبر! یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف خدا کا پیغمبر ہوں۔

کلمات کی تشریح

۱-ھادوا:

دین یہود پر پابند افراد کے معنی میں ہے۔

۲-ربانیون:

ربانی علوم دین میں ماہر دانشور اور عالموں کے معنی میں ہے۔

۳-احبار:

''حبر'' ح پر زیر اور زبر کے ساتھ دانشور کے معنی میں ہے اور قرآن کریم میں علماء اہل کتاب پر اطلاق ہوا ہے۔

۴-کلمة:

کلمہ یہاں پر اس مخلوق کے معنی میں ہے کہ جیسے خداوند عالم نے لفظِ کن (ہوجا) اور اس کے مانند کے ذریعہ اور معروف اسباب و وسائل کے بغیر خلق کیا ہے۔

۵-مسیح:

مسیح، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے کیونکہ آپ جب کسی بیمار کو (مسح) چھودیتے تھے تو وہ بیمار صحت مند ہوجاتا تھا۔

Presented by Ziaraat.com

اس کے علاوہ بھی لوگوں نے کہا ہے لیکن ہم نے اس معنی کو حضرت مسیح کے بارے میں دیگر معانی پر ترجیح دی ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر

ایک خاص مدت زمانہ میں، قوم یہود کے لئے اشتنائی احکام:

بنی اسرائیل (حضرت یعقوب کی اولاد، پوتے اوران کی اولاد) سرزمین مصر اور دیار غربت میں ذلت و خواری کی زندگی گذار رہے تھے۔ کیونکہ قبطیوں نے انہیں غلام بنالیا تھا اوران کی اولاد نرینہ کو قتل کرڈالتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے۔

جب خداوند عالم نے انہیں مصر میں ہونے والی ذلت ورسوائی سے نجات دی اور اس کے بعد کہ ان کے اندر حریت وآزادی کی روح مرچکی تھی اور اس روح کی جگہ مصر میں نسل درنسل ان کی غلامی کی طولانی مدت ہونے کی وجہ سے حقارت اور ذلت، خوف واضطراب اور گھبراہٹ نے لے لی تھی اور ان کے لئے شام میں موجود ظالم و سرکش اقوام سے جنگ کرنا ناگزیر ہوگیا تھا ایسے موقع پر حکمت الٰہی مقتضی ہوئی کہ ان کی زندگی کے لئے ایسے دستورات اور قوانین بنائے جائیں کہ ان کے زیر سایہ، اپنے آپ پر اعتماد کرنے والی اور اپنے آباء واجداد (جو کہ انبیاء اور پیغمبروں کے زمرہ میں تھے) پر افتخار اور ناز کرنے والی روح اُن میں زندہ ہوجائے اور یہ جان لیں کہ یہ لوگ کافر اور سرکش اقوام جن سے جنگ وجدال ہے ان سے جدا اور ممتاز ہیں۔

اس راہ میں سب سے پہلے جو چیز ان کے لئے مقرر کی گئی ہے، ان اشیاء کی تحریم ہے جو کہ ان کے باپ خدا کے پیغمبر اسرائیل (یعقوبؑ) نے اپنے آپ پر حرام کی تھیں تا کہ اس کے ذریعہ خدا کے پیغمبر اسرائیل کی نبوت کا امتیاز درک کریں۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ پر توریت اور حضرت عیسیٰ پر انجیل کے نزول کے بعد ان سے مخصوص تشریع کی تکمیل ہوئی۔

ہم حضرت شعیب پیغمبرؑ سے مربوط حالات کی تحقیق اور مطالعہ کے بعد پیغمبروں کے حالات کے زمانی تسلسل کی رعایت کی خاطر) اُن میں سے کچھ کا ذکر کریں گے۔

حضرت شعیب پیغمبرؑ

۱۔ خداوند عالم سورۂ ہود کی ۸۴ تا ۹۵ آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا، قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ، وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ

وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ ۝۸۴ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ
وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝۸۵ بَقِيَّتُ اللَّهِ
خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۝۸۶ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ
مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۝۸۷ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ
إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ
إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝۸۸ وَيَا قَوْمِ لَا
يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ
لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۝۸۹ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝۹۰ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا
نَفْقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۝۹۱
قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝۹۲
وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ
وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ۝۹۳ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَأَخَذَتِ
الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝۹۴ كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِمَدْيَنَ كَمَا
بَعِدَتْ ثَمُودُ ۝۹۵

ہم نے مدین کے لئے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔

اس نے کہا: اے میری قوم! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اور پیمانہ اور ترازو سے (تولتے وقت) کمی نہ کرو، میں تمہیں نعمت میں دیکھ رہا ہوں اور میں تمہارے لئے اُس دن کے عذاب سے جس دن سب کو اپنے احاطہ میں لے لے گا خوفزدہ ہوں اور اے میری قوم! پیمانہ اور ترازو کو عدل و انصاف کے ساتھ کامل کرو اور لوگوں کی اجناس کو ناچیز اور معمولی شمار نہ کرو اور اسے برائی سے یاد نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو۔ خدا کا ذخیرہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر مومن ہو اور میں (عذاب الٰہی کے سامنے) تمہارا محافظ و نگہبان نہیں ہوں۔

(شعیب کا اُن کی قوم نے مذاق اڑایا اور کہا) اے شعیب! آیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد نے جس کی عبادت کی ہے ہم اسے ترک کردیں یا جو کچھ اپنے اموال میں سے ہم چاہتے ہیں اُس سے دستبردار ہو جائیں؟ تم تو بردبار اور عاقل ہو۔

شعیب نے کہا: اے میری قوم! مجھے بتاؤ اگر خدا کی جانب سے کوئی آشکار دلیل رکھتا ہوں اور مجھے بہتر روزی دیتا ہو، (کیا ہوسکتا ہے اس کے خلاف رفتار کروں؟) میں نہیں چاہتا کہ جس سے تمہیں منع کر رہا ہوں اسی کا خود مرتکب ہوں اور جب تک کرسکتا ہوں اصلاح کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا؛ میری توفیق خدا کے ساتھ ہے، اس پر اعتماد کرتا ہوں اور اُسی کی طرف لوٹ جاؤں گا۔

اے میری قوم۔ تمہاری مجھ سے عداوت ودشمنی تمہیں یہاں تک نہ لے جائے کہ قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح کے عذاب کے مانند عذاب کا شکار ہوجاؤ اور قوم لوط کا زمانہ تم سے دور نہیں ہے۔ اپنے ربّ سے مغفرت طلب کرو اور اسی کی طرف متوجہ ہوجاؤ کہ میرا ربّ شفیق اور مہربان ہے۔

انہوں نے کہا: اے شعیب! جو کچھ تم کہتے ہو ان میں سے بہت ساری باتوں کو ہم نہیں سمجھتے اور ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور ہی پا رہے ہیں کہ اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے، تم ہم پر قدرت نہیں رکھتے۔ شعیب نے کہا: اے میری قوم! کیا میرا قبیلہ تم کو خدا سے زیادہ عزیز ہے اور تم نے اللہ کو بالکل پس پشت ڈال رکھا ہے؟ میرا ربّ تم جو کچھ کرتے ہو اس پر احاطہ رکھتا ہے۔ اے میری قوم! جو کچھ تم کر سکتے ہو کرو، میں بھی اپنے کام کو جاری رکھوں گا عنقریب جان لوگے کہ رسوا کن عذاب کس کو اپنے دائرہ میں لے لے گا۔ اور کون جھوٹا ہے؟ منتظر رہو، میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں اور جب ہمارا قہر آمیز حکم آیا تو ہم نے شعیب اور جو باایمان افراد ان کے ہمراہ تھے اپنی مخصوص رحمت سے انہیں نجات دی اور ظالموں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنے دائرہ میں لے لیا اور اپنے علاقے میں نابود ہوگئے۔ گویا کہ وہ کبھی اس شہر میں موجود ہی نہ تھے اور آگاہ ہوجاؤ کہ قوم مدین خدا کی رحمت سے دور ہے، جس طرح ثمود کی قوم خدا کی رحمت سے دور رہی۔

۲۔ سورۂ اعراف کی ۸۸ ویں اور ۸۹ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۞ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۞

ان کی قوم کے چند سرکش اور متکبر بزرگوں نے کہا: اے شعیب! بے شک ہم تمہیں اور تم پر ایمان لانے والوں کو اپنے شہر سے نکال باہر کریں گے، مگر یہ کہ تم لوگ ہمارے دین کی طرف لوٹ آؤ (شعیب) نے کہا: آیا اگرچہ ہم مائل بھی نہ ہوں؟ اگر ہم تمہارے آئین کی طرف لوٹ آئیں گے تو جس خدا نے تمہارے دین سے ہمیں

Presented by Ziaraat.com

نجات دی ہے گویا ہم اس خدا کی طرف جھوٹی نسبت دیں گے۔

کلمات کی تشریح

۱-مَدْیَن:

مدین حضرت شعیبؑ کی قوم کا نام تھا، کہ ان کے شہر کا نام بھی انہیں کے نام پر رکھا گیا ہے۔ معجم البلدان میں مذکور ہے کہ مدین شہر دریائے سرخ کے نزدیک شہر تبوک کے سامنے ۶ /منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسی طرح کہا گیا ہے: مدین وادی القریٰ اور شام کے درمیان ایک علاقہ ہے اور وادی القریٰ مدینہ سے نزدیک تمام بستیوں کو کہتے ہیں۔

۲-لایجرمنکم:

جرم الشیٔ ناپسند چیز حاصل کی، جرمہ الشی یعنی ناپسند کام پر مجبور کیا، جرمہ یعنی اسے اس پر مجبور کیا ولایجرمنکم یعنی تمہیں مجبور نہ کرے۔

۳-شقاق:

شاقہ شقاقاً: اس کے ساتھ مخالفت اور دشمنی کی، شقاقی یعنی مجھ سے دشمنی۔

۴-لاتعثوا:

فساد نہ کرو۔

۵-عثا:

یعنی فساد کیا، شدید فساد۔

۶-بقیۃ اللہ:

بقیۃ، ہر چیز کا باقی حصہ اور یہاں پر خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کے معنی میں ہے، نیک کام کا ثواب اور اجر جو اس کے پاس ذخیرہ ہوتا ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر میں اہم نکات

خداوند عالم نے حضرت شعیبؑ کو بشارت اور انذار کے ساتھ مدین کی طرف بھیجا تا کہ اس علاقہ کے لوگوں کو حضرت ابراہیمؑ کی حنیفیہ شریعت پر عمل کرنے کی دعوت دیں۔ شعیب کی قوم دیگر مشرک امتوں کی طرح جو کہ بُرے اخلاق سے متصف، یہ بھی بری طرح سے بدکاریوں اور اخلاقی فساد اور کردار کی گراوٹ کے شکار تھے۔ یہ لوگ اُن غلط کاریوں کے علاوہ جس کے وہ مرتکب ہوتے تھے، دوسروں کی چیزوں کو برا کہتے تھے اور انہیں

Presented by Ziaraat.com

مشتری (خریدار) کی نظر سے گرادتے تھے اور ناپ تول میں خیانت اور کمی کرتے تھے اور وہ ایسا خیال کرتے تھے کہ چونکہ وہ اپنے اموال میں تصرف کرنے کے سلسلہ میں آزاد ہیں، لہٰذا اس طرح کے ناروا افعال اور نازیبا اعمال بھی ان کا حق ہیں حضرت شعیب کا دعوت دینا ان کی نصیحتیں اور مواعظ اور انہیں اس بات کے لئے بیدار کرنا کہ مشرک اقوام جو ان سے پہلے تھیں اُن پر کس طرح عذاب الٰہی نازل ہوا، ان سب باتوں نے کوئی فائدہ نہیں پہونچایا اور اس جاہل قوم نے اُن کے جواب میں کہا:

بیشک ہم تمہیں اور تمہارے تابعین اور پیروکاروں کو اپنے شہر اور علاقے سے نکال باہر کریں گے، مگر یہ کہ ہمارے دین اور ملت کے پابند ہو جاؤ۔

اس بناء پر حضرت شعیب کی قوم اپنے لئے اس حق کی قائل تھی کہ دوسروں پر ظلم ڈھانا اور ان کے حقوق کو کھانا اپنی آزادی اور خود مختاری خیال کریں، لیکن یہی حق شعیبؑ اور مومنین کو بُرے اخلاق اور ناپسندیدہ افعال کے ترک کرنے اور خدائے یکتا کی عبادت سے متعلق نہیں دیتے تھے!!

کبھی حضرت شعیب کا مذاق اڑاتے اور کہتے! کیا تمہاری نماز نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور اپنے اموال میں خاطر خواہ اپنی مرضی سے دخل و تصرف نہ کریں؟

اور کبھی عناد و دشمنی، طغیانی اور سرکشی کی حد کر دیتے اور کہتے تھے: اگر تمہارے اعزاء و اقارب نہ ہوتے تو یقیناً ہم تمہیں سنگسار کر دیتے۔

اس آیت سے اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کے بارے میں جو معلومات رکھتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ خداوند عالم پیغمبروں کو مضبوط اور قوی اور سب سے زیادہ اثر و رسوخ رکھنے والے خاندان سے منتخب کرتا ہے، تا کہ ان کے رشتہ دار رسالت کی تبلیغ میں ناصر و مددگار ثابت ہوں۔

ہاں، جب شعیب کی قوم نے شعیب کی تکذیب کی اور ان کے ہمراہ دیگر مومنین کو ذلیل و خوار سمجھا تو عذاب خداوندی کے سزاوار ہو گئے اور خداوند عالم نے انہیں آسمانی صیحہ کے ذریعہ اپنی گرفت میں لے لیا اور انہیں کے شہر و علاقہ میں انہیں ہلاک کر ڈالا۔

خداوند عالم نے، حضرت شعیبؑ کے بعد حضرت موسیٰ اور دیگر بنی اسرائیل کے پیغمبروں کو رسالت کے لئے مبعوث کیا انشاء اللہ آئندہ فصلوں میں ان کی اخبار کی تحقیق کریں گے۔

<u>بنی اسرائیل اور ان کے پیغمبروں کی روداد اور قرآن کریم میں ان کے مخصوص حالات کی تشریح</u>

<u>**سب سے پہلا منظر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کا فرعون کے فرزند کے عنوان سے قبول ہونا:**</u>

Presented by Ziaraat.com

خداوند عالم سورۂ قصص کی ۷ ویں تا ۱۳ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۗ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۗ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی کہ: اسے دودھ پلاؤ اور جب تمہیں اس کے لئے خوف لاحق ہو تو اسے دریا میں ڈال دو اور خوف نہ کرو اور نہ غمزدہ اور محزون ہو کر ہم یقیناً اُسے تم تک لوٹا دیں گے اور اسے پیغمبروں میں سے قرار دیں گے۔ آل فرعون نے اسے پالیا، تاکہ ان کے لئے دشمن اور اندوہ کا سامان ہو کہ فرعون، حامان اور ان کے سپاہی گناہگار میں تھے۔ فرعون کی بیوی (سفارش کے لئے اٹھی اور) بولی یہ بچہ ہمارے اور تمہارے سرور کا باعث اور آنکھوں کا نور ہوگا، اُسے قتل نہ کرو شاید ہمیں فائدہ پہنچائے یا اسے اپنی فرزندی میں لے لیں؛ اور وہ لوگ درک نہیں کر سکے۔ حضرت موسیٰ کی ماں کا دل (تمام چیزوں سے زیادہ بچہ کی یاد میں) اس درجہ بیقرار تھا کہ اگر ہم اُس کے دل کو سکون وقرار نہ دیتے تاکہ مومنوں میں ہو تو یقیناً اس راز کو فاش کر دیتی۔

اُس نے موسیٰ کی بہن سے کہا: موسیٰ کا پیچھا کرو موسیٰ کی بہن اپنے بھائی کو دور سے دیکھ رہی تھی (لیکن) وہ لوگ جان نہیں سکے اور دودھ پلانے والی عورتوں کو پہلے ہی ہم نے اُن پر حرام کر دیا تھا موسیٰ کی بہن نے کہا: کیا میں تمہیں ایک ایسے گھرانے کی راہنمائی کروں کہ وہ اسے تمہارے لئے محفوظ رکھیں اور اس کے خیر خواہ ہوں؟ پھر ہم نے اسے اس کی ماں کے پاس لوٹا دیا تاکہ ان کے دیدار سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں اور وہ غمگین اور اداس نہ ہوں اور یہ جان لیں کہ خدا کا وعدہ حق ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (نیز سورۂ طہٰ کی ۳۸ ویں آیت سے ۴۷ تک ملاحظہ ہو)

کلمات کی تشریح

۱۔ فارغاً:

Presented by Ziaraat.com

اپنی جگہ سے اکھڑ گیا، غم واندوہ کی شدت سے خالی ہو گیا۔

۲-قُصِّیه:

اس کا پیچھا کرو، تلاش کرو۔

۳-فبصُرت به عن جُنبٍ:

دور سے اس کی نگاہ ان پر پڑی۔ اُسے دور سے دیکھا اور زیر نظر قرار دیا۔

<u>دوسرا منظر، نہ گانہ معجزات</u>

سورۂ نمل کی ۷ ویں تا ۱۲ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

جب موسیٰ نے اپنے اہل وعیال سے کہا: میں نے ایک آگ دیکھی ہے، عنقریب اس کے بارے میں تمہیں ایک خبر دوں گا یا ایسی آگ لاؤں گا کہ اس سے گرم ہو جاؤ۔

جب اُس آگ کے قریب آئے تو آواز آئی، مبارک ہے وہ خدا جو آگ میں جلوہ نما اور وہ شخص بھی جو اس کے اطراف میں ہے اور پاک و پاکیزہ ہے رب العالمین اے موسیٰ! میں ہوں توانا اور حکیم خدا، اپنے عصا کو ڈال دو موسیٰ نے جب عصا ڈال دیا تو اسے دیکھا کہ ایک عظیم الجثہ سانپ کی صورت میں حرکت کرنے لگا، موسیٰ الٹے پاؤں پلٹ پڑے پھر کبھی مڑ کر نہیں دیکھا (کہ انہیں خطاب ہوا) اے موسیٰ! نہ ڈرو کہ انبیاء میرے نزدیک نہیں ڈرتے۔ جز ان کے جنہوں نے ظلم کیا ہے، پھر اسے نیکی میں تبدیل کر ڈالا ہے کہ میں بخشنے والا اور مہربان ہوں اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ کہ سفید (چمکدار) اور بغیر نقصان کے باہر نکلے گا (یہ معجزہ) نہ گانہ آیات (معجزہ) کے ضمن میں ہے (کہ تم ان کے ہمراہ فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجے جاؤ گے)، بے شک وہ لوگ ایک فاسق قوم ہیں۔

سورۂ اعراف کی ۱۰۳ تا ۱۳۵ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

Presented by Ziaraat.com

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَنْ لَا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ
إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ إِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ
فَأْتِ بِهَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ
بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ
أَرْضِكُمْ ۖ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ
عَلِيمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ
الْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾ قَالَ أَلْقُوا ۖ فَلَمَّا أَلْقَوْا
سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿١١٦﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ
فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا
صَاغِرِينَ ﴿١١٩﴾ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ
فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ
فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿١٢٣﴾ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ
رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا ۚ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا
وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿١٢٦﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ
وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴿١٢٧﴾ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ
اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٢٨﴾
قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ
وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٢٩﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ
الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٣٠﴾ فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا
بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ ۗ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ
آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ
وَالدَّمَ آيَاتٍ مُفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ ﴿١٣٣﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۖ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي

Presented by Ziaraat.com

اِسْرَآءِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝

پھر جب اُن کے بعد موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کے اشراف کی طرف بھیجا تو، انہوں نے آیات کا انکار کیا غور کرو کہ تباہ کاروں کا کیا انجام ہوا۔ موسیٰ نے کہا: اے فرعون! میں اپنے رب العالمین کا فرستادہ ہوں سزاوار یہ ہے کہ خدا سے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہوں، تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے ایک معجزہ لایا ہوں، لہٰذا بنی اسرائیل کو ہمارے ہمراہ روانہ کردو۔ فرعون نے کہا اگر سچے ہو اور اگر کوئی معجزہ لائے ہو تو ہمیں دکھاؤ پھر موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا پس وہ اژدھا دکھائی دینے لگا اور ہاتھ اپنے گریبان سے باہر نکالا ناگاہ دیکھنے والوں کے لئے سفید اور چمکدار تھا۔ قوم فرعون کے بزرگوں نے فرعون سے کہا: یہ ایک ماہر جادوگر ہے کہ وہ تمہیں تمہاری سرزمینوں سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟ (موسیٰ کے معاملے میں) فرعون نے قوم سے مشورہ کے بعد کہا: اُسے اور اُس کے بھائی کو روک لو اور شہروں میں افراد کو روانہ کرتا کہ ماہر جادوگروں کو تمہارے پاس لے آئیں۔ جادوگر فرعون کے پاس آئے اور بولے: اگر ہم غالب ہو گئے تو یقیناً کوئی اجرت لیں گے۔ فرعون نے کہا: بالکل تم لوگ ہمارے مقربین میں ہو گے، جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ! یا تم پہلے اپنا عصا ڈالو یا ہم اپنی رسیاں ڈالتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا: تم ہی پہل کرو اور جب انہوں نے اپنی رسیاں ڈال دیں تو لوگوں کی نگاہوں پر جادو کر دیا اور انہیں دہشت زدہ بنا دیا اور عظیم جادو پیش کیا ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ تم بھی اپنا عصا ڈال دو اور (وہ اژدہا) جو کچھ انہوں نے پیش کیا تھا ایک سانس میں نگل گیا حق آشکار ہوا اور جو کچھ انہوں نے انجام دیا وہ باطل اور بے کار ہو گیا۔

اس میدان میں شکست کھائی اور رسوا ہو کر واپس ہو گئے سارے جادوگر سجدے میں گر پڑے اور انہوں نے کہا: ہم رب العالمین پر ایمان لاتے ہیں موسیٰ اور ہارون کے رب پر فرعون نے کہا: قبل اس کے کہ ہم تمہیں اجازت دیں تم لوگ اُس پر ایمان لے آئے؟ یہ ایک فریب اور دھوکہ ہے جو تم نے شہر میں کیا ہے تا کہ وہاں کے لوگوں کو نکال باہر کرو عنقریب جان لو گے تمہارے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کے برعکس انداز میں قطع کروں گا اور اُس وقت سب کو ایک ساتھ دار پر لٹکا دوں گا انہوں نے کہا: اُس وقت ہم اپنے خدا کی طرف لوٹ جائیں گے تمہارا غیض وغضب ہم پر اس لئے ہے کہ ہم صرف اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لے آئے ہیں جو ہماری طرف آئی ہے؛ خدایا! ہمیں صبر عطا کر اور ہمیں مسلمان ہونے کی صورت میں موت دینا قوم فرعون کے بزرگوں نے کہا: کیا موسیٰ اور ان کے ماننے والوں کو آزاد چھوڑ دو گے تا کہ وہ اس سرزمین پر تباہی مچائیں اور تمہیں اور تمہارے خدا کو ترک کر دیں؟ فرعون نے کہا! عنقریب ان کے سارے فرزندوں (بیٹوں) کو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ

Presented by Ziaraat.com

چھوڑ دیں گے، ہم اُن پر مسلط ہیں موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: خدا سے مدد مانگو اور صبر کا مظاہرہ کرو کیونکہ زمین خدا کی ملکیت ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہے گا اس کے حوالے کر دے گا اور نیک انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

انہوں نے کہا: ہم تمہارے آنے سے پہلے بھی ستائے گئے اور تمہارے آنے کے بعد بھی ستائے گئے؛ کہا! امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں اس سرزمین پر (ان کا) جانشین قرار دے گا اور پھر دیکھے گا کہ تم کیسا عمل کرتے ہو؟ ہم نے فرعون کو قحط سالی اور پھلوں کی کمی (دونوں) سے دوچار کیا شاید نصیحت حاصل کریں۔ جب رفاہ و آسائش نے ان کا رخ کیا تو وہ کہتے تھے! یہ ہماری خاطر ہے اور جب انہیں ناگوار حالات پیش آتے تو کہتے تھے یہ موسیٰ اور ان کے ماننے والوں کی بدشگونی ہے۔

جان لو کہ ان کا فال بد خدا کے پاس ہے (یعنی جو اُن پر مشکلات اور غم و اندوہ پڑتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں) لیکن اُن میں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (فرعونیوں نے موسیٰ سے) کہا: تم جتنا بھی ہمارے لئے معجزہ یا آیت پیش کر کے ہم پر جادو کر دو کبھی ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک اور خون (پانی کا خون ہونا) جو کہ ایک دوسرے سے الگ اور روشن و آشکار معجزے تھے ہم نے ان پر نازل کیا، لیکن انہوں نے اکڑ اور انکار سے کام لیا اور وہ نابکار قوم تھے۔

جب اُن پر عذاب نازل ہوا، بولے: اے موسیٰ! اپنے رب کو اُس پیمان کے ساتھ آواز دو جو تم سے کیا ہے اگر اس عذاب کو ہم سے اٹھالے تو یقیناً ہم تم پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے پھر جب ہم نے عذاب کو ایک مدت تک اٹھالیا تو پھر عہد شکنی کے مرتکب ہو گئے۔ (سورۂ انبیاء کی ۱۰۰ سے ۱۰۴ آیات تک اور سورۂ شعراء کی آیت ۱۰ سے ۵۵ آیات تک اور سورۂ طٰہٰ ۹ سے ۲۴ آیات تک ملاحظہ کریں)

سورۂ شعراء کی ۵۷ ویں تا ۶۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۵۷ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝۵۸ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝۵۹ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝۶۰ فَلَمَّا تَرَاۗءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝۶۱ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝۶۲ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝۶۳ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝۶۴ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝۶۵ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝۶۶

ہم نے انہیں (فرعونیوں) کو باغوں اور بہتے چشموں سے باہر نکال دیا اور عالیشان محلوں اور خزانوں سے انہیں محروم کر دیا۔ واقعہ ایسا ہی تھا اور سب کچھ بنی اسرائیل کے حوالے کر دیا فرعونیوں نے طلوعِ آفتاب کے

Presented by Ziaraat.com

وقت بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ جب دونوں گروہ نے ایک دوسرے کو دیکھا، تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا! ہم گرفتار ہوجائیں گے۔ موسیٰ نے کہا: کبھی نہیں ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے وہ ہماری ہدایت کرے گا موسیٰ کو وحی ہوئی کہ اپنا عصا دریا پر مارو، دریا شگافتہ ہوا اور اس کا ہر ایک حصہ ایک بڑے پہاڑ کے مانند ہوگیا۔ دوسروں کو (فرعونیوں کو بنی اسرائیل کے پیچھے) دریا میں لائے اور موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی اس وقت دوسروں کو غرق کرڈالا۔

اور سورۂ یونس کی ۹۰ تا ۹۲ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اٰۗلْــٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝

بنی اسرائیل کو ہم نے دریا سے پار کیا، فرعون اور اس کے سپاہیوں نے اُن سے دشمنی اور ستم کی خاطر ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ جب اس کے غرق ہونے کا وقت آیا تو کہا: ہم اُس خدا پر ایمان لائے جو بنی اسرائیل کے خدا کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر وہ ایمان لائے ہیں اور میں سراپا تسلیم ہونے والوں میں ہوں (اُس سے ڈوبنے کی حالت میں خطاب ہوا) اب ایمان لاتے ہو جبکہ اُس سے پہلے نافرمانی کرکے مفسدوں میں تھے؟ آج تمہارے بدن کو بدن بچالیتے ہیں، تاکہ اُن کے لئے جو تمہارے بعد آئیں گے عبرت اور ایک نشانی ہو، جبکہ بہت سارے لوگ ہماری آیات اور نشانیوں سے سخت غافل و بے خبر ہیں۔

<u>تیسرا منظر: بنی اسرائیل سینا نامی صحرا میں اور حضرت موسیٰ اور ان کے بعد کے زمانے میں ان کی طغیانی و سرکشی</u>

خداوند متعال سورۂ اعراف کی ۱۳۸ تا ۱۴۰ اور ۱۶۰ تا ۱۶۴ اور ۱۶۶ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓي اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰي مُوْسٰٓي اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ

Presented by Ziaraat.com

خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ وَسْـَٔـلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَۨا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝

ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کرایا تو وہ لوگ ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے جو اپنے بتوں کو پرستش اور عبادت کرتی تھی بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایک خدا قرار دو جس طرح سے ان کا خدا ہے موسیٰ نے کہا! یقیناً تم لوگ نادان اور جاہل قوم ہو ان بت پرستوں کے خدا نابود ہونے والے ہیں اور ان کے اعمال باطل ہیں، (موسیٰ نے) کہا! آیا خداوند یکتا کے علاوہ تمہارے لئے کسی دوسرے خدا کی تلاش کروں جب کہ خداوند عالم نے تمہیں سارے عالم پر فوقیت اور برتری عطا کی ہے؟!۔۔۔ (اور) ان کو ان کے بارہ قبیلے اور امت میں تقسیم کیا اور جب ان کی قوم نے موسیٰ سے پانی کا تقاضا کیا، تو ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنے عصا کو اس پتھر پر مارو، (جب انہوں نے مارا) تو بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور ہر قبیلے نے اپنے پانی کی جگہ جان لی اور بادل کو ان پر سائبان قرار دیا اور ان پر من وسلویٰ نازل کیا، پاکیزہ اشیاء سے جو ہم نے تمہارے لئے رزق قرار دیا ہے کھاؤ، انہوں نے ہم پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور جس وقت ان سے کہا گیا کہ اس گاؤں میں سکونت اختیار کرو اور اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ اور کہو حطۃ یعنی ہمارے گناہوں کو ختم کردے اور سجدہ اور خضوع کی حالت میں دروازہ سے داخل ہو تاکہ ہم تمہارے گناہوں کو معاف کردیں، عنقریب ہم نیکوکاروں کے اجر میں اضافہ کردیں گے، ان ظالموں نے اس بتائے گئے سخن کو اس کے علاوہ باتوں میں تبدیل کر ڈالا اور (نتیجہ کے طور پر) اس ظلم وستم کی بناء پر جو انہوں نے روا رکھا تھا ان پر آسمان سے ہم نے عذاب نازل کیا۔ یہودیوں سے سوال کرو اس شہر کے بارے میں جو دریا کے کنارے واقع تھا کہ وہاں کے لوگوں نے سنیچر کے دن تجاوز کیا اور اس کی حرمت کی حفاظت نہیں کی ان کی مچھلیاں سنیچر کے دن آشکار طور پر آتی تھیں لیکن سنیچر کے علاوہ دنوں میں نہیں آتی تھیں، اس طرح سے ان کی بربادی اور تباہی کی سزا کے ذریعہ ہم نے انہیں آزمایا۔۔۔

جب ان لوگوں نے جس چیز سے منع کیا گیا تھا سرپیچی اور مخالفت کی تو ہم نے ان سے کہا بندر کی شکل میں ہو جاؤ اور ہماری رحمت سے دور اور محروم ہو جاؤ۔

Presented by Ziaraat.com

سورۂ طٰہٰ کی ۸۰ تا ۹۸ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ
وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ
غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ
يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَاۗءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ
بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ
وَعْدًا حَسَنًا ۥ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ
مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا
فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ
فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۥ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ
مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ
عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ
اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ
اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ
قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ
تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ
لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہیں تمہارے دشمن فرعون سے نجات دی اور طور کے داہنے جانب کا تم سے وعدہ کیا اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا، پاکیزہ چیزوں میں جو ہم نے تمہارے لئے بعنوان رزق معین کیا ہے کھاؤ اور اس میں طغیانی اور سرکشی نہ کرو ورنہ تم پر ہمارا غضب ٹوٹ پڑے گا اور جو میرے غیض وغضب کا مستحق ہوگا یقینا ذلیل وخوار اور ہلاک ہوجائے گا۔ بیشک میں بخشنے والا ہوں ہر اُس شخص کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور پسندیدہ کام انجام دے اور ہدایت پائے۔

اے موسیٰ! کس چیز نے تم کو اس بات پر آمادہ کیا کہ تم اپنی قوم پر سبقت لے جاؤ؟ جواب دیا! وہ لوگ ہمارے پیچھے ہی ہیں، میں نے تیری سمت جلدی کی تا کہ تو راضی اور خوشنود ہوجائے۔ کہا میں نے تمہاری قوم کو

Presented by Ziaraat.com

تمہارے بعد آزمایا لیکن سامری نے انہیں گمراہ کر دیا موسیٰ غضب ناک اور افسوسناک حالت میں اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور کہا: اے میری قوم! کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا آیا ہماری غیبت تمہارے لئے طولانی ہوگئی تھی، یا تم لوگ اس بات کے خواہشمند تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر غضب نازل ہو لہٰذا تم نے ہمارے وعدہ کی خلاف ورزی کی؟

انہوں نے جواب دیا ہم نے اپنے اختیار سے تمہارے وعدہ کے خلاف نہیں کیا ہے۔ ہمارے پاس فرعونیوں کے آرائش کے وزنی آلات موجود تھے جس کو ہم نے آگ میں ڈال دیا اور (فتنہ انگیز) سامری نے بھی اسی طرح اپنے زیورات ڈال دیئے پھر اس نے ان کے لئے ایک گوسالہ کا مجسمہ بنایا، جو گوسالہ کی آواز رکھتا تھا؛ انہوں نے کہا: تمہارا اور موسیٰ کا خدا یہ ہے جس کو (موسیٰ) نے فراموش کر دیا ہے۔ آیا (یہ گوسالہ پوجنے والے) غور نہیں کرتے کہ (گوسالہ) ان کا جواب نہیں دیتا ہے اور ان کے لئے کوئی نفع ونقصان نہیں رکھتا ہے؟! ہارون نے پہلے ہی ان سے کہا تھا کہ اے میری قوم! تم لوگ اس گوسالہ کے سلسلہ میں فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہو، تمہارا رب خداوند رحمن ہے۔ میری پیروی کرو اور میرے اطاعت گزار رہو انہوں نے کہا! ہم اس کی اسی طرح عبادت کرتے رہیں گے جب تک کہ موسیٰ ہماری طرف واپس نہیں آجاتے موسیٰ نے (جب واپس آئے تو عتاب آمیز انداز میں ہارون سے) کہا: ہارون! جب تم نے دیکھا کہ گمراہ ہو رہے ہیں، تو کون سی چیز مانع ہوئی کہ تم میرے پاس نہیں آئے؟ کیوں میرے حکم کی مخالفت کی؟ کہا: اے میری ماں کے بیٹے! میری ڈاڑھی اور بال نہ پکڑو، میں ڈرا تھا کہ تم کہو گے کہ بنی اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈال دیا ہے اور میرے دستور کی رعایت نہیں کی ہے۔

موسیٰ نے کہا: اے سامری! یہ کون سا عمل ہے (جو تم نے انجام دیا ہے)؟ اُس نے کہا: میں نے وہ کچھ دیکھا جو انہوں نے نہیں دیکھا ہے، پھر میں نے نمائندہ حق (جبرئیل) کے نشان قدم کی ایک مشت خاک لی اور اسے میں نے (گوسالہ کے اندر) ڈال دی، میری دلی آرزو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا موسیٰ نے کہا! جاؤ! تم کو زندگی میں ہر ایک سے یہی کہنا ہے کہ مجھے چھونا نہیں اور تم سے (آخرت میں) ایک وعدہ ہے جو کبھی برخلاف نہیں ہوگا اور اپنے خدا کے بارے میں غور کرو جس کی عبادت کو جاری رکھا ہے اسے جلا ڈالوں گا اور (اس کی خاک) دریا میں چھڑک دوں گا یقیناً تمہارا خدا وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس کا علم تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

سورۂ بقرہ کی ۵۱ اور ۵۴ تا ۵۷ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذْ وٰعَدْنَا مُوسٰى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظٰلِمُونَ۝ وَإِذْ قَالَ مُوسٰى

Presented by Ziaraat.com

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

اور اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس شب کا وعدہ کیا، پھر (تم لوگ اس کی غیبت میں) گوسالہ کی پوجا کرنے لگے اور تم ظالم و ستمگر ہو پھر اس کے بعد ہم نے تم کو بخش دیا؛ شاید کہ تم لوگ (اس نعمت کا شکریہ) بجالاؤ۔ نیز اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور (حق و باطل کے) درمیان تشخیص کا وسیلہ دیا۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! تم لوگوں نے گوسالہ پرستی کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، لہٰذا اپنے خدا کی طرف لوٹ آؤ اپنی جہالت کی سزا کے عنوان سے ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لئے تیغ کھینچو کہ اسی میں تمہارے خدا کے نزدیک تمہاری بھلائی ہے اس خدا نے تمہاری توبہ قبول کی کہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے اور اس وقت کو یاد جب تم نے موسیٰ سے کہا: اے موسیٰ! ہم تم پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے مگر اس وقت جب تک خدا کو اپنی نگاہوں سے آشکار طور سے نہ دیکھ لیں، پھر تم صاعقہ کی زد میں آگئے جب کہ تم لوگ دیکھ رہے تھے اور ہم نے بادل کو تمہارے سر پر سائبان قرار دیا اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا؛ جو ہم نے تمہیں پاک و پاکیزہ رزق دیا ہے (اُسے) کھاؤ انہوں نے (اس نعمت کا شکر ادا نہیں کیا) انہوں نے ہم پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ستم کیا ہے۔

سورۂ اعراف کی ۱۵۵ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ۝

موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو ہماری وعدہ گاہ کے لئے انتخاب کیا اور جب (دیدار خدا کے تقاضے کے جرم میں) ایک جھٹکے اور زلزلے نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا تو (موسیٰ نے اس حال میں) کہا! خدایا! اگر تو چاہتا تو، مجھے اور انہیں پہلے ہی موت دے دیتا، کیا ان احمقوں کے کرتوت کی بناء پر ہمیں بھی نابود کردے گا؟! یہ صرف تیرا امتحان اور آزمائش ہے۔

Presented by Ziaraat.com

سورۂ بقرہ کی ۶۱ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ؕ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور جب تم نے کہا: اے موسیٰ! ہم کبھی ایک قسم کی غذا پر اکتفا نہیں کریں گے، لہٰذا اپنے رب سے ہمارے لئے مطالبہ کرو کہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوتی ہے جیسے سبزی، کھیرا، لہسن، مسور کی دال اور پیاز ہمارے لئے پیدا کرے۔ موسیٰ نے کہا: آیا تم چاہتے ہو کہ جو چیز گھٹیا اور معمولی ہے اس کو بہتر اور گراں قیمت شئ سے معاوضہ کرو؟ تو کسی شہر میں آجاؤ کہ وہاں تمہاری خواہش کے مطابق سب کچھ موجود ہے ان کے لئے ذلت ورسوائی یقینی ہوگئی اور اللہ کے غیظ وغضب کا نشانہ بن گئے، کیونکہ انہوں نے مخالفت ونافرمانی کی اور ظلم وتعدی کی بناء پر آیات خداوندی کے منکر ہوئے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا۔

سورۂ مائدہ کی ۲۰ تا ۲۶ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۰﴾ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى یَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۳﴾ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم: اپنے اوپر نازل ہونے والی خدا کی نعمت کو یاد کرو، کیونکہ اُس نے تمہارے درمیان پیغمبروں کو قرار دیا اور تمہیں آزاد (اور بادشاہ بنایا) اور تمہیں ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی کو نہیں دی ہیں۔ اے میری قوم! اس مقدس سرزمین میں داخل ہوجاؤ جسے خدا نے تمہارے لئے معین اور مقرر فرمائی ہے اور پیچھے واپس نہ آنا (خدا کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا) ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے۔

Presented by Ziaraat.com

انہوں نے کہا اے موسیٰ! وہاں پر ظالم و ستمگر قوم ہے لہٰذا وہاں ہم کبھی داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں، پھر اگر وہ نکل جائیں تو ہم یقیناً ہو جائیں گے دو خدا ترس مرد جو کہ مشمولِ نعمت خداوندی تھے، انہوں نے ان سے کہا تم لوگ ان پر دروازے سے وارد ہو اگر ایسا کرو گے تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ خدا پر بھروسہ رکھو اگر صاحب ایمان ہو کہنے لگے: اے موسیٰ وہاں ہم کبھی داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں، تم اور تمہارا رب وہاں جائے اور ان سے جنگ کرے ہم یہیں پر بیٹھے ہوئے ہیں، موسیٰ نے کہا، پروردگار! میں فقط اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ دار ہوں تو ہمارے اور اس فاسق قوم (جو حکم نہیں مانتی) کے درمیان جدائی کر دے۔ خدا نے فرمایا! (اس شہر میں ان کا داخل ہونا) چالیس سال تک کے لئے حرام ہے اور بیابان میں سرگرداں پھرتے رہیں گے تم اس فاسق قوم پر افسوس نہ کرو۔

سورۂ قصص کی ۷۶ ویں تا ۸۱ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ ۗ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۗ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾

قارون موسیٰ کی قوم سے تعلق رکھتا تھا کہ اس نے ان پر تجاوز کیا ہم نے اُسے اس درجہ خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیوں کا قوی ہیکل اور مضبوط جماعت کے لئے بھی اٹھانا زحمت کا باعث تھا۔ جب اس کی قوم نے اس سے کہا: تکبر نہ کرو کیونکہ خدا تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس سے دار آخرت کا انتظام کر اور دنیا سے جو تیرا حصہ ہے اس کو بھول نہ جا اور جس طرح خداوند سبحان نے تجھ پر نیکی کی ہے تو بھی دوسروں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک سے پیش آ اور فساد اور تباہی مچانے والوں میں سے نہ ہو جا کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ قارون نے کہا: یہ مال و دولت میری دانش کی وجہ سے ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ خداوند عالم

Presented by Ziaraat.com

نے اس سے صدیوں پہلے ان لوگوں کو جو اس سے قوی اور مالدار ترین لوگ تھے ہلاک کر دیا ہے اور گناہگار لوگ اپنے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کئے جائیں گے؟ (قارون) اپنی آرایش اور زیبائش کے ساتھ اپنی قوم کے پاس باہر نکلا۔

جو لوگ دنیا طلب تھے انہوں نے کہا: اے کاش ہم بھی قارون کی طرح دولت کے مالک ہوتے یہ تو بڑے عظیم حصہ کا مالک ہے۔ جو لوگ اہل علم اور دانش تھے انہوں نے کہا! تم پر وائے ہو! خداوند سبحان کا ثواب ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو ایمان لا کر نیکوکار بنے ہیں اور ایسا ثواب صابروں کے علاوہ کسی کو نہیں ملتا پھر ہم نے اسے (قارون) اور اس کے گھر بار کو زمین میں دھنسا دیا اور اُس کا کوئی ناصر و مددگار نہیں تھا جو خدا کے مقابلے میں اس کی نصرت کرتا اور خود بھی اپنی مدد نہیں کر سکا۔

کلمات کی تشریح

۱-جیبك. جیب:

گریبان، چاک پیراہن۔

۲-ملائه. الملأ:

قوم کے بزرگ اور اکابر لوگ، کبھی جماعت پر بھی اطلاق ہوتا ہے اور اشراف سے اختصاص نہیں رکھتا۔

۳- ارجه. أرْجأ الامر:

اُسے تاخیر میں ڈال دیا۔

ارجہ واخاہ، اُس کا اور اُس کے بھائی کا کام تاخیر میں ڈال دو۔

۴-حاشرین:

حشر: اکٹھا ہونا، جمع ہونا۔

حاشرین:

جمع ہوئے تا کہ جادوگروں کو اکٹھا کریں۔

۵-تلقف. لقف الطعام:

غذا نگل گیا، غذا حلق کے نیچے لے گیا۔

۶-یأفکون. أفك یأفك:

بہتان اور افتراء پردازی کی۔ یافکون، برخلاف حقیقت پیش کرنا۔

Presented by Ziaraat.com

۷-صاغرین، صاغر:
ذلیل وخوار۔

۸-من خلافٍ، قطع الایدی والاجل من خلافٍ:
یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں قطع کرنا اور یا اُس کے برعکس۔

۹-افرغ، افرغ اللہ الصبر علی القلوب:
خدا نے دلوں میں صبر ڈال دیا، ان پر صبر نازل کیا۔ ان میں صبر کی قوت دی۔

۱۰-سنین: سنہ کی جمع سنین ہے جو خشک اور بے آب وگیاہ اور سخت سالوں کے معنی میں ہے۔

۱۱-یطیّروا، تطیّر:
بدشگونی کی، بدفالی کی، طائر۔یہاں پر ان کی شومی (نحوست) اور ان کے خیر وشر کے معنی میں ہے یعنی یہ سارے امور خود ان سے پیدا ہوتے ہیں اور دوسروں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۱۲-طوفان:
اتنی شدید بارش کہ لوگوں کو اپنے دائرہ میں لے لے۔

۱۳-جراد:
ٹڈی، مراد یہ ہے کہ ٹڈی نے جتنی گھاس اور اُگنے والی چیز تھی سب کو کھا کا نابود کردیا۔

۱۴-القمّل:
اس کے معنی کے بارے میں کہا ہے: ایک موذی اور نہایت چھوٹا حشرہ یعنی کیڑا ہے جیسے گیہوں کا گھن اور اونٹ کی کیڑی اور حیوان کی جوں یا کلنی وغیرہ۔

۱۵-رجز: عذاب

۱۶-ینکثون:
اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالتے ہیں۔

۱۷-طود:
آسمان کو چھوتے ہوئے عظیم پہاڑ۔

۱۸-ازلفنا:
ہم نے قریب کردیا، یعنی فرعون اور فرعونیوں کو موسیٰ اور ان کی قوم سے زیادہ سے زیادہ نزدیک کردیا

Presented by Ziaraat.com

تا کہ انہیں دیکھیں اور ان کا تعاقب (پیچھا) کریں اور یکبارگی سب غرق ہو جائیں۔

۱۹-متبرہ، تبرہ:

اسے قتل کر دیا، ہلاک کر ڈالا۔ متبر: ہلاک شدہ مقتول

۲۰-اسباطاً:

اسباط: قبائل اور ہر وہ قبیلہ جس کے افراد کی تشکیل ایک مرد کی نسل سے ہوئی ہو۔

۲۱-اِنبَجَسَتْ:

منفجر ہو گئی، پھٹ گئی، ایک دوسرے سے جدا ہو گئی۔

۲۲-من و سلویٰ:

من کی تفسیر کی ہے کہ وہ صمغی (ترنجبین) تھا جامد شہد کے مانند جو آسمان سے نازل ہوتا تھا اور جب وہ درخت یا پتھر پر بیٹھتا ہے تو نکیہ کے مانند ہو جاتا ہے۔ سلویٰ بھی ایک مہاجر اور دریائی پرندہ کا نام ہے جسے سمان، کہتے ہیں (بیٹر)

۲۳-حطّة:

حطّ اللہ وزرہ، خدا نے اس کے گناہ معاف کر دیئے۔

قولوا حطّة:

یعنی کہو خدایا! ہمارے گناہوں اور ہمارے بُرے اعمال کو نیست و نابود کر دے۔

۲۴-یعدون:

ستم کرتے ہیں۔

۲۵-بقلها و قثائها و فومها:

بقلها: وہ اچھی اور پاکیزہ سبزیاں جو بغیر کسی تبدیلی کے کھائی جاتی ہیں، القثاء: کھیرا یا ککڑی، فومها: گیہوں یا روٹی یا لہسن۔

۲۶-لا تأس علی القوم:

ان کے لئے غمگین اور محزون نہ ہو۔

۲۷-عتوا:

تکبر کیا، حد سے آگے بڑھ گئے۔

۲۸-شُرّعاً:

Presented by Ziaraat.com

پانی پر ظاہر اور رواں۔

۲۹-خاسئین:

ذلیل وخوار اور مردود افراد۔

۳۰-خوار. خار الثور و العجل خواراً:

یعنی گائے اور گوسالہ نے آواز نکالی۔

۳۱-لا مَساس: مسّه و ماسّه:

لمس کیا، کسی چیز پر بغیر کسی مانع اور رکاوٹ کے ہاتھ پھیرا۔

آیت شریفہ میں لا مساس یعنی مجھے لمس نہ کرو۔ (مجھے نہ چھوؤ)

۳۲-یعکفون اور عاکفین:

علف فی المکان: کسی جگہ پر ٹھہرا، وعکف فی المسجد: یعنی مسجد میں معتکف ہوا (اعتکاف کے لئے قیام کیا)۔

یعنی مسجد میں ایک مدت تک عبادت کے قصد سے قیام کیا۔

آیات کی تفسیر میں قابل توجہ اور اہم مقامات

فرعون بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے نوزاد بچوں کا سر کاٹ دیتا تھا، اس لئے کہ اس سے کہا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کے درمیان ایک بچہ پیدا ہوگا اس کی اور اس کے قوم کی ہلاکت اس کے ہاتھوں سے ہوگی۔ خداوندا عالم کی حکمت بالغہ اس بات کی متقضی ہوئی کہ اُس بچہ کی پرورش کی ذمہ داری خود فرعون نے لے لی اور خدا کی مرضی یہی تھی کہ وہ بچہ فرعون کے گھر میں نشوونما پائے یہاں تک کہ بالغ وعاقل ہو کر قوی ہو جائے۔

ایک دن موسیٰ نے فرعون کے محل سے قدم باہر نکالا اور بغیر اس کے کہ کوئی ان کی طرف متوجہ ہو شہر میں داخل ہو گئے۔ وہاں دیکھا کہ ایک قبطی شخص بنی اسرائیل کے ایک شخص سے دست وگریباں ہے اور ایک دوسرے کو مار رہے ہیں اور چونکہ وہ قبطی شخص اپنے حریف پر غالب ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس اسرائیل نے موسیٰ سے عاجزی کے ساتھ نصرت طلب کی۔ موسیٰ نے ایک قدم آگے بڑھایا اور ایک گھونسا اس قبطی کو مار دیا وہ اس مار کے اثر سے زمین پر گر پڑا اور تھوڑی دیر میں دم توڑ دیا۔

فرعونی موسیٰ سے انتقام لینے اور انہیں قتل کرنے پر متحد ہو گئے، اس وجہ سے وہ مجبوراً ترساں اور گریزاں جبکہ اپنے اطراف سے بہت ہی چوکنا تھے مصر سے قدم باہر نکالا اس طرح چلتے رہے یہاں تک کہ مدین آ گئے وہاں حضرت شعیب پیغمبر کے اجیر ہو گئے اور ان کی بھیڑوں کی ۸ سال یا دس سال چرواہی کو اس بات پر قبول کیا کہ

Presented by Ziaraat.com

حضرت شعیبؑ کی کسی ایک لڑکی سے ازدواج کریں گے۔ موسیٰ نے دس سال خدمت کی اور اختتام پر حضرت شعیبؑ نے وفاء عہد کے علاوہ وہ عصا بھی انہیں دیا جو پیغمبروں سے انہیں میراث کے عنوان سے ملا تھا اور گوسفندوں کی چرواہی کے کام آتا تھا۔ (یہ بات روایات میں بھی ذکر ہوئی ہے)

موسیٰ علیہ السلام ملازمت اور نوکری کے تمام ہونے پر اپنی بیوی اور گوسفندوں کے ساتھ سینا نامی صحرا کی طرف متوجہ ہوئے تو تاریک اور سرد رات میں ایک آگ مشاہدہ کی۔

آپ نے اس آگ کی طرف رخ کیا تا کہ اس سے کچھ آگ حاصل کریں (اور اپنے اہل وعیال کو گرمی پہنچائیں) یا اس آگ کی روشنی میں کوئی ایسا شخص مل جائے جو راستے کی راہنمائی کرے لیکن جیسے ہی موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے، ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا!

اے موسیٰ! میں رب العالمین ہوں (ہم نے اپنے مطالب کو قصص، نمل، اعراف، طٰہٰ اور شعراء کے سوروں سے جمع کر کے بیان کیا ہے) اپنے عصا کو ڈال دو جب موسیٰ کی نگاہ عصا پر پڑی تو کیا دیکھا کہ جاندار کی طرح حرکت کر رہا ہے تو پشت کر کے بھاگے اور مڑ کر اپنے پیچھے نگاہ بھی نہیں کی۔

خدا نے آواز دی: اے موسیٰ! خوف نہ کرو کہ میں اُسے اُس کی پہلی حالت میں لوٹا دوں گا پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ عصا کی طرف بڑھایا ناگاہ دیکھا کہ وہی لکڑی کا عصا ہو گیا ہے جو پہلے تھا اس کے بعد خداوند رحمن نے ان سے فرمایا! اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ اور نکالو تمہارا ہاتھ سفیدی سے چمکنے لگے گا بغیر اس کے کہ اس میں کوئی داغ دھبہ ہو پھر اس وقت خداوند سبحان نے اُن سے فرمایا! یہ دو معجزے نو آیات اور نشانیوں میں سے ہیں اور ان کے ہمراہ (میری رسالت لے کر) فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ۔ موسیٰ نے کہا! خدایا! ہمارے بھائی ہارون کو جو کہ ہم سے زیادہ گویا زبان کا مالک ہے ہمارے ہمراہ کر دے اور خدا نے فرمایا: ہم نے تمہارے بازوؤں کو تمہارے بھائی سے محکم اور مضبوط کر دیا۔ اب فرعون کی طرف جاؤ کہ اُس نے سرکشی اور طغیانی کر رکھی ہے اور اس کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کر کے (خدا سے) ڈرے اس کے پاس جا کے کہو میں تمہارے رب کا پیغمبر ہوں، بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور انہیں اس سے زیادہ آزار اور اذیت نہ پہنچائے۔

موسیٰ کلیم اللہ نے پیغام خداوندی کو فرعون اور اس کی بارگاہ میں مقرب افراد تک پہنچایا اور خداوند عالم نے بھی موسیٰ کے ہاتھوں اپنی نو آیات کی نشاندہی کی لیکن فرعون نے سب کو جھٹلایا اور خداوند سبحان کی اطاعت اور پیروی سے انکار کرتے ہوئے بولا: اے موسیٰ! کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اپنے سحر اور جادو سے ہماری

Presented by Ziaraat.com

سرزمینوں سے باہر کردو! ہم بھی تمہارے جیسا سحر اور جادو پیش کر سکتے ہیں، پھر اس نے حکم دیا کہ تمام جادوگروں کو ان کی عید کے دن حاضر کرو۔

جادوگروں نے حضرت موسیٰ سے کہا: اے موسیٰ! پہلے تم اپنا عصا پھینکو گے یا ہم پھینکیں؟ موسیٰ نے جواب دیا: تم لوگ ہی پہل کرو جب جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں زمین پر ڈال دیں، تو ان کا جادو لوگوں کی نگاہوں پر چھا گیا اور انہیں سخت ڈرایا فرعونی جادوگروں نے ایک عظیم جادو دکھایا۔ میدان نمائش میں لوگوں کی نظر میں غضبناک اور حملہ آور بل کھا رہے تھے ایسے موقع پر خداوند عالم نے موسیٰ کو حکم دیا: اپنا عصا زمین پر ڈال دو کہ وہ تن تنہا ہی جو کچھ جادوگروں نے لوگوں کی نگاہ میں جھوٹ اور خلاف واقع نمائش کی ہے سب کو نگل جائے گا۔

موسیٰ نے تعمیل حکم کی اور زمین پر اپنا عصا ڈال دیا آپ کا عصا خوفناک اور مہیب اژدھے کی شکل میں تبدیل ہو گیا کہ اس کے ایک ہی حملے میں جادوں گروں کے تمام نقلی اور بناوٹی شعبدے وسیع وعریض میدان میں ایک دم سے نابود ہو گئے پھر موسیٰ نے اس عظیم اور بھاری بھرکم اژدھے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا جس نے تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل لیا تھا کہ وہ اژدھا ان کے ہاتھ میں آتے ہی وہی عصا ہو گیا جو پہلے تھا۔

جادوگروں نے درک کر لیا کہ موسیٰ کے عصا کے ذریعہ اتنی ساری لاٹھیوں اور رسیوں کا ہمیشہ کے لئے نابود ہونا سحر و جادو نہیں ہوسکتا بلکہ اللہ کے عظیم معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے اسی وجہ سے سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور بولے: ہم رب العالمین موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لائے۔ جب فرعون نے انہیں ایمان لاتے ہوئے دیکھا تو بولا قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم لوگ ایمان لے آئے؟ (اس کام کی سزا میں) تمہارے ہاتھ پیر مخالف سمت سے کاٹ کر دار پر لٹکادوں گا ساحروں نے جواب دیا: کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہم اپنے رب کی طرف چلے جائیں گے۔

اس کے بعد فرعون اور فرعونیوں نے مسلسل عذاب خداوندی جیسے طوفان، ٹڈیوں کے حملہ، جوؤں، مینڈکوں اور خون (پانی کے خون ہونے) سے دو چار رہے اور ان میں سے جب کبھی کوئی عذاب نازل ہوتا تو کہتے: اے موسیٰ! اپنے رب سے دعا کرو کہ اگر وہ ہم سے عذاب ہٹالے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی یقینا تمہارے ہمراہ کر دیں گے۔ خداوند عالم حضرت موسیٰ کی دعا کے ذریعہ (لازمہ تنبیہ کے بعد) بلا کو اُن سے برطرف کر دیتا لیکن فرعونی اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیتے (اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر باقی رہتے)۔

ان واقعات کے بعد خدا نے موسیٰ کو وحی کی کہ ہمارے بندوں کو کوچ کا حکم دو موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات کوچ کر گئے یہاں تک کہ دریائے سرخ تک پہنچے فرعون اور اس سپاہیوں نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک

Presented by Ziaraat.com

کہ صبح سویرے ان تک پہنچ گئے۔ بنی اسرائیل کی فریاد و فغاں بلند ہونے لگی کہ: ہم گرفتار ہو گئے۔

اس وقت خدا نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنا عصا دریا پر مار دو موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور دریا پر اپنا عصا مارا دریا شگافتہ ہو گیا اور بنی اسرائیل کے قبیلوں کی تعداد کے برابر بارہ خشک راستے نمودار ہو گئے اور ہر قبیلہ اپنی مخصوص سمت کی طرف روانہ ہو گیا اور آگے بڑھ گیا۔ فرعون اور اس کے سپاہیوں نے دریا میں پیدا ہوئے خشک راستوں میں ان کا پیچھا کیا۔ جب بنی اسرائیل کی آخری فرد دریا کے اُس سمت سے پار ہو گئی اور فرعون کے سپاہیوں کی آخری فرد دریائی راستوں میں داخل ہو گئی تو اچانک پانی آپس میں لگ گیا اور فرعون اور اس کے لشکر کے تمام افراد کو اپنے اندر ڈبو لیا۔

اس حالت میں کہ فرعون نے کہا: ہم اُس خدا پر ایمان لائے جو بنی اسرائیل کے معبود کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس کے سامنے سراپا تسلیم ہوں اُس سے کہا گیا ابھی چند گھڑی پہلے مخالفت اور نافرمانی کر رہے تھے؟ آج تمہارے (مردہ) جسم کو ساحل تک پہنچا کر باقی رکھیں گے؛ تاکہ آئندہ والوں کے لئے عبرت ہو۔ خداوند عظیم نے سچ فرمایا ہے، کیونکہ اس فرعون کا مصالحہ لگا جسم مصر کے قدیمی تاریخ میوزیم میں دیکھنے والوں کے لئے محل نمائش بنا ہوا ہے۔

جب خداوند عالم نے بنی اسرائیل کو دریا سے عبور کرایا اور ان کے دشمنوں کو دریا میں غرق کر ڈالا اور سینا نامی صحرا کی طرف آگے بڑھے، تو ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی جو اپنے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا: اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی کوئی خدا بناؤ، جس طرح ان لوگوں کے خدا ہیں موسیٰ نے فرمایا: تم لوگ بہت جاہل انسان ہو، ان کا کام باطل اور لغو ہے؛ آیا میں تمہارے لئے خداوند یکتا کے علاوہ جس نے تم کو (تمہارے زمانے میں) عالمین پر منتخب کیا ہے کسی دوسرے خدا کی تلاش کروں؟! یہ انتخاب جس کی جانب حضرت موسیٰ نے اشارہ کیا ہے اس لحاظ سے تھا کہ خداوند عالم نے انہیں میں سے ان کے درمیان پیغمبروں کو مبعوث کیا اور انوع واقسام کی نعمتوں جیسے ان کے سر پر بادلوں کا سایہ فگن ہونے اور آفتاب کی حدت سے بچاؤ اور من وسلویٰ جیسی غذا سے نوازا تھا۔

ان تمام چیزوں کے باوجود جب خدا نے حکم دیا کہ سجدہ کی حالت میں خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے دروازہ سے داخل ہوں اور کہیں: "حطّہ" ہمارے سارے گناہوں کو معاف کردے تو اس کے برعکس اپنی نشیمن گاہ کو زمین پر گھسیٹتے "حنطہ" (سرخ گیہوں) کہتے ہوئے داخل ہوئے۔

اور دریا کے ساحل پر رہنے والوں نے، کہ ان کے خدا نے سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے ممانعت

Presented by Ziaraat.com

کی تھی اس وقت جب کہ اُس دن جھنڈ کی جھنڈ مچھلیاں پانی کی سطح پر ظاہر ہوتی تھیں خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے سنیچر کے دن ان کا شکار کیا تو خدا نے اُن سے ناراض ہو کر بندروں کی شکل میں انہیں تبدیل کر دیا۔

بنی اسرائیل کے سینا نامی صحرا میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد اس جگہ عظیم انسانی اجتماع کی تشکیل ہوئی، انہیں اپنے اس اجتماع کے لئے نظام اور قوانین کی ضرورت محسوس ہوئی یہی موقع تھا کہ خداوند عالم نے کوہِ طور کی داہنی جانب اپنے پیغمبر موسیٰ سے وقت مقرر کیا تا کہ تیس شب و روز کے بعد انہیں توریت عطا کرے، موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور اپنے رب سے مناجات کرنے کے لئے اپنی وعدہ گاہ کی طرف روانہ ہو گئے اور اپنے بھائی ہارون کو اپنی قوم کے درمیان جانشینی دی۔

ربُّ العالمین نے موسیٰ کے ساتھ اپنے وعدہ کی تکمیل مزید دس شبوں کے اضافہ سے کی اور یہ وعدہ چالیس شب میں تمام ہوا۔

حضرت موسیٰ کی غیبت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے سامری نے بنی اسرائیل کو فریب دینے اور گمراہ کرنے کی سعی کی اور اس میں طلائی یعنی سونے کی آرائشی اسباب سے جو کہ فرعونیوں سے ادھار لی تھیں اُنہیں پگھلا کر اس سے گوسالہ کی شکل کا ایک مجسمہ بنایا اور اُس مجسمہ کے منھ میں جبرئیل کے گھوڑے کی نعل کی جگہ والی تھوڑی سی خاک رکھ دی جب وہ حضرت موسیٰ پر نازل ہونے کے وقت انسانی شکل میں گھوڑے پر سوار آئے تھے، اس کے اثر سے مجسمۂ گوسالہ کے منھ سے گوسالہ کی آواز کی طرح ایک آواز آتی تھی اس طلائی (سنہرے) گوسالہ کا تنہا امتیاز یہی بانگ اور آواز تھی سامری کے نفس نے اس کام کو خوبصورت، جالب اور جاذب نظر انداز میں اس کے سامنے پیش کیا اور اسے اس کے انجام دینے کی تشویق دلائی حضرت موسیٰ نے (چالیس شب کے اختتام اور اپنی قوم کی جانب واپس آنے کے بعد) سامری سے کہا: تم تن تنہا بیابانوں اور جنگلوں کا رخ کرو اگر کسی نے بھی تم سے رابطہ رکھا تو دونوں ہی بخار میں مبتلا ہو جاؤ گے؛ اور ہمیشہ کہتے رہو گے کہ مجھ کو نہ چھوؤ؛ اس کے بعد بھی میں تمہیں قیامت کے دن عذاب خداوندی کی خبر دے رہا ہوں اب اپنے اس جعلی اور بناوٹی خدا کو دیکھو جس کی عبادت کرتے تھے کہ اسے ہم آگ میں جلا کر دریا میں ڈال دیں گے؛ یقیناً تمہارا خدا صاحب ضلال اور بلند و بالا ہے۔

گوسالہ کے نابود ہونے اور سامری کے بیابانوں میں فرار کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا وہ گروہ جو اس کے گوسالہ کی پوجا کرنے لگا تھا، اپنے گناہوں پر نادم ہوا وہ لوگ فرمان خداوندی کے سامنے سراپا تسلیم ہوئے تا کہ وہ مومنین جنھوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی، ان گوسالہ پرستوں کو قتل کریں اور یہی (قتل کرنا) ان کے اس گناہ کی توبہ تھی جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے اور چونکہ انہوں نے یہ سزا قبول کی اور اسے سراپا تسلیم کیا تو خداوند عالم نے

Presented by Ziaraat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کی بناء پر ان کی توبہ قبول کر لی۔

ان تمام چیزوں کے باوجود، بنی اسرائیل نے قبول نہیں کیا کہ موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور جو توریت وہ لے کر آئے ہیں خداوند عالم نے انہیں عطا کی ہے اس وجہ سے ان سے خواہش کی کہ خود گواہ رہیں اور خدا کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ لہٰذا ان میں سے ستر افراد کو موسیٰ نے چنا اور ان کے ہمراہ کوہ طور کی جانب گئے: اس گروہ نے جب خدا کا کلام سنا تو کہا: خدا کو واضح اور آشکار طور سے ہمیں دکھاؤ؛ کہ انہیں زلزلہ نے اپنے احاطہ میں لے لیا اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

موسیٰ اس بات سے خوفزدہ ہوئے کہ اگر اس واقعہ کی خبر بنی اسرائیل کو ہو گئی تو یقین نہیں کریں گے۔ یہ وجہ تھی کہ خداوند سبحان کے حضور تضرع وزاری کی یہاں تک کہ خدا نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں دوبارہ زندہ کیا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے میری قوم! اُس مقدس اور پاکیزہ سرزمین میں داخل ہو جاؤ جسے خداوند عالم نے تمہارے لئے معین کی ہے انہوں نے ان کے جواب میں کہا! اے موسیٰ! وہاں ظلم اور سختی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں اور ہم وہاں کبھی نہیں جائیں گے۔ مگر اُس وقت جب وہ لوگ وہاں سے باہر نکل جائیں تم اپنے خدا کے ہمراہ اور ان سے جنگ کرو: ہم یہیں بیٹھے منتظر رہیں گے! ان کے نیک افراد میں صرف دو لوگ کالب اور یوشع نے ان سے کہا: تم لوگ جیسے ہی شہر کے دروازہ سے اُن کے پاس جاؤ گے کامیاب ہو جاؤ گے اور موسیٰ نے کہا: خدایا! میں اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر طاقت اور تسلط نہیں رکھتا تو ہمارے اور اس فاسق قوم کے درمیان جدائی ڈال دے۔ خداوند عالم نے بھی فرمایا: ایسی جگہ پر چالیس سال تک کے لئے ان کا تسلط حرام کر دیا گیا ہے۔ یہ لوگ اتنی مدت تک جنگلوں اور بیابانوں میں حیران و سرگرداں رہیں گے تم اس تباہ و برباد قوم کے لئے اپنا دل نہ دکھاؤ اور غمگین نہ ہو۔

نتیجہ کے طور پر بنی اسرائیل چالیس سال تک سردی کے ایام میں رات کے وقت ایک گوشہ سے کوچ کرتے تھے اور صبح تک حرکت کرتے رہتے تھے۔ لیکن صبح کے وقت خود کو وہیں پاتے تھے جہاں سے کوچ کرتے تھے۔

اس حیرانی اور سرگردانی کے زمانے میں سب سے پہلے ہارون اور اس کے بعد موسیٰ نے دار فانی کو وداع کہا اور موسیٰ کے وصی یوشع نے بنی اسرائیل کی رہبری فرمائی، یوشع نے ظالموں اور جابروں سے جو کہ شام کی سرزمینوں میں ساکن تھے جنگ کی اور بنی اسرائیل کے ہمراہ وہاں داخل ہو گئے۔

خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے اوصیاء میں سے بہت سے پیغمبروں کو بنی

Presented by Ziaraat.com

اسرائیل کی طرف بھیجا یہاں تک کہ حضرت داؤدؑ اور ان کے بعد حضرت سلیمان کا زمانہ آیا اور ہم انشاء اللہ ان دو پیغمبروں کے حالات بیان کر رہے ہیں۔

چوتھا منظر۔ داؤدؑ اور سلیمان علیہ السلام

خداوند عالم سورۂ ص کی ۱۷ تا ۲۰ اور ۲۶ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

ہمارے بندہ قوی داؤد کو یاد کرو کہ جو خدا کی طرف بہت زیادہ توجہ رکھتا تھا ہم نے ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ اس کے ساتھ صبح و شام خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ پرندے بھی ان کے پاس جمع ہو کر ان کے ہم آواز تھے ہم نے ان کی حکومت اور نافرمانروائی کو مضبوط اور محکم بنادیا اور انہیں حکمت اور قطعی حکومت عطا کی۔۔۔ اے داؤد! ہم نے تمہیں روئے زمین پر اپنا جانشین قرار دیا، لہٰذا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔

سورۂ سباء کی ۱۰ ویں اور ۱۱ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل عطا کر کے کہا: اے پہاڑوں! اور اے پرندوں! اس کے ساتھ ہم آواز ہو جاؤ؛ اور لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا اور یہ کہ (تم اے داؤد) کشادہ زرہیں بناؤ اور اُن کے حلقوں میں ناپ کی رعایت کرو اور تم سب لوگ نیک عمل کرو کہ میں تم سب کے اعمال کا دیکھنے والا ہوں۔

سورۂ انبیاء کی ۷۹ اور ۸۰ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝

ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کیا تا کہ داؤدؑ کے ساتھ تسبیح کریں اور ہم ایسا کام کرتے رہتے ہیں اور داؤد کو زرہ بنانا سکھایا، تا کہ تمہیں جنگ کی شدت سے محفوظ رکھے، آیا تم ان تمام کا شکریہ ادا کرو گے؟

Presented by Ziaraat.com

سورۂ ص کی ۳۰، ۳۵ تا ۳۸ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۞ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۞ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۞ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۞ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۞

ہم نے داؤد کو سلیمان نامی فرزند عطا کیا، وہ ایک اچھا بندہ تھا اور ہماری طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والا تھا۔ سلیمان نے کہا: خدایا! مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی بادشاہی اور سلطنت عطا کر کہ کوئی میرے بعد اس کا سزاوار نہ ہو، تو بہت بخشنے والا ہے۔

پھر ہوا کو اس کا تابع بنایا کہ آپؑ کے حکم سے جہاں کا ارادہ کرتے اطمینان کے ساتھ چلتی تھی اور شیاطین کو بھی تابع بنا دیا جو کہ (ان کے لئے) معمار اور غواص تھے اور دیگر شیاطین کو بھی جو ایک دوسرے کے بغل میں زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے۔

سورۂ نمل کی ۱۵ تا ۲۴ اور ۲۷ تا ۴۴ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۞ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۞ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۞ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖؗ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۞ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۞ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۞ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۞ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۞ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۞ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۞ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۞ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ

Presented by Ziaraat.com

أَمْرِي ۚ مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ﴿٣٢﴾ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ
إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا
أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٣٤﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ
سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾ ارْجِعْ
إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا
الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن
تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ
أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ قَالَ هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ
أَكْفُرُ ۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا
نَنظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ
هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ
مِن قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَن سَاقَيْهَا ۚ قَالَ
إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّن قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٤﴾

ہم نے داؤد اور سلیمان کو مخصوص دانش عطا کی اور ان دونوں نے کہا: اس خدا کی تعریف ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سارے مومن بندوں پر فوقیت اور برتری دی سلیمان نے داؤد کی میراث پائی اور کہا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی زبان سکھائی گئی ہے اور ہر چیز سے ہمیں عطا کیا گیا ہے، یقیناً یہ برتری آشکار ہے، سلیمان کے لئے ان کا تمام لشکر جن وانس اور پرندے کو جمع کر دیا اور ان کو پراگندہ ہونے سے روکا جاتا تھا یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کی وادی سے گذرے! تو ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیوں! اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ تاکہ سلیمان اور ان کے سپاہی نادانستہ طور پر تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان چیونٹی کی بات سن کر مسکرائے اور ہنس کر کہا: خدایا! مجھ پر لطف کرتا کہ تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی ہیں اور وہ عمل صالح انجام دوں جو تیری رضا اور خوشنودی کا باعث ہو اور مجھے اپنی رحمت کے ساتھ ساتھ اپنے نیک بندوں کے زمرہ میں قرار دے سلیمان نے ایک پرندے کو غیر حاضر دیکھا، تو کہا: کیا بات ہے کہ ھد ھد کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ غائبین میں سے ہے (بغیر عذر کے غائب ہو گیا ہے)؟ قسم ہے اسے سخت سزا دوں گا یا اس کا سر کاٹ دوں گا مگر یہ کہ کوئی واضح اور قابل قبول عذر پیش کرے۔

Presented by Ziaraat.com

زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی (کہ ھدھد آ گیا اور) بولا: ایک ایسی خبر لایا ہوں جس سے آپ بے خبر ہیں اور قوم سبا کی یقینی خبر آپ کے لئے لایا ہوں۔ میں نے (سبائیوں) پر ایک عورت کو حکومت کرتے دیکھا ہے اور اُسے سب کچھ دیا گیا ہے، اس کے پاس ایک عظیم تخت ہے۔ میں نے دیکھا وہ اور اس کی قوم خدا کے بجائے سورج کو سجدہ کرتی ہیں اور شیطان نے ان کے امور کو ان کے لئے آراستہ کر دیا ہے اور انہیں راہ حق سے روک دیا ہے وہ ہدایت نہیں پائیں گے۔۔۔

سلیمان نے کہا: عنقریب دیکھوں گا کہ تم نے سچ کہا ہے یا جھوٹ۔ یہ میرا خط لے جاؤ اور ان کے پاس ڈال دو، پھر واپس آؤ اور دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ (بلقیس نے خط کا دقت سے مطالعہ کیا اور اپنے دربار کے مردوں سے خطاب کر کے) کہا: اے بزرگو! ایک محترم خط ہماری طرف بھیجا گیا ہے وہ خط سلیمان کا ہے اور (اس کا مضمون) اس طرح ہے بخشش کرنے والے اور مہربان خدا کے نام سے میرے خلاف طغیانی اور سرکشی نہ کرو اور سراپا تسلیم ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔

ملکہ نے کہا: اے بزرگو! میرے معاملہ میں رائے دو کہ میں تمہارے ہوتے ہوئے کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔

(اشراف نے) کہا: ہم طاقتور اور دلاور ہیں (اس کے باوجود) فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا سوچتی ہیں اور کیا حکم دیتی ہیں۔

ملکہ نے کہا: بادشاہ لوگ جب کسی شہر میں داخل ہو جاتے ہیں تو اس جگہ کو ویران کر دیتے ہیں اور وہاں کے آبرومندوں کو ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں کیونکہ ان کی سیاست کی رسم اسی طرح ہے۔ میں ان کی طرف ایک ہدیہ بھیج رہی ہوں اور (اس بات) کی منتظر رہوں گی کہ ہمارے بھیجے ہوئے قاصد کس جواب کے ساتھ واپس آتے ہیں۔

جب (ہدیہ) سلیمان کے پاس پہنچا تو کہا: تم لوگ مال کے ذریعہ ہماری نصرت کرو گے؟! جو کچھ خدا نے ہمیں دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے، جاؤ تم لوگ خود ہی اپنے ہدیہ سے شاد و خرم رہو۔

ان کی طرف لوٹ جاؤ کہ ان کے سر پر ایسے سپاہی لاؤں گا کہ اُن سے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں گے اور ذلت و خواری کے ساتھ انہیں ان کے شہر اور علاقے سے نکال باہر کر دیں گے۔

(پھر اس وقت سلیمانؑ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے) اور کہا: اے لوگو! تم میں سے کون ہے جو ان کے سراپا تسلیم ہونے سے پہلے ہی اس (بلقیس) کا تخت میرے پاس حاضر کر دے؟ (اس اثناء میں) جنوں میں سے ایک دیو نے کہا: میں اسے قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں حاضر کر دوں گا (یعنی آدھے دن سے بھی کم

Presented by Ziaraat.com

میں)اور میں اس کے لانے پر قادر اور امین ہوں۔

وہ شخص جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا اس نے کہا: میں اُسے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کردوں گا اور جب (سلیمانؑ) نے اُسے اپنے پاس حاضر پایا تو کہا: یہ میرے رب کا ایک فضل ہے تا کہ ہمیں آزمائے کہ ہم شکر گذار ہوتے ہیں یا ناشکرے۔۔۔ جو شکر گذار ہوگا وہ اپنے فائدہ کے لئے شکر کرے گا اور جو ناشکری کرے گا اس کی طرف سے میرا ربّ بے نیاز اور کریم ہے۔

سلیمانؑ نے کہا: اُس کے تخت کو (شکل بدل کر) ناقابل شناخت بنادو تا کہ دیکھیں کہ اسے پہچانتی ہے یا اس کو پہچاننے کے لئے کوئی راہ نہیں ملتی جب بلقیس آئی (اس سے) کہا گیا کیا تمہارا تخت یہی ہے؟ ملکہ نے کہا: گویا وہی ہے ہم اس سے پہلے ہی (سلیمان کی قدرت وشوکت) سے آگاہ اور سراپا تسلیم تھے۔ غیر اللہ کی عبادت (آفتاب پرستی) اسے (اسلام قبول کرنے سے) مانع تھی کہ وہ کافر قوموں میں تھی اس سے کہا گیا: محل میں داخل ہو جاؤ! جب اُس نے دیکھا تو گمان کیا کہ صرف گہرا پانی ہے لہٰذا اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول دیا۔

سلیمانؑ نے کہا: یہ محل (قصر) صاف وشفاف شیشہ سے بنایا گیا ہے۔

ملکہ نے کہا: خدایا! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا (اب) سلیمان کے ساتھ عالمین کے خدا پر ایمان لاتی ہوں۔

سورۂ سباء کی ۱۲ ویں تا ۱۴ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ
يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۱۲ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ
مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ
الشَّكُوْرُ ۝۱۳ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ
تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝۱۴

ہم نے ہوا کو سلیمان کا تابع بنایا تا کہ (ان کی بساط کو) صبح سے ظہر تک ایک ماہ کی مسافت کے بقدر اور ظہر سے عصر تک ایک ماہ کی مساوت کے بقدر جابجا کردے اور پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اُن کے لئے ہم نے جاری کیا اور ایسے جنات تھے جو اپنے ربّ کے حکم سے ان کے حضور خدمت میں مشغول رہتے اور ان میں جو بھی ہمارے حکم کے خلاف کرتا تو ہم اسے گرم آگ سے عذاب کرتے۔

وہ جنات اور دیو سلیمانؑ کے لئے وہ جو چاہتے بنادیتے تھے جیسے محراب، عبادت گاہیں، مجسمے، حوض آب

Presented by Ziaraat.com

جیسے بڑے بڑے پیالے اور بڑے بڑے دیگ۔

اب اے آلِ داؤد! اللہ کا شکر ادا کرو اور میرے بندوں میں کم لوگ شکر گذار ہیں۔

اور جب ہم نے سلیمان کے لئے موت مقرر کی، تو دیمکوں کے سوا جو ان کے عصا کو کھا کر خالی کر رہی تھیں (یہاں تک کہ سلیمان زمین پر گر پڑے) کسی کو ان کی موت سے آگاہی نہیں تھی۔

اور جب سلیمان زمین پر گر پڑے تو جنوں کو اُن کی موت سے آگاہی ہوئی۔

کہ اگر وہ اسرارِ غیبی سے آگاہ ہوتے تو دیر تک عذاب اور ذلت وخواری میں پڑے نہ رہتے۔

کلمات کی تشریح

۱- ذاالاید:

آد، یئیدُ، ایداً: قوی اور طاقتور ہو گیا۔ ذاالاید: قوی اور توانا۔

۲- اَوّاب:

آب الی اللّٰہ: اپنے گناہ سے توبہ کیا اور ایسا شخص آئب اور اوّاب ہے۔ بحث سے مناسب معنیٰ: جو گناہ سے شرمندہ اور نادم ہو اور خدا کی خوشنودی اور رضا کا طالب ہو۔

۳- اُوِّبی:

(مونث سے خطاب) خداوند عالم کی تسبیح میں اس کے ہماہنگ اور شانہ بشانہ رہو۔

۴- سابغات:

سبغ الشی سبوغاً: تمام کیا اور کامل کیا۔ سابغات: استفادہ کے لئے آمادہ اور مکمل زرہیں۔

۵- قدّرْ فی السرد:

سرد، زرہ کے حلقوں کے معنی میں ہے، (وقدّ فی السرد)

یعنی حلقے یکساں اور ایک جیسے بناؤ کہ نہ ڈھیلے ہوں اور نہ کسے ہوئے ہوں اور ایک ناپ کا تیار کرو۔

۶- رُخاء: نرمی

۷- مقرنین فی الاصفاد:

رسّی یا زنجیریں میں آپس میں بندھے ہوئے۔

۸- محشورۃً:

اکٹھا کیا گیا، جمع کیا گیا۔

Presented by Ziaraat.com

۹-یُوزَعون:

وَزَعَ الجیش: الگ الگ صف کے ساتھ منظم ہوئے، پیکار کے لئے آمادہ ہوئے۔

۱۰-عفریت:

جناتوں میں سب سے قوی و مضبوط اوران میں سب سے زیادہ تن و توش والا دیو۔

۱۱-صَرحٌ مُمَرَّدٌ مِن قَوارِیر:

الصرح: آراستہ گھر، بلند عمارت، ممرد: خوشنما اور عالی شان قصر، کہ جس کا فرش اور سطح آئینہ سے بنایا گیا ہو۔

۱۲-لُجَّۃ:

کثیر پانی، آہستہ آہستہ موجوں کے ساتھ موج مارنے والا حوض، اس کی جمع لجج آئی ہے۔

۱۳-اَسَلنَا لَہُ عَینَ القِطر:

سال المائع: بہنے والی چیز بہنے لگی، القطر: پگھلا ہوا تانبا، عبارت کے معنی یہ ہیں کہ: اُس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالیں۔

۱۴-یَزِغ عَن اَمرِنَا:

زَاغَ عَنِ الطَّرِیق:

راستہ سے منحرف ہوگیا، آیت کے مناسب معنی یہ ہیں کہ جناتوں میں سے جو بھی سلیمان کے دستورات سے سرپیچی اور مخالفت کرے اسے ہم عذاب دیں گے۔

۱۵- سعیر:

آگ اور اس کا شعلہ۔

۱۶-جِفَانٍ کَالجَوَاب:

جفان (جفنہ کی جمع ہے) یعنی کھانے کے بہت بڑے بڑے ظروف اور جواب یعنی بڑا حوض۔ جفان کالجواب یعنی: کھانے کے ایسے ظروف جن میں بہت زیادہ گنجائش اور وسعت ہوتی ہے۔

۱۷-قُدور راسیات:

قدور راسیۃ: بہت بڑا دیگ جو بڑے ہونے کی وجہ سے حمل و نقل کے قابل نہ ہو، الراسی: عظیم اور استوار پہاڑ۔

۱۸-دابّۃ الارض:

دیمک۔

Presented by Ziaraat.com

۱۹-منساۃ:

عصا (لاٹھی)۔

آیات کی تفسیر

ارشاد فرماتا ہے: اے پیغمبر! خدا کے قوی، بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور خدا کی خوشنودی اور رضایت کے طالب بندے داؤد کو یاد کرو جب کہ خدا نے پہاڑوں کو ان کا تابع بنا دیا تھا کہ ان کی تسبیح کے ہمراہ خدا کی صبح و شام تسبیح کریں اور پرندوں کو ان کے اردگرد جمع کر دیا تا کہ ان کی تسبیح کے ساتھ ہم آواز ہوں۔ اس کی بادشاہی کو پرہیبت اور سپاہیوں کو قوی بنا دیا اور مقام نبوت، امور میں دور اندیشی اور صحیح تفکر اور منازعات (لڑائی جھگڑے) میں واضح بیان اور قطعی حکم اُسے عطا کیا۔ لوہا اس کے ہاتھوں میں نرم ہو گیا تا کہ اُس سے حلقہ دار اور منظم زرہیں بنائیں۔ داؤد سب سے پہلے آدمی ہیں جنہوں نے جنگ کے لئے زرہ تیار کی۔

خداوند منّان نے داؤد کو سلیمان (سا فرزند) بخشا کہ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں بہت توبہ کی اور اللہ کی خوشنوگی و رضا کے طالب تھے۔ یہ سلیمان تھے جنہوں نے کہا: خدایا ہمیں بخش دے اور ہمیں ایسی بادشاہی عطا کر کہ ہمارے بعد ویسی کسی کو نہ ملے، لہٰذا خدا نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ ان کے حکم کے تحت نرمی کے ساتھ جہاں وہ چاہیں رواں نہ ہو جائے، جنوں، دیوں، آدمیوں اور پرندوں میں سے ان کے سپاہی مقرر کئے اور ساری زبانیں انہیں تعلیم دی، جنوں اور دیوؤں کو ان کا فرمانبردار بنایا تا کہ جس چیز کی خواہش ہو ان کے لئے تعمیر کر دیں اور سمندروں کے اندر غوطہ لگا کر موتیاں لے آئیں اور اُن سے بعض کو زنجیر میں جکڑ کر قید خانہ میں ڈال دیا۔

وہ ایک دن اپنے سپاہیوں کے ساتھ چیونٹیوں کی وادی سے گذر رہے تھے تو سنا کہ ایک چیونٹی اپنے ساتھیوں کو خبر دے رہی ہے اے چیونٹیو! اپنے اپنے سوراخوں میں چلی جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر نادانستہ طور پر تمہیں کچل ڈالے، اس حال میں جو کچھ خداوند سبحان نے انہیں اور ان کے ماں باپ کو نعمت عطا کی تھی اس پر خدا کا شکر ادا کیا۔

ایک دن پرندوں کی فوجی پریڈ کا معائنہ کیا تو ھدھد کو ان کے درمیان اپنے سر پر سایہ فگن نہیں دیکھا تو کہا اسے تنبیہ کروں گا یا اس کا سر کاٹ دوں گا، مگر یہ کہ اپنی غیبت کے لئے کوئی قابل قبول عذر پیش کرے، زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ہدہد آ گیا اور ان کے لئے سبا اور یمن والوں کی خبر لے کر آیا کہ:

میں نے دیکھا کہ ایک عورت اُن پر حکومت کر رہی ہے اور وہ ایک عظیم اور بڑے تخت کی مالک ہے۔ وہ اور اس کے افراد خدا کو سجدہ نہیں کرتے، بلکہ سورج کی پوجا کرتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.com

سلیمان نے کہا: دیکھوں گا کہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ گڑھ لیا ہے۔ میرا خط لے جا کر ان کے سامنے ڈال دے، پھر اُن سے دور ہو جا اور دیکھ کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

حضرت سلیمان کا خط اس طرح تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھ پر طغیانی اور سرکشی نہ کرو اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ دلچسپ اور مزہ کی بات یہ ہے کہ یہ خط خود ہی اس بات کی ایک دلیل ہے کہ کلمہ اسلام گزشتہ ادیان کا ایک نام تھا اور امور کی ابتدا خدا کے نام اور بسم اللہ سے ان کی شریعتوں میں ایک عام بات تھی۔

ہاں، جب سبا کی ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان کا خط لیا تو اپنے مشاورین سے مشورہ کیا کہ سلیمان کے خط کا کیا جواب دیں؟

بولے: ہم قوی، شجاع، دلیر، صاحب شوکت اور نڈر سپاہی ہیں، اس کے باوجود حکم آپ کا ہے۔

ملکہ نے کہا: بادشاہ جب کسی شہر میں قہر وغلبہ سے داخل ہوتے ہیں تو فساد کرتے اور تباہی مچاتے ہیں اور وہاں کے معزز افراد کو ذلیل اور رسوا کرتے ہیں بہت جلد ہی سلیمان کے لئے ایک ھدیہ بھیجتی ہوں اور ان کے جواب کا انتظار کروں گی کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے؟

جب بلقیس کے تحفے سلیمان کی خدمت میں پہونچے تو آپؑ نے ان نمائندوں سے جنھوں نے آپ کی خدمت میں تحفے دیئے تھے فرمایا: جو کچھ خداوند سبحان نے مجھے عطا کیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے؛ اور تحفوں کو قبول نہیں کیا بلکہ فرمایا: میں ایک ایسے لشکر کے ساتھ تم پر حملہ کروں گا کہ جس کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے ہو اور تمہیں ذلت و رسوائی کے ساتھ کھینچ لاؤں گا۔

اُس وقت مجلس میں حاضر سپاہیوں سے مخاطب ہوئے اور کہا: کون تخت بلقیس ہمارے لئے حاضر کرے گا؟

تو ایک بلند و بالا، قوی ہیکل اور طاقتور دیو نے کہا: میں قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں تخت بلقیس کو آپ کے سامنے حاضر کردوں گا۔

اور حضرت سلیمان کی عادت تھی کہ آدھا دن دربار میں بیٹھتے تھے اتنے میں وہ شخص (گزشتہ زمانے میں نازل شدہ کتاب کا) جس کے پاس کچھ علم تھا آگے بڑھا اور بولا: میں اسے چشم زدن میں حاضر کردوں گا اور حاضر کردیا اس وقت سلیمان خدا کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

کہتے ہیں کہ اس کتاب کے عالم حضرت سلیمانؑ کے وزیر آصف ابن برخیا تھے۔

Presented by Ziaraat.com

پھر سلیمانؑ نے فرمایا: بلقیس کے تخت میں کچھ تبدیلیاں کر دو تا کہ اس کی عقل و درایت کا معیار درک کریں جب بلقیس آئی تو اس سے پوچھا: آیا یہ تمہارا تخت ہے؟

کہا: ایسا لگتا ہے کہ وہی ہے۔ پھر بعد میں اس سے کہا: شاہی محل میں داخل ہو جاؤ محل کی دالان کا فرش صاف و شفاف شیشہ کا تھا اور اس کے نیچے پانی بہہ رہا تھا: بلقیس نے پانی کا گمان کیا اس لئے لباس کے نچلے حصہ کو اوپر اٹھا لیا اور اپنی پنڈلیوں کو نمایاں کر دیا تا کہ اُس پانی سے گذر سکیں۔ یہ ماجرا دیکھ کر لوگوں نے بتایا یہ صاف و شفاف شیشہ ہے جس کے نیچے پانی بہہ رہا ہے۔ بلقیس ایسے امور کے مشاہدہ کے بعد جن کا آمادہ اور فراہم کرنا انسان کے بس سے باہر ہے ایمان لے آئیں اور مسلمان ہو گئیں۔

خداوند عالم نے سلیمانؑ کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا اور ان کے لئے دیو بڑی سے بڑی بلند عمارتیں تعمیر کرتے تھے اور درختوں کے تنوں سے مجسمہ اور اس جیسی دوسری چیزیں ان کے لئے تراشتے تھے اور کھانے کے بڑے بڑے ظروف اور اتنے گہرے اور بڑے بڑے دیگ جو بڑے ہونے کی بنا پر ایک جگہ سے دوسری جگہ حمل و نقل کے قابل نہیں تھے بناتے تھے۔

ایک دن حضرت سلیمانؑ اپنے محل کی چھت پر تشریف لائے اور اپنا عصا پر ٹیک لگایا اور جناتی کاریگروں کے کاموں کا نظارہ کرنے لگے وہ جنات جو اپنی کارکردگی میں زبردست مشغول تھے، اسی حال میں خداوند عالم نے ان کی (حضرت سلیمان کی) روح قبض کر لی اور چند دنوں تک ان کا بے جان جسم عصا کے سہارے دیوؤں کے کاموں کو دیکھتا رہا، دیو لوگ بڑی محنت اور زحمت کے ساتھ اپنے ذمہ امور کے لئے کوشش کر رہے تھے اور ذرہ برابر بھی نہ جان سکے کہ سلیمان مر چکے ہیں۔ یہ حالت اسی طرح اُس وقت تک باقی رہی جب تک دیمک نے ان کی لکڑی کے عصا کو کھوکھلا نہ کر دیا اور سلیمان کے جسم کو بلندی سے زمین پر نہ گرا دیا ان کے گرتے ہی جنات اور دیوؤں کو ان کے مرنے کی اطلاع ہو گئی، کیونکہ جنات کو اگر غیب کا علم ہوتا تو سلیمان کے مرنے کے بعد ایک آن بھی ان طاقت فرسا امور کو جاری نہ رکھتے!

پانچواں منظر: زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام

خداوند سبحان سورۂ مریم کی پہلی تا ۱۵ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ۞ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۞ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۞ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۞ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ

Presented by Ziaraat.com

وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝۵ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۚ وَاجْعَلْهُ رَبِّ
رَضِيًّا ۝۶ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝۷ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ
غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝۸ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ
خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝۹ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ
لَيَالٍ سَوِيًّا ۝۱۰ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝۱۱ يٰيَحْيٰى خُذِ
الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۚ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝۱۲ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۚ وَكَانَ تَقِيًّا ۝۱۳ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ
يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝۱۴ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝۱۵

کھیعص. ان آیات میں، تمہارا رب اپنے خاص بندے زکریا پر اپنی رحمت کے متعلق گفتگو کرتا ہے۔ جب اُس نے تنہائی میں اپنے خدا کو آواز دی۔

اُس نے کہا: خدایا! ہماری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور سر کے بال سفید ہو چکے ہیں۔

خدایا میں نے جب بھی تمہیں پکارا محروم نہیں رہا ہوں میں پنے موجودہ وارثوں (چچازاد بھائیوں) سے خوفزدہ ہوں اور میری بیوی ابتدا ہی سے بانجھ ہے۔

لہٰذا مجھے ایک فرزند عطا کر جو میری اور آل یعقوبؑ کی میراث پائے اور اسے اپنا پسندیدہ قرار دے۔

(اُنہیں خطاب ہوا) اے زکریا! ہم تجھے یحییٰ نامی ایک فرزند کی خوشخبری دے رہے ہیں اور اب تک کسی کو اس کا ہم نام قرار نہیں دیا ہے۔

کہا: خدایا! مجھے کیسے کوئی فرزند پیدا ہوگا جبکہ میری بیوی پہلے ہی سے بانجھ ہے اور میں بھی مکمل بوڑھا ہو چکا ہوں۔ (فرشتہ نے کہا) تمہارے ربّ کا ارشاد ہے: یہ کام میرے لئے نہایت آسان ہے تمہیں اس سے قبل جب کہ تم کچھ نہیں تھے میں نے خلق کیا۔

کہا: خدایا! ہمارے لئے کوئی نشانی قرار دے۔ کہا: تمہاری علامت اور نشانی یہ ہے کہ تین شب کلام نہیں کروگے۔

(زکریا) محراب (عبادت) سے خارج ہوئے اور اپنی قوم کی طرف اشارہ کیا کہ صبح اور عصر کے وقت خدا کی تسبیح کروا ے یحییٰ! کتاب (توریت) کو مضبوطی سے پکڑلو؛ اور اُس کو بچپنے میں مقام نبوت عطا کیا۔

اور اپنی طرف سے اسے شفقت، مہربانی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ پارسا اور پرہیز گار تھا اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا۔

Presented by Ziaraat.com

ستمگر اور سرکش نہیں تھا! اُس دن پر درود ہو جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن ابدی زندگی کے لئے مبعوث ہوگا (اُٹھایا جائے گا)۔

سورۂ آل عمران کی ۳۸ تا ۴۱ ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٣٩﴾ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴿٤٠﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٤١﴾

یہاں تک کہ زکریا نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا: خدایا! اپنی طرف سے ایک پاک و پاکیزہ فرزند عطا کر کہ تو دعا کا سننے والا ہے۔

فرشتوں نے اُنہیں آواز دی جب کہ وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوئے تھے کہ: خداوند عالم تمہیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو کہ ایک کلمہ (حضرت عیسیٰ ہیں) کی تصدیق کرنے والا رہبر، پرہیزگار اور پاکیزہ افراد میں سے پیغمبر ہے۔

آپؑ نے کہا: خدایا! مجھے کس طرح کوئی فرزند ہوگا جب کہ میری ضعیفی کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور میری بیوی بانجھ ہے؟! (فرشتہ نے کہا) ایسا ہی ہے خدا جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے۔

(زکریا نے کہا): خدایا! میرے لئے کوئی علامت قرار دے۔

کہا تمہاری علامت یہ ہے کہ تین دن تک لوگوں سے بات نہیں کرو گے مگر اشارہ سے! اپنے رب کو بہت زیادہ یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔

کلمات کی تشریح

۱۔ اِشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡباً:

میرے سر کی سفیدی نے پورا سر گھیر لیا ہے؛ (بڑھاپے کی وجہ سے میرے سر کے سارے بال سفید ہو گئے) خداوند سبحان نے بوڑھاپے اور بال کی سفیدی کو آگ سے تشبیہ دی اور بال میں اس کی وسعت و گسترش کو اُس کے شعلہ سے تشبیہ دی ہے۔

۲۔ عاقر:

Presented by Ziaraat.com

بانجھ عورت۔

۳-عِتِیاً

بہت زیادہ ضعیف، کھوکھلی اور بالکل خالی۔

۴-سویاً:

یعنی تم بغیر اس کے کہ بیماری میں مبتلا ہو اور صحیح و سالم ہونے کے باوجود کلام نہیں کر سکتے۔

۵-فاوحیٰ الیھم:

ان کی طرف اشارہ کیا۔

۶-خُذ الکتاب بقُوَّۃٍ:

اپنی تمام تر طاقت سے توریت کو لے لو۔

۷-آتَیْنَاہُ الْحُکْمَ صَبِیّاً:

جب وہ تین سالہ بچہ تھا تو ہم نے اسے نبوت عطا کی۔

۸-حناناً:

اُس پر ہماری رحمت اور لطف

آیات کی تفسیر

حضرت زکریا پیری کی منزل کو پہنچ چکے تھے (یعنی بوڑھے ہو چکے تھے) ان کی ہڈیاں کمزور اور سر کے بال سفیدی کی طرف مائل ہو چکے تھے کہ اپنے رب سے خطاب کیا، میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے اور اپنے چچازاد بھائیوں کے انجام کار سے جو کہ میرے بعد وارث ہوں گے خوفزدہ ہوں۔

لہٰذا مجھے ایک ایسا بیٹا عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور اسے اپنے نیک بندوں میں قرار دے۔ خداوند منّان نے حضرت زکریا کی دعا قبول کی اور انہیں یحییٰ نامی فرزند کی کہ اُس وقت تک کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا گیا تھا بشارت دی۔

زکریا نے کہا: مجھ سے کیسے فرزند پیدا ہوگا جبکہ میں بوڑھا، کمزور، لاغر اور سوکھ چکا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے (تولید کے سن سے باہر اور بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے)۔

خداوند عالم نے فرمایا یہ کام میرے لئے بہت سہل اور آسان ہے تمہارا اس سے پہلے کوئی وجود نہیں تھا لیکن میں نے پیدا کیا۔

Presented by Ziaraat.com

زکریاؑ نے کہا: خدایا! اگر ایسا ہے تو میرے لئے اس عطیہ میں کوئی علامت اور نشانی قرار دے۔

خداوند متعال نے فرمایا: وہ علامت یہ ہے کہ تم صحیح وسالم ہونے کے باوجود تین رات تک تکلم پر قادر نہیں ہو سکے گے۔

زکریاؑ جب محراب عبادت سے باہر نکلے تو اپنی قوم کی طرف اشارہ کیا کہ روزانہ صبح وشام خدا کی تسبیح کرو۔

خداوند عالم نے یحییٰ پر وحی نازل کی کہ: اے یحییٰ! اپنی تمام طاقت سے توریت کو پکڑ لو: اور اسے عہد طفولیت ہی میں مقام نبوت اور توریت کے مطالب کا ادراک عطا فرمایا۔

چھٹا منظر: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

خداوند سبحان سورۂ مریم کی ۱۶ ویں تا ۳۳ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫
فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾
قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ
اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا
مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ
يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ
سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا
تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ
قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۚ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا
كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۚ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ
اللّٰهِ ۟ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا
دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ
وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾

قرآن میں مریم کو یاد کرو، جب کہ اُس نے اپنے گھرانے سے جدا ہو کر شرقی علاقہ (بیت المقدس) میں سکونت اختیار کی اور اپنے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا میں نے اپنی روح (روح القدس) کو انسانی شکل (خوبصورت) میں اس کے پاس بھیجا۔

Presented by Ziaraat.com

مریم نے کہا: میں تم سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں شاید کہ تم پارسا اور پاک باز ہو۔ (روح القدس نے) کہا: یقیناً میں تمہارے رب کا فرستادہ ہوں آیا ہوں تا کہ تمہیں ایک پاکیزہ فرزند عطا کروں۔

مریم نے کہا! مجھے کیسے کوئی بچہ ہوگا، جبکہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے اور نہ ہی میں بدکار ہوں؟!

فرشتہ نے کہا ایسا ہی تمہارے ربّ نے کہا ہے کہ یہ کام ہمارے لئے نہایت آسان اور سہل ہے ہم اس بچہ کو لوگوں کے لئے آیت اور نشانی اور اپنی طرف سے ایک رحمت قرار دیں گے اور یہ امر یقینی ہے۔

مریم اس بچہ سے حاملہ ہوئیں اور اس کے ساتھ ایک دور دراز جگہ پر ایک گوشہ میں قیام کیا۔

دردِ زِہ کھجور کے درخت کے نیچے عارض ہوا (غم واندوہ اور کرب کی شدت سے اپنے آپ سے کہا) اے کاش اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور فراموش ہوگئی ہوتی۔

(بچہ نے) اسے نیچے سے آواز دی کہ: غم نہ کرو، تمہارے ربّ نے تمہارے قدم کے نیچے ایک نہر جاری کی ہے۔

خرے کی شاخ کو اپنی طرف حرکت دو، تو تم پر تازہ خرے گریں گے کھاؤ پیو اور خوش و خرم رہو اور اگر آدمیوں میں سے کسی کو دیکھو تو کہو: میں نے خداوند رحمن کے لئے خاموشی کا روزہ رکھا ہے آج میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔

(مریم) حضرت عیسیٰؑ کو آغوش میں لئے ہوئے قوم کے سامنے آئیں۔

تو انہوں نے کہا: اے مریم! عجب تم نے برا کام کیا ہے! اے ہارون کی بہن! تمہارا باپ کوئی برا انسان نہیں تھا اور نہ ہی تمہاری ماں بدکار تھی۔

مریم نے عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا؛ انہوں نے کہا: ہم گہوارہ میں موجود بچے سے کیسے کلام کریں؟! (بچہ امر خداوندی سے گویا ہوا) اور کہا! میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے آسمانی کتاب اور نبوت کا شرف عطا کیا ہے۔۔۔ اور ہمیں ہم دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں مبارک قرار دیا ہے۔

اور جب تک زندہ ہوں نماز اور زکاۃ کی وصیت کی ہے۔

اور میرے لئے اس کا حکم ہے کہ میں اپنی ماں کے ساتھ نیکی کروں اور مجھے بدبخت اور ستم گر قرار نہیں دیا ہے مجھ پر درود ہو جس دن میں پیدا ہوا ہوں اور جس دن موت آئے گی اور اس دن جب آخرت کی ابدی زندگی کے لئے دوبارہ مبعوث کیا جاؤں گا۔

Presented by Ziaraat.com

عیسیٰ بن مریم کے ساتھ بنی اسرائیل کی داستان

خداوند عالم سورۂ آل عمران کی ۴۵ تا ۵۲ ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذٰلِكِ اللهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُولًا إِلٰى بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۙ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ أَنِّيٓ أَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّينِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللهِ ۚ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللهِ ۚ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ ۙ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۴۹﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَاتَّقُوا اللهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۵۰﴾ إِنَّ اللهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّآ أَحَسَّ عِيسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِيٓ إِلَى اللهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللهِ ۚ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿۵۲﴾

جب فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم! خداوند رحمن تمہیں اپنے ایک کلمہ مسیح بن مریم کے نام کی بشارت دیتا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں محترم اور معزز ہے اور خدا کے مقرب لوگوں میں ہے۔

اور وہ گہوارہ میں لوگوں سے بات کرے گا جس طرح بڑے لوگ کرتے ہیں اور وہ نیک اور شائستہ لوگوں میں ہے۔

(مریم نے) کہا خدایا! کس طرح مجھے بچہ ہوگا جب کہ مجھے کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے۔ فرشتہ نے کہا: (خدا کا حکم) ایسا ہی ہے، خدا جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔

جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہو جا تو وہ چیز اسی وقت ہو جاتی ہے خدا نے عیسیٰ کو کتاب وحکمت، توریت وانجیل کی تعلیم دی ہے۔

اور اُس کو بنی اسرائیل کی طرف پیغمبری کیلئے مبعوث کرے گا (تا کہ وہ کہے) میں تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے لئے ایک معجزہ لایا ہوں میں تمہارے لئے مٹی سے ایک پرندے کا مجسمہ بناؤں گا اور اس میں پھونک ماروں گا تا کہ خدا کے اذن سے ایک پرندہ بن جائے اور کور مادرزاد اور کوڑھی کو خدا کے اذن سے شفا دوں گا اور مُردوں کو خدا کے اذن سے زندہ کروں گا اور جو کچھ کھاتے ہو یا جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو اس کی

Presented by Ziaraat.com

خبر دوں گا۔

یہ معجزات تمہارے لئے (میری رسالت پر) ایک دلیل ہیں اگر تم مومن ہو وہ توریت جو مجھ سے پہلے تھی اس کی تصدیق کرتا ہوں اور بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں اُسے حلال کروں گا اور تمہارے ربّ کی جانب سے تمہارے لئے ایک نشانی لایا ہوں۔ لہٰذا اے بنی اسرائیل خدا سے ڈرو اور میرے حکم کی تعمیل کرو۔ اللہ ہی ہمارا اور تمہارا رب ہے لہٰذا اس کی عبادت اور پرستش کرو کہ سیدھا راستہ یہی ہے۔

جب عیسیٰ نے ان میں کفر کا احساس کیا، تو کہا! خدا کی راہ میں ہمارے ساتھی اور چاہنے والے کون لوگ ہیں؟ حواریوں نے کہا: ہم خدا کے ناصر ہیں اور خدا پر ایمان لائے ہیں؛ گواہ رہو کہ ہم اس کے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم ہیں۔

سورۂ صف کی چھٹی آیت میں ارشاد ہوتا ہے؛

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

اُس وقت کو یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا پیغمبر ہوں، اس توریت کی تصدیق کرتا ہوں کہ جو میرے سامنے ہے اور اپنے بعد ایک ایسے پیغمبر کی خوشخبری اور بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمد ہے۔

پھر جب وہ پیغمبر (رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آیات اور معجزات کے ساتھ خلق کی طرف آیا، تو انہوں نے کہا: یہ (معجزات اور اس کا قرآن) کھلا ہوا سحر ہے۔

سورۂ نسا کی ۱۵۵ تا ۱۵۸ ویں آیات میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

پھر ان کی عہد شکنی اور آیات خداوندی کے انکار اور پیغمبروں کے ناحق قتل کی وجہ سے (خدا نے انہیں کفیر کردار تک پہنچایا یعنی انہیں عذاب دیا) اور کہتے تھے: ہمارے قلوب پوشیدہ اور مستور (چھپے) ہیں بلکہ خدا نے

Presented by Ziaraat.com

ان کے کفر کی وجہ سے اُن پر مہر لگا دی ہے کہ بجز معدودے چند افراد کے ایمان نہیں لائے اور ان کے کیفر کے باعث اور اس لئے کہ انہوں نے مریم پر عظیم بہتان باندھا ہے۔

اور یہ کہ انہوں نے کہا: ہم نے (حضرت) مسیح عیسیٰ بن مریم خدا کے پیغمبر کو قتل کر ڈالا ہے جبکہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا ہے اور دار پر نہیں لٹکایا ہے۔ بلکہ دوسرے کو ان کی شبیہ بنا دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے ان کے قتل کے بارے میں اختلاف کیا ہے، وہ اس کے بارے میں شک و تردید میں ہیں اور گمان کا اتباع کرنے کے لئے علاوہ کوئی علم نہیں رکھتے؛ اور انہوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خداوند عالم نے انہیں اپنی طرف اوپر بلا لیا اور خدا عزیز اور حکیم ہے۔

<u>کلمات کی تشریح</u>

۱۔ کَلِمَة:

یہاں پر ایک ایسی مخلوق کے معنی میں ہے کہ خداوند عالم نے جس کو کلمہ کن (ہو جا) اور اس جیسے الفاظ کے ذریعہ اور خلقت کے عام اسباب و وسائل کو اس میں دخیل بنائے بغیر پیدا کیا ہے۔

۲۔ انتبذت:

کنارہ کشی اختیار کی، دور ہو کر ایک گوشہ میں چلی گئی۔

۳۔زکیاً:

طاہر، ہر قسم کی آلودی سے پاک

۴۔ سَرِیّاً:

چھوٹی ندی، پانی کی نہر۔

۵۔جنیّ:

تازہ چنے ہوئے میوے۔

۶۔فریّاً:

ایک حیرت انگیز اور نامعلوم امر۔

۷۔اکمہ:

مادرزاد نابینا۔

۸۔مُصَدِّقاً:

Presented by Ziaraat.com

چونکہ توریت میں آپؐ کے آنے کی بشارت ہے وہ بھی انہیں صفات کے ساتھ آنا جو کہ توریت میں مذکور ہیں لہٰذا حضرت رسول اکرمؐ کا وجود توریت کے لئے مصدّق اور تصدیق کرنے والا ہے۔

۹-بغیّاً:

وہ بدکار (طوائف) عورت جو زنا کے ذریعہ کسب معاش کرتی ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر

بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ گرامی حضرت مریم کی داستان قرآن مجید میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

فرشتوں نے حضرت مریم کو آواز دی اور اللہ کی خوشخبری دی جو کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی ولادت سے متعلق تھی کہ حضرت باری تعالیٰ ان کو اپنے کلمہ کن (ہوجا) سے اور معروف ومشہور اسباب ووسائل کے بغیر، کو خلق کرے گا اور وہ خدا کے کلام کو گہوارہ میں اور بڑے ہونے پر لوگوں کو ابلاغ کرے گا۔

حضرت مریم نے ایسا خطاب سن کر کہا: خدایا! میں کس طرح دنیا میں کوئی بچہ پیدا کر سکتی ہوں جب کہ کسی انسان نے مجھے مس تک نہیں کیا ہے؟

جبرئیل خدا کا پیغام انہیں اس طرح ابلاغ کرتے ہیں:

خدا جس کو (اور جو بھی) چاہتا ہے بغیر اسباب اور بغیر کسی وسیلہ کے صرف (کن) جیسے لفظ سے پیدا کر دیتا ہے اور وہ چیز اسی گھڑی پیدا ہو جاتی ہے ٹھیک اسی طرح جو اسباب ووسائل کے ذریعہ خلق ہوتی ہے۔

پھر جبرائیل نے حضرت مریم کے گلے کے سامنے گریبان میں روح پھونکی اور جو کچھ خداوند عالم کا ارادہ تھا خود بخود تحقیق پا گیا اور مریم حاملہ ہو گئیں۔

جب حضرت مریم نے اپنے اندر کسی بچے کا احساس کیا، تو اپنے خاندان سے ایک دور جگہ چلی گئیں، دردِ زہ نے انہیں خرمے کے سوکھے درخت کی جانب آنے پر مجبور کیا آپ نے اس سے ٹیک لگا کر کہا: اے کاش اس سے پہلے ہی مر کر نیست ونابود ہو گئی ہوتی کہ اسی حال میں ان کے پہلو سے عیسیٰ یا جبرائیل نے آواز دی غمگین نہ ہو خداوند عالم نے تمہارے قدم کے نیچے ایک چھوٹی نہر جاری کی ہے، خرمے کی سوکھی شاخ کو حرکت دو تو تازے خرمے گریں گے پھر اس وقت وہ خرمے کھاؤ اور اس پانی سے سیراب ہو کر خوش وخرم ہو جاؤ اور جب کسی کو دیکھو تو کہو: میں نے خدا کے لئے خاموشی کے روزہ کی نذر کر لی ہے اور ہرگز آج کسی سے بات نہیں کروں گی۔

مریم نومولود کو اٹھا کر قوم کے سامنے آئیں وہ لوگ منھ بنانے اور چہرہ سکوڑنے لگے اور ناراض ہو کر کہا:

Presented by Ziaraat.com

اے ہارون کی بہن! تم نے بہت گندہ اور ناپاک فعل انجام دیا ہے نہ تو تمہارا باپ زنا کار تھا اور نہ تمہاری ماں کوئی بدکار خاتون تھی۔ حضرت مریم نے جناب عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا کہ اس بچے سے بات کرو، وہ تمہیں جواب دے گا، بولے: ہم گہوارہ میں نومولود سوئے ہوئے بچے سے کیسے بات کریں؟ تو خداوند عالم نے عیسیٰ کو قوت نطق دی اور زبان گویا ہوئی، کہا: میں خدا کا بندہ ہوں، اس نے مجھے انجیل نامی کتاب دی ہے اور مجھے نبوت کا شرف عطا کیا ہے اور میں جہاں کہیں بھی رہوں مجھے مبارک اور نیک اور امور خیر کے لئے ایک معلم قرار دیا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اُس وقت تک مجھے نماز (قائم کرنے) زکوٰۃ (دینے) اور اپنی ماں کے حق میں نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔

خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ کو رسالت کے ساتھ بنی اسرائیل کی جانب بھیجا اور انہیں چند معجزات بھی عطا کئے تا کہ ان کی رسالت کی صداقت پر گواہی رہے۔

آپ مٹی سے پرندہ کی شکل بناتے تھے اور اُس میں پھونک مارتے تھے، تو وہ مجسمہ خدا کے اذن سے ایک زندہ پرندہ ہو جاتا تھا اور اپنے، بال و پر پھڑ پھڑانے لگتا تھا؛ اور جو کچھ وہ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کرتے تھے اس کی وہ خبر دیتے اور پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو خدا کی اجازت سے شفا دیتے اور مردوں کو خدا کے اذن سے زندہ کر دیتے تھے۔

جو کچھ ان کے بارے میں اُن سے پہلے توریت میں ذکر ہوا تھا اس میں مکمل طور پر صادق آیا اور وہ ان سے بھرپور مطابقت رکھتا تھا وہ اسی طرح حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دیتے تھے۔

آخر کار بنی اسرائیل اُن پر ایمان نہیں لائے اور ان کی تکفیر کرتے ہوئے بولے: یہ کھلا ہوا اور واضح سحر ہے۔

آخر کار جب حضرت عیسیٰ نے ان کے کفر و عناد کا احساس کیا تو فرمایا! کون لوگ ہمارے ساتھ خدا کے دین کی نصرت کریں گے؟

حواریوں نے انہیں جواب دیا: ہم خدا کے ناصر و مددگار ہیں، ہم خدا پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اس طرح سے بنی اسرائیل نے جو حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا سے عہد و پیمان لیا تھا؛ (وہ یہ کہ جو کچھ توریت میں مذکور ہے اس پر ایمان لائیں گے اور حضرت عیسیٰ اور ان کے بعد خاتم الانبیاء پر ایمان لائیں گے) اُس عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور کفر و عناد کا راستہ اختیار کر لیا۔

انہوں نے اسی طرح حضرت مریم پر عظیم بہتان باندھا اور بہت بڑی تہمت لگائی اور بولے:

وہ یوسف نامی ایک بڑھئی شخص سے حاملہ ہوئی ہے اور عیسیٰ کو پیدا کیا ہے۔

پھر وہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کے قتل اور دار پر لٹکانے کے درپے ہو گئے۔ ←

Presented by Ziaraat.com

تو خداوند عالم نے، اسی یہودی مرد کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر لانے کے لئے دشمنوں کا راہنما بنا تھا اسے حضرت عیسیٰ کی شکل وصورت میں تبدیل کر دیا اور بنی اسرائیل نے بھی اُسی کو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا اور یہ خیال کیا کہ عیسیٰ بن مریم کو دار پر لٹکا دیا ہے؛ جبکہ خداوند منّان نے انہیں اپنی طرف بلندی پر بلا لیا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

کتابیات

۱) قرآن
۲) شرح نہج البلاغہ
۳) سیرۂ حلبیہ
۴) تاریخ ابن اثیر
۵) تاریخ خمیس
۶) مروج الذہب
۷) تاریخ ابن کثیر
۸) بحارالانوار
۹) سیرۂ ابن ھشام
۱۰) معجم البلدان
۱۱) مسند احمد
۱۲) دلائل النبوۃ (ابونعیم)
۱۳) تاریخ یعقوبی
۱۴) اخبارالزمان
۱۵) مرآۃ الزمان
۱۶) سبل الھدیٰ والرشاد
۱۷) فتح الباری
۱۸) طبقات ابن سعد
۱۹) کنزالعمال
۲۰) انساب الاشراف
۲۱) سیرۂ بنویہ
۲۲) المجر
۲۳) لسان العرب
۲۴) تفسیر قرطبی
۲۵) تاریخ طبری
۲۶) امالی طوسی
۲۷) المعجم المفہرس
۲۸) تاریخ ابن عساکر
۲۹) دلائل بیہقی
۳۰) خصال شیخ صدوق
۳۱) خرائج
۳۲) معالم المدرستین
۳۳) نہج البلاغہ
۳۴) تفسیر سیوطی
۳۵) تفسیر ابن کثیر
۳۶) صحیح مسلم
۳۷) صحیح ترمذی
۳۸) اثبات الوصیہ
۳۹) شرح نہج البلاغہ
۴۰) معجم الکبیر
۴۱) مجمع الزوائد
۴۲) استعیاب
۴۳) اسد الغابہ
۴۴) اصابہ
۴۵) حلیۃ الاولیاء
۴۶) ریاض العضرہ
۴۷) صحیح بخاری
۴۸) ابن ماجہ
۴۹) مستدرک حاکم
۵۰) تفسیر در منشور
۵۱) خصائص نسائی
۵۲) مستدرک الصحیحین
۵۳) الکامل فی التاریخ
۵۴) فرہنگ فارسی معین
۵۵) تفسیر طبری
۵۶) زادالمسیر فی علم التفسیر
۵۷) تفسیر خازن
۵۸) تفسیر البحر المحیط
۵۹) اصول کافی
۶۰) روضہ کافی
۶۱) انجیل
۶۲) تورات
۶۳) الغیبہ
۶۴) قاموس کتاب مقدس
۶۵) معجم الفاظ قرآن
۶۶) معجم الوسیط
۶۷) استبصار
۶۸) مرآۃ العقول

Presented by Ziaraat.com

کتابیات

	کتاب	تالیف	طبع
☆	قرآن		
☆	نہج البلاغہ		
☆	انجیل		
☆	توریت		
☆	شرح نہج البلاغہ	الشیخ محمد عبدہ	مؤسسۃ الأعلمی المطبوعات بیروت، لبنان
☆	سیرۂ حلبیہ	علامہ علی بن برھان الدین الحلبی	نفیس اکیڈمی
☆	تاریخ ابن اثیر	علی بن ابی الکرم محمد بن محمد ابن عبدالکریم ابن عبدالواحد المعروف بابن الثیر	الاول مصر
☆	تاریخ خمیس	الشیخ حسین بن محمد ابن الحسن الدیار بکری	دارلکتب المصریہ
☆	مروج الذھب	ابی الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی	مطبع دارالاندلس (طبع: اول) بیروت، لبنان
☆	تاریخ ابن کثیر	الحافظ والمورخ اسماعیل ابن کثیر	طبعۃ الثانیہ: دارالابن کثیر. بیروت لبنان
☆	بحارالانوار	الشیخ محمد باقر المجلسی	چاپ اوّل ۱۴۲۷ احیاء الکتب الاسلامیہ، قم، ایران
☆	سیرۂ ابن ھیشام	عبدالملک بن ھیشام	دارالطباعۃ الخذیویہ، المصر
☆	معجم البلدان	الشیخ شہاب الدین ابی عبداللہ یعقوب بن عبداللہ الحوی بغدادی	دارالاحیاء التراث العربی بیروت لبنان

Presented by Ziaraat.com

☆	مسند احمد	احمد بن محمد بن حنبل ابو عبداللہ الشیبانی	طبع الاولی مکتبہ دارالفکر بیروت، لبنان
☆	دلائل النبوۃ	ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی	الطبعۃ الاولی دائرۃ المعارف نظامیہ حیدرآباد دکن
☆	تاریخ یعقوبی	احمد بن ابی یعقوب	دارالصادر، بیروت لبنان
☆	اخبار الزمان	ابی الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی	دارالاندلس، بیروت لبنان
☆	مرآۃ الزمان	سبط ابن جوزی	دارالشرق، بیروت، لبنان
☆	سبل الھدی والرشاد	محمد بن یوسف شامی	دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
☆	فتح الباری	الحافظ احمد ابن علی بن حجر العسقلانی	طبعۃ الاولی دارالفکر، بیروت، لبنان
☆	طبقات ابن سعد	محمد بن سعد بن منیع المعروف ابن سعد	طبعۃ الاولی دارالکتب علمیہ بیروت، لبنان
☆	کنز العمال	علی متقی بن حسام الدین الہندی	موسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان
☆	انساب الاشراف	احمد ابن یحییٰ بن البلازری	ناشر: مجمع احیاء الثقافۃ الاسلامیۃ (طبع ثانی)
☆	المجر	ابن حبیب	www.al-mostafa.com
☆	لسان العرب	علامہ ابی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی، المصری	موسسۃ العالمی للمطبوعات طبع الاولی بیروت، لبنان
☆	تفسیر قرطبی	ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی	موسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان
☆	تاریخ طبری	محمد بن الجریر الطبری	موسسۃ العالمی للمطبوعات بیروت، لبنان
☆	مجالس شیخ مفید	ابوعبداللہ ابن محمد بن محمد بن نعمان	مکتبۃ العالمی، بیروت، لبنان
☆	شیخ طوسی امالی	ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی	مکتبۃ العالمی، بیروت، لبنان
☆	المعجم المفہرس	محمد فواد عبدالباقی	چاپ اوّل کتاب خانہ ملی، ایران
☆	تاریخ ابن عساکر	حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف بابن عساکر	۱۹۹۵ء دارالفکر، بیروت، لبنان

Presented by Ziaraat.com

☆	دلائل بیہقی	ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی	الطبعۃ الاولی دالالکتب العلمیہ بیروت، لبنان
☆	خصال شیخ صدوق	ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی	منشورت جماعۃ المدرسین فی الحوزہ العلمیہ فی قم، ایران
☆	خرائج	المحدث قطب الدین الراوندی	طبعۃ الثانیہ موسسۃ النور للمطبوعات بیروت، لبنان
☆	معالم المدرستین	مرتضی عسکری	موسسۃ النعمان للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان
☆	تفسیر سیوطی	جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی	طبع الثانی، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان
☆	تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی	مکتبۃ العلمیہ، بیروت، لبنان
☆	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج ابن مسلم القیشری النیشاپوری	دارالفکر، بیروت، لبنان
☆	صحیح ترمذی	حافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	دارلفکر، بیروت، لبنان
☆	اثبات الوصیہ	جمال الدین الحسن بن یوسف الحلی	موسسۃ العالمی للمطبوعۃ بیروت، لبنان
☆	شرح نہج البلاغہ	ابی حامد عزالدین بن ھبۃ اللہ بن محمد بن محمد ابن ابی الحدید	طبع الاولیٰ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان
☆	معجم الکبیر	سلیمان بن احمد الطبرانی	www.al-mostafa.com
☆	مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی	۱۹۸۸ء دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان
☆	استعیاب	ابن عبد البر بن یوسف بن عبداللہ بن محمد ابوعمر النماری قرطبی	مکتبۃ النزعۃ ۱۹۶۰ء، قاھرہ، مصر
☆	اسد الغابہ	حسن بن محمد بن عبدالکریم الجزری (ابن اثیر)	مکتبۃ الاسلامیہ، تہران، ایران
☆	اصابہ	حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی	طبعۃ الاولی دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان

Presented by Ziaraat.com

☆	حلیۃ الاولیا	ابونعیم الصفہانی	طبعۃ الاولی دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان
☆	ریاض النضرہ	احمد بن عبداللہ الطبری	طبعۃ الاولی دار المعرفۃ، بیروت، لبنان
☆	صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل بن ابراہیم ابن المغیرہ البخاری	مطبع دار الفکر، بیروت، لبنان
☆	ابن ماجہ	الحافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید الربعی	دار الفکر، بیروت، لبنان
☆	خصائص نسائی	حافظ ابی عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی	الطبعۃ الاولی مکتبۃ الحیدریہ النجف، عراق
☆	مستدرک الصحیحین	محمد بن محمد حاکم النیشاپوری	طبع الاولی دار المعرفہ بیروت، لبنان
☆	فرہنگ فارسی معین	www.al-mostafa.com	
☆	تفسیر طبری	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری	مکتبۃ الدار الفکر، بیروت، لبنان
☆	زاد المسیری علم التفسیر	ابن جوزی	www.al-mostafa.com
☆	تفسیر خازن	علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی	طبعۃ الاولی دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان
☆	تفسیر البحر المحیط	ابوحیان	www.al-mostafa.com
☆	اصولِ کافی	محمد بن یعقوب الکلینی	دار الاضواء، بیروت، لبنان
☆	روضہ کافی	محمد بن یعقوب الکلینی	دار الاضواء، بیروت، لبنان
☆	الغیبہ	شیخ الطائفۃ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی	موسسۃ المعارف الاسلامیہ، قم، ایران
☆	قاموس کتاب مقدس	جیمز ہاکس	اساطیر، تہران، ایران
☆	معجم الفاظ قرآن		www.al-mostafa.com
☆	معجم الوسیط	مجمع لغتِ العربیہ	مکتبۃ الشروق الدولیہ ۲۰۰۴ء
☆	استبصار	شیخ الطائفۃ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی	دار الاضواء، بیروت، لبنان
☆	مرآۃ العقول	الشیخ محمد باقر المجلسی	موسسۃ العالمی للمطبوعات بیروت، لبنان

Presented by Ziaraat.com